شادی بیاہ اور طلاق

کے شرعی احکام

اِس کتاب میں

- نکاح کی اہمیت اور مسنون کا طریقہ • منگنی کی حقیقت اور مہر کی مقدار • شادی کارڈ کی شرعی حیثیت • چھواروں کی تقسیم کا مسئلہ
- شادی میں گانا بجانے کا حکم • شادی میں بے پردگی کا گناہ • جہیز کی حیثیت • نیوتہ اور سلامی کی شرعی حیثیت
- تصویر کشی اور فلم سازی • طلاق کے نقصانات • طلاق سے بچنے کا طریقہ
- طلاق دینے کا شرعی طریقہ، بڑے مفصل و مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے

تصنیف

حضرت مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی

اُستاد حدیث و نائب مفتی جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی

ترتیب عنوانات، تخریج

مُفتی محمد طُفیل

مدرس و مفتی جامعہ محمدیہ اسلام آباد

مکتبہ عثمانیہ

MAKTABA USMANIA RAWALPINDI

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

شادی بیاہ اور طلاق

کے شرعی احکام

اس کتاب میں • نکاح کی اہمیت اور مسنون کا طریقہ • منگنی کی حقیقت اور مہر کی مقدار • شادی کارڈ کی شرعی حیثیت • چھواروں کی تقسیم کا مسئلہ • شادی میں گانا بجانے کا حکم • شادی میں بے پردگی کا گناہ • جہیز کی حیثیت • نیوتہ اور سلامی کی شرعی حیثیت • تصویر کشی اور فلم سازی • طلاق کے نقصانات • طلاق سے بچنے کا طریقہ • طلاق دینے کا شرعی طریقہ بڑے مفصل و مدلل انداز میں بیان کیا گیا ہے

تصنیف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

استاذ حدیث و نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ترتیب عنوانات تخریج

مفتی محمد طفیل

مدرس و مفتی جامعہ محمدیہ اسلام آباد

MAKTABA USMANIA RAWALPINDI

مکتبہ عثمانیہ

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ابتدائیات

شادی بیاہ اور طلاق کے شرعی احکام

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

ترتیب وتحقیق

مفتی محمد طفیل اٹکی
فاضل ومتخصص جامعہ دارالعلوم کراچی
مدرس ومفتی جامعہ محمدیہ اسلام آباد

ہماری مطبوعات ملنے کے دیگر مراکز

- مکتبہ رحمانیہ......آبپارہ......اسلام آباد
- مکتبہ فریدیہ......نزد جامعہ فریدیہ، اسلام آباد
- ادارۃ المعارف......دارالعلوم، کراچی
- مکتبہ لدھیانوی......نیو ٹاؤن......کراچی
- مکتبہ سید احمد شہید......اردو بازار......لاہور
- مکتبہ رحمانیہ......اردو بازار......لاہور
- مکتبہ حقانیہ......ٹی بی ہسپتال روڈ......ملتان
- دارالاخلاق......قصہ خوانی......پشاور
- مکتبہ احرار......چارسدہ روڈ......مردان
- نیازی کتب خانہ......سردار پلازہ......اکوڑہ

درخواست

ایک انسان بحیثیت مسلمان قرآن پاک، کتب تفاسیر، کتب احادیث، دینی کتب، درسی کتب اور دیگر اسلامی لٹریچر میں جان بوجھ کر غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

لیکن تصحیح، اصلاح الفاظ اور پروف ریڈنگ کے بھرپور اہتمام کے باوجود بحیثیت انسان سہواً غلطی ہو جانا بعید از عقل نہیں۔

اس اہتمام کثیر کے باوجود بھی اگر آنجناب کسی غلطی پر مطلع ہوں، یا مزید معیار سے متعلق اپنا قیمتی مشورہ دینا چاہتے ہوں، تو ہم آپ کی اطلاع اور اصلاحی مشورہ کے منتظر ہیں، اطلاع کے بعد اگلے ایڈیشن میں آپ کی بتائی ہوئی غلطی کو انشاء اللہ تعالیٰ درست کر کے شائع کیا جائے گا۔ ہم آپ کے تعاون پر آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

والسلام

مکتبہ عثمانیہ

کمیٹی چوک، راولپنڈی

19-11-2018

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

استاد مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم العالی کی ذات گرامی افتاء، درس وتدریس اور اصلاح کے میدان میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ تصنیف تالیف او اصلاح خلق کے سلسلہ میں حضرت والا کے کئی شاہکار منظر پر آچکے ہیں، ان میں حضرت کے "اصلاحی بیانات" کو خاصی اہمیت حاصل ہے، جو عوام وخواص میں مقبول ہیں۔

حضرت مدظلہم جس موضوع پر بھی گفتگو فرماتے ہیں، اس موضوع سے متعلقہ تمام ضروری امور اور بزرگوں خصوصاً حضرت تھانویؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے ملفوظات وتجربات سامعین کے سامنے آجاتے ہیں۔

حضرت مدظلہم کے اصلاحی بیانات میں چار بیان جو شادی، بیاہ اور طلاق کی رسومات وغیرہ سے متعلق ہیں، ان میں بھی حضرت کی مذکورہ بالا خصوصیات نمایاں نظر آتی ہیں، چنانچہ ان میں موضوع سے متعلق ضروری احکام ومسائل کے ساتھ بزرگوں کا اس موقع پر طرز عمل اور تعلیمات بڑے خوبصورت انداز میں بیان ہوا ہے۔ حضرت کے دیگر بیانات کی طرح یہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ حضرت کے مذکورہ بالا بیانات کے عنوات مندرجہ ذیل ہیں:

۱)......نکاح کا مسنون طریقہ۔

۲)......شادی بیاہ کی اہمیت۔

۳)......جہیز اور نیوتہ کی حقیقت۔

۴)......طلاق کے نقصانات اور اس سے بچنے کا طریقہ۔

یہ بیانات الگ الگ رسائل کی صورت میں تو دستیاب ہیں، مگر ضرورت اس بات کی تھی کہ ان بیانات کو یکجا کر دیا جائے، تا کہ عوام وخواص کے لیے استفادہ آسان ہو جائے، اس

ضرورت کے پیش نظر انہیں یکجا کیا گیا، اور جہاں کہیں ذیلی عنوان کی ضرورت محسوس کی ہے وہاں عنوان کا اضافہ کیا گیا، نیز آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ اور مسائل فقہیہ کی مکمل تخریج کی گئی، اور تخریج میں کتاب کی جلد، صفحہ نمبر اور حدیث کی تخریج میں رقم الحدیث وغیرہ کے اندراج کا مکمل اہتمام کیا گیا، تاکہ یہ رفقائے افتاء وتصنیف، اور اہل تحقیق وتالیف کے لیے ایک رہنما کتاب ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ سے استدعاء ہے کہ وہ حضرت استاد محترم کی دیگر تصنیفات، تالیفات اور خطبات کی طرح اس مجموعہ کو بھی مقبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور عوام وخواص کو اس سے استفادے کی توفیق بخشے اور اسے حضرت استاد محترم اور بندے کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد طفیل

فاضل ومتخصص جامعہ دار العلوم کراچی

مدرس ومفتی جامعہ محمدیہ، اسلام آباد

۲۱ر ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

۳۰ر نومبر ۲۰۱۸ء

فہرست مضامین

(۱)......نکاح کا مسنون طریقہ

نکاح بھی ایک عبادت ہے	۱۷
حضرت فاطمہ الزہراءؓ کے نکاح کا واقعہ	۱۹
حضرت فاطمہؓ کا جہیز	۲۳
حضرت علیؓ کا ولیمہ	۲۴
مذکورہ واقعہ میں ہمارے لئے ہدایات	۲۵
پہلی ہدایت	۲۵
دوسری ہدایت	۲۶
سنت سے عمروں کے تناسب کا ثبوت	۲۷
تیسری ہدایت	۲۸
منگنی کی حقیقت	۲۸
دولفظوں میں منگنی اور شادی کی حقیقت	۲۹
نکاح کا پیغام کون دے؟	۳۰
نکاح میں کن لوگوں کو بلایا جائے؟	۳۱
مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے	۳۲
لسٹوں کی تیاری	۳۳
حضورﷺ نے کن لوگوں کو بلایا تھا؟	۳۳
شادی کارڈ کی حقیقت	۳۴
شادی کارڈ کے بارے میں حضرت مفتی صاحبؒ کا طریقہ	۳۴

مقدارِ مہر سے متعلق حضرت عمرؓ کا قول	۳۵
مہر فاطمی کی حقیقت اور اس کی اہمیت	۳۵
مہر کی ادائیگی کس طرح کریں؟	۳۶
مہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار	۳۷
فخر کے طور پر زیادہ مہر مقرر کرنا	۳۷
مہر نہ دینے پر وعید	۳۸
مہر معاف کرانے کا پہلا موقع	۳۹
کیا مذکورہ معافی معتبر ہے؟	۳۹
مہر معاف کرانے کا دوسرا موقع	۴۰
مہر کب معاف ہوتا ہے؟	۴۰
صراطِ مستقیم اعتدال کا نام	۴۱
مہر شرع محمدی ساڑھے بتیس روپے کی حقیقت	۴۲
مہر کی پسندیدہ مقدار	۴۳
چھواروں کی تقسیم	۴۴
ہماری بے اعتدالی	۴۴
نکاح کے موقع پر مسجد کی بے حرمتی	۴۵
چھوارے وغیرہ کی تقسیم میں نام ونمود	۴۵
مسجد میں گندگی پھیلانا	۴۶
حضرت فاطمہؓ کی رخصتی	۴۷
ہمارے یہاں کا طریقہ	۴۷
بیٹی کی شادی کی دعوت سنت سمجھنے کا حکم	۴۸
معوذتین کی سنت	۵۰

(۲)......شادی بیاہ کی اہمیت

نکاح کی اہمیت	۵۲
اللہ کی نظر رحمت کے مستحق	۵۴
نکاح کے لیے بیوی کا انتخاب	۵۵
نیک اولاد بلندیٔ درجات کا سبب ہے	۵۶
نیک اولاد ماں باپ کو نہیں بھولتی	۵۶
نیک اولاد اور ایصال ثواب	۵۷
حضرت مفتی صاحبؒ کے والد صاحب کا ناقابل فراموش جملہ	۵۷
ناقص بچہ بھی جنت میں لے جائے گا	۵۸
نکاح کے ذریعے نصف دین کی حفاظت	۵۹
نکاح شریعت کے مطابق ہو	۶۰
شادی بیاہ کے موقع پر گناہوں کا ارتکاب	۶۱
گناہوں کی نحوست	۶۱
پہلا گناہ......تصویر کشی	۶۲
جہنم میں سب سے ہلکا عذاب	۶۳
سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا کا حال	۶۳
جہنم میں داخلے کا ذریعہ	۶۴
تصویروں کی تعداد کے برابر عذاب	۶۴
تصویر میں روح ڈالنے کا حکم	۶۵
تصویر پر سنگین عذاب کی وجہ	۶۵
حقیقی مصور اللہ تعالیٰ ہیں	۶۶

پہلے سے گناہ سے بچنا طے کرلیں	۶۶
تصویریں جلادی جائیں	۶۷
نوٹ اور اشیاء پر تصاویر	۶۸
اخبارات، رسائل اور مصنوعات کی تصاویر	۶۸
تصویر سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے	۶۹
دوسرا گناہ......گانا بجانا	۶۹
خوشی اور غمی کے موقع پر شریعت کا طریقہ	۷۰
شیطان اپنا حصہ لگالیتا ہے	۷۲
دو آوازوں پر اللہ کی لعنت	۷۲
بانسری کی آواز سن کر کان بند کرلینا	۷۳
دوسری طرف ہمارا طرز عمل	۷۴
مجھے آلات موسیقی ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے	۷۴
بلا قصد آواز کا کان میں پڑنا	۷۵
گناہ کی تقریب میں شرکت نہ کریں	۷۶
گانا سننے پر سخت وعید	۷۷
صورت مسخ ہونے کا عذاب	۷۷
ہم لوگوں کی حالت	۷۸
بنی اسرائیل کی نافرمانی	۷۹
نافرمانی کرنے والے بندر بنادیئے گئے	۸۰
تین دن کے بعد مرگئے	۸۱
موجودہ بندر بنی اسرائیل کی نسل نہیں	۸۱
قرب قیامت میں مسلمان بندر بن جائیں گے	۸۲

شراب نوشی کا گناہ	۸۲
مسخ صورت والی حدیث کا پہلا مطلب	۸۳
مسخ صورت والی حدیث کا دوسرا مطلب	۸۳
ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ کے نقصانات	۸۴
مذکورہ گناہوں سے بچنے کا پہلا راستہ	۸۵
مذکورہ گناہوں سے بچنے کا دوسرا راستہ	۸۵
ناجائز امور میں والدین کی اطاعت نہیں	۸۷
دوسرا طریقہ: شرکت سے معذرت	۸۷
تیسرا گناہ: مخلوط اجتماع	۸۸
نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے	۸۸
بے پردہ باہر نکلنا	۹۰
ایک حدیث میں عبرتناک واقعہ	۹۰
چھ عذاب والی عورتیں	۹۱
پہلی عورت کا عذاب	۹۲
دوسری عورت کا عذاب	۹۲
تیسری عورت کا عذاب	۹۲
چوتھی عورت کا عذاب	۹۲
پانچویں عورت کا عذاب	۹۳
چھٹی عورت کا عذاب	۹۳
پہلی عورت کے عذاب کا سبب	۹۳
تقریبات اور بے پردگی	۹۳
قرب قیامت میں ظاہر ہونے والی دو جماعتیں	۹۴

حدیث کا پہلا مطلب ۹۵
حدیث کا دوسرا مطلب ۹۶
یہ عورتیں ملعون ہیں ۹۷
تقریبات میں ان باتوں کا اہتمام کریں ۹۸
ملازم اور نوکر سے بھی پردہ ۹۹
تعلیم و تعلم کے وقت پردہ ۹۹
بدنگاہی کا گناہ ۱۰۰
گناہ کا ذریعہ بننے والا بھی گنہگار ہے ۱۰۱
خواتین گناہ کا ذریعہ بننے سے بچیں ۱۰۲
سبق آموز حدیث ۱۰۳
پہلی وجہ......اللہ تعالی کی اطاعت میں کمی ۱۰۳
دوسری وجہ......رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کمی ۱۰۳
تیسری وجہ......شوہر کی اطاعت میں کمی ۱۰۴
چوتھی وجہ......عورتوں کا بن سنور کر باہر نکلنا ۱۰۴
عورت کا خوشبو لگانا ۱۰۵
مرد اپنی نظروں کی حفاظت کریں ۱۰۶
گلگت کا ایک عبرتناک واقعہ ۱۰۶
سر کے بال کھولنے کا عذاب ۱۰۸
لپ اسٹک لگانے کا عذاب......نیل پالش لگانے کی سزا ۱۰۹
عذاب قبر حق ہے ۱۰۹
یہ عذاب کن عورتوں کو ہوگا؟ ۱۱۰
محرم کے سامنے بناؤ سنگھار کی اجازت ۱۱۰

(۳)......جہیز اور نیوتہ کی حقیقت

حیثیت کے مطابق جہیز دیں ۱۱۴
جہیز دینے کے لئے زکوۃ مانگنا ۱۱۵
ضرورت کی چیز دیں ۱۱۵
جہیز کی لعنت ۱۱۶
جہیز کے لئے سودی قرض لینا ۱۱۷
نمائش نہ کریں ۱۱۸
نیوتہ یا سلامی کی رسم ۱۱۹
پڑھے لکھے جاہل ۱۱۹
نیوتہ کا شرعی حکم ۱۲۰
سلامی......ایک قرض کا معاملہ ۱۲۱
سود کا گناہ ۱۲۳
سود خور خون کی نہر میں ۱۲۳
سود خور کے پیٹ میں سانپ اور بچھو ۱۲۴
سود کی حرمت قرآن وحدیث سے ۱۲۵
شادی میں بے برکتی کی وجہ ۱۲۶
آج کل کی دینداری ۱۲۷
سودی لین دین پر عذاب کا واقعہ ۱۲۷
عجیب وغریب قصہ ۱۲۸
عذاب قبر کی وجہ ۱۳۰

حرام کے ایک لقمہ کا گناہ	۱۳۱
چند سودی معاملات	۱۳۱
اجتماعی گناہ سے بچنے کا طریقہ	۱۳۲
ہماری ذمہ داری	۱۳۳
دارالعلوم کراچی کا مفصل ومدلل فتوی	۱۳۳
نمازیں قضاء ہونا	۱۳۴
بلاعذر ایک نماز قضاء کرنے کا گناہ	۱۳۴
نمازیں قضاء ہونے کی وجہ	۱۳۵
جماعت کی اہمیت سے متعلق ایک بزرگ کا قصہ	۱۳۵
لعنت کے دو کام	۱۳۶
بھنویں تراشنے اور بال بنانے کا حکم	۱۳۶
مصنوعی بال لگوانے کا حکم	۱۳۷
حدیث کا مصداق	۱۳۸
عورتوں کا پٹھے بال رکھنا	۱۳۹
دین کا مطالبہ	۱۴۰

(۴)......طلاق کے نقصانات اور اس سے بچنے کا طریقہ

طلاق کا غلط طریقہ اور اس کے نقصانات	۱۴۲
رجوع کی خودساختہ ناجائز شکلیں	۱۴۶
مفتی اور عوام کو دھوکہ	۱۴۷
مفتی تحریر کا پابند ہے	۱۴۸

تین طلاقیں دیکر مذہب بدلنے کا حکم	۱۴۸
بربادی کی بنیاد شریعت سے جہالت	۱۴۹
میاں بیوی میں کشیدگی کی اصل وجہ	۱۴۹
خاوند پر بیوی کے حقوق	۱۵۰
بیوی پر شوہر کے یہ حقوق	۱۵۳
صالح بیوی	۱۵۶
نافرمان بیوی کی اصلاح کے تین طریقے	۱۵۷
باہمی صلح وصفائی کا ایک عمدہ طریقہ	۱۵۸
نکاح کا مقصد طلاق دینا نہیں	۱۶۰
طلاق بالکل آخری مرحلہ ہے	۱۶۱
طلاق دینے کا احسن طریقہ	۱۶۱
طریق احسن کے فوائد	۱۶۲
دفعۃً تین طلاقیں دینے سے تینوں کے واقع ہونے کی وجہ	۱۶۷
تین طلاقوں کے وقوع پر اعتراض	۱۶۷
عقلی اور عرفی جواب	۱۶۸
شرعی جواب	۱۶۸
محمد بن لبیدؓ کی روایت	۱۶۹
حضرت حسن اور حضرت عائشہ کی روایت	۱۷۲
عبادہ بن صامت کی روایت	۱۷۳
بے دھڑک طلاق کا استعمال باعث تشویش	۱۷۳

باب اول

نکاح کا مسنون طریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح کا مسنون طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔ اَمَّا بَعْدُ !

فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ : اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ ۔(١)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۔(٢)

---

(١) سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح، الرقم: [١٨٤٦] ونصه: "عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ"۔

(٢) سنن الدارمي، كتاب النكاح، الرقم:[٢٣٠٨] ولفظه :"عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ مِنْ اَمْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ الَّذِيْ كَانَ مِنْ تَرْكِ النِّسَاءِ، بَعَثَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! اِنِّيْ لَمْ اُوْمَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ، اَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِيْ ؟ قَالَ: لَا، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: اِنَّ مِنْ سُنَّتِيْ اَنْ اُصَلِّيَ وَاَنَامَ، وَاَصُوْمَ وَاَطْعَمَ، وَاَنْكِحَ وَاُطَلِّقَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ، يَا عُثْمَانُ اِنَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔

نکاح بھی ایک عبادت ہے:

میرے قابلِ احترام بزرگو! اور محترم خواتین! جس طرح نماز ایک عبادت ہے اور روزہ ایک عبادت ہے، حج اور زکوۃ ایک عبادت ہے، ایسے ہی مسلمان مرد وعورت کا نکاح کرنا بھی ایک عبادت ہے اور جس طریقہ سے نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا ایک طریقہ ہے، جو شریعت سے ثابت ہے، اسی طریقہ سے نکاح کرنے کا بھی ایک طریقہ ہے، جو شریعت سے ثابت ہے۔ (۳)

جو نکاح شریعت کے مطابق ہوگا، سنت کے موافق ہوگا، وہ نکاح عبادت ہوگا اور باعث اجر وثواب ہوگا اور خیر وبرکت سے بھرپور ہوگا، اور جو نکاح اور جو شادی بیاہ شریعت سے ہٹ کر ہوگا، سنت کے خلاف ہوگا، تو چاہے نکاح منعقد ہوجائے، لیکن نکاح کی جو برکتیں ہیں اور اللہ پاک نے اس میں دنیا وآخرت کے جو فائدے رکھے ہیں، وہ نکاح ان سے خالی رہ جائے گا، جیسے خلافِ سنت نماز پڑھنے سے چاہے نماز کا فرض اتر جائے، اور خلافِ سنت حج وعمرہ کرنے سے چاہے حج وعمرہ کا واجب ادا ہو جائے، لیکن سنت سے ہٹ کر ادا کرنے کی وجہ سے اور سنت کے خلاف عمل کرنے کی وجہ سے نماز کی نورانیت اور مقبولیت ختم ہو جاتی ہے، حج وعمرہ مقبول نہیں ہوتا، ایسے ہی وہ نکاح بھی خیر وبرکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

اس لیے ہر مسلمان مرد وعورت کو چاہئے کہ جب ان کے ہاں نکاح کی تقریب ہو، تو اپنے اس نکاح کو شریعت اور سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کریں، جیسے نماز ہمیں

---

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب النکاح: [۳/۹/۱۰] ولفظه: "(وینعقد) متلبسا (بإیجاب) من أحدهما (وقبول) من الآخر (وضعا للمضی) ... ینعقد أیضا (بما) أی بلفظین (وضع أحدهما له) للمضی (والآخر للاستقبال) أو للحال ... (و شرط سماع کل من العاقدین لفظ الآخر) لیتحقق رضاهما (و) شرط (حضور) شاهدین (حرین) أو حر وحرتین (مکلفین سامعین) قولهما معا۔

سنت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، حج وعمرہ اور ہماری دیگر عبادتیں سنت کے مطابق ہونی چاہئیں، اسی طرح ہمارا نکاح بھی سنت کے مطابق ہونا چاہیے اور جیسے نماز کا طریقہ، حج، وعمرہ کا طریقہ اور دیگر عبادتوں کے طریقے سرکار دو عالم ﷺ سے منقول وثابت ہیں، اسی طرح نکاح کرنے کا طریقہ بھی سرکار دو عالم ﷺ سے ثابت ہے، آپ ﷺ نے خود اپنے بھی نکاح کیے ہیں (۴) اور اپنی بیٹیوں کے بھی نکاح کیے ہیں۔(۵)

صحابہ کرامؓ کے نکاح بھی پڑھائے ہیں، نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ کی سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ جو جنت میں تمام عورتوں کی سردار ہوں گی، ان کا نکاح سرکار دو عالم ﷺ نے خود کیا ہے اور کس طرح کیا ہے؟ اس کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں موجود ہے، اسی کا خلاصہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، تاکہ کم از کم ہمیں یہ معلوم تو ہو کہ ہمارے آقا جناب رسول اللہ ﷺ نے جنت کی عورتوں کی سردار حضرت

---

(٤) مسند أحمد، مسند النساء، مُسْنَدُ الصِّدِّيقَةِ، الرقم: [٢٤٨١٠] ولفظه: "عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَتَبَتَّلَ، فَقَالَتْ: لَا تَفْعَلْ، أَلَمْ تَقْرَأْ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾؟ قَدْ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوُلِدَ لَهُ"۔

......السيرة الحلبية، باب ذكر مغازيه ﷺ، غزوة بني سليم (٢/٢٨٢) وفيه: "ولما أراد ﷺ أن يعقد خطب خطبة منها الحمد لله المحمود بنعمته، المعبود بقدرته، الذى خلق الخلق بقدرته، وميزهم بحكمته، ثم إن الله عز وجل جعل المصاهرة نسبا و صهرا و كان ربك قديرا۔ ثم إن الله أمرني أن أزوج فاطمة من عليّ على أربعمائة مثقال فضة، أرضيت يا علي؟ قال رضيت۔

(٥) السيرة النبوية وأخبار الخلفاء، لابن حبان، ذكر وفاة رسول الله ﷺ (١/٤٠٩) وفيه: "ثم زوج رسول الله ﷺ رقية بنته عثمان بن عفان ورسول الله ﷺ يومئذ بمكة ثم توفيت رقية عند عثمان بن عفان ثم زوج رسول الله ﷺ عثمان بن عفان ابنته أم كلثوم، فماتت ولم تلد وزوج رسول الله ﷺ فاطمة علي بن أبي طالب بالمدينة"۔

فاطمۃ الزہراءؓ کا نکاح کس طرح کیا تھا؟ اور پھر ہم بھی اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقہ میں جو ہدایت وتعلیمات ہیں، وہ ہمیں معلوم ہوں اور ہم ان کو محفوظ رکھیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے نکاح کا واقعہ:

وہ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ساڑھے پندرہ سال کی ہوئیں، تو سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے نکاح کا پیغام دیا، اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن آپ ﷺ نے ان کی عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عذر فرمادیا اور معذرت کرلی کہ میری بیٹی کی عمر کم ہے اور تمہاری عمر زیادہ ہے۔(۶)

اس کے بعد حضرت علیؓ جن کی عمر اکیس سال ہوگئی تھی، انہوں نے خود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نعمت عظمیٰ کے عطاء فرمانے کی درخواست کی، ان کی درخواست کو سن کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آیا کہ رشتہ منظور کرلیا جائے، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمالی اور منگنی ہوگئی۔(۷)

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا اے انس! جاؤ اور ابوبکر، عمر،

---

(۷) سنن النسائی، کتاب النکاح، تَزَوُّجُ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ، الرقم:[۳۲۲۱] ولفظه :"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّهَا صَغِيرَةٌ فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ، فَزَوَّجَهَا مِنْهُ"۔

(۷) السیرۃ الحلبیۃ، باب غزوۃ بدر الکبری، غزوۃ بنی سلیم (۲/۲۸۱) وفیه:" و کان فی تلك السنة تزویج علیّ بفاطمة : أی عقد علیها فی رمضان وقیل فی رجب، ودخل بها فی ذی الحجة۔ وقیل بعد أن تزوّجها بنی بها بعد سبعة أشهر ونصف، أی فیکون عقد علیها فی أول جمادی الأولی۔ و کان عمرها خمس عشرة سنة، و کان سن علیّ یومئذ إحدی وعشرین سنة وخمسة أشهر۔

.......مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ، الرقم: [۱۵۲۰۶] لفظه :"عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ - فَاطِمَةَ، فَقَالَ: هِيَ لَكَ يَا عَلِيُّ! لَسْتُ بِدَجَّالٍ"۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَ-

عثمان، طلحہ، زبیر اور انصار کی ایک جماعت کو بلا لاؤ (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے، تو نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور حضرت بی بی فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ کے ساتھ کر دیا اور مہر تقریباً چار سو درہم مقرر فرمایا اور ایک طباق میں تھوڑے سے چھوارے رکھ کر حاضرین کو پہنچائے، اس کے بعد حضرت ام ایمنؓ سے فرمایا کہ تم فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر پہنچا دو، حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو حضرت علیؓ کے گھر پہنچا کر آ گئیں، یہ دونوں جہاں کے سردار جناب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی رخصتی ہے، جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (۸)

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے بی

-قَالَ: مَعْنَى قَوْلِهِ ﷺ: "لَسْتُ بِدَجَّال" يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ وَعَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أُخْلِفُ الْوَعْدَ"۔

(۸) تاریخ دمشق، محمد بن دینار العرقی، الرقم:[۶۳۳۸] (۵۲/۴۴۴، ۴۴۵) ولفظه: "عن أنس بن مالك: قال بينا أنا عند النبي (ﷺ) إذ غشية الوحي فلما سرى عنه قال هل تدري ما جاء به جبريل من عند صاحب العرش؟ قلت: لا، قال: إن ربي أمرني أن أزوج فاطمة من علي بن أبي طالب ـ انطلق فادع لي أبا بكر وعمر و عثمان وطلحة والزبير وبعددهم من الأنصار ـ فانطلقت فدعوتهم، فلما أخذوا المقاعد، وقال يا علي! إن الله أمرني أن أزوجك فاطمة، وقد زوجتكها على أربع مائة مثقال فضة، إن رضيت؟ فقال علي رضيت يا رسول الله! ثم خر لله ساجدا، فلما رفع رأسه، قال له النبي (ﷺ): "بارك الله فيكما وبارك عليكما وأخرج منكما الكثير الطيب"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مہر کی مقدار کا تعین کرنے والی روایات مختلف ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے مہر کی مقدار بیان کرنے میں علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال مختلف نظر آتے ہیں، چنانچہ فقہاء احنافؒ میں سے علامہ شامیؒ، علامہ ابن الہمامؒ اور تبیین الحقائق کے مؤلف علامہ زیلعیؒ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مہر کی مقدار چار سو دراہم (ایک سو پانچ تولہ) قرار دی ہے۔ (جاری ہے)

بی فاطمہؓ سے فرمایا! پانی لاؤ، وہ ایک پیالہ میں پانی لائیں، آپ ﷺ نے اس کے اندر

۔ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ نے فتاوی رحیمیہ میں مہر فاطمی کی مقدار چار سو مثقال (ایک سو پچاس تولہ چاندی) قرار دی ہے۔ (دیکھئے فتاوی رحیمیہ: ۸/۲۳۱)

جبکہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت فاطمہؓ کا مہر چار سو اسی دراہم (ایک سو چھبیس تولہ چاندی) مقرر ہوا تھا۔ (احسن الفتاوی، کتاب النکاح، مہر فاطمی کی تحقیق: ۵/۳۲)

لیکن حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت فاطمہؓ کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی یعنی پانچ سو دراہم (ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ چاندی) طے پایا تھا، یہی قول زیادہ مشہور ہے، نیز بہت سے علماء کرام اور اصحاب فتاوی نے اسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے مطابق فتوی بھی دیا ہے۔ (دیکھیں جواہر الفقہ جدید، اوزان شرعیہ، چاندی سونے کا صحیح نصاب: ۳/۴۱۰)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

"ومعلوم أن الصداق كان أربعمائة درهم وهي فضة"۔ (ردالمحتار: [۳/۱۰۱])

علامہ زیلعی فرماتے ہیں:

"وَمَعْلُومٌ أَنَّ مَهْرَهَا كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فِي ذِمَّةِ عَلِيٍّ وَهِيَ أَرْبَعْمِائَةِ دِرْهَمٍ"۔ (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق مع حاشية الشلبي، باب المهر: [۲/۱۳۷])

علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں:

" ويدل على ذلك تزويج النبي ﷺ فاطمة من على بأربعمائة درهم"۔ (فتح القدير لابن الهمام، باب الأولياء والأكفاء: [۳/۳۰۵])

علامہ مناوی فرماتے ہیں:

"ثم دعا بطبق من بسر ثم قال انتبهوا فانتبهنا"۔ (اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل للمناوی، الباب الثانی: [ص: ۴۸])

تاریخ خمیس میں ہے:

فلما تمّ النكاح دعا بطبق من بسر فوضعه بين يديه ثم قال انتهبوا. (تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس لحسين بن محمد بن الحسن الدّيار بكرى، تزوّج على بفاطمة رضى الله عنها [۱/۳۶۳]

علامہ احمد بن عبداللہ طبری فرماتے ہیں:

"لما زوج النبي ﷺ فاطمة قال: يا أم أيمن زفي ابنتي إلى على"۔ (الرياض النضرة في مناقب العشرة لأحمد بن عبد الله الطبرى الشافعي: [۳/۱۴۴]

لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا کہ ذرا سامنے ہو، پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر اور ان کے سینے مبارک پر کچھ پانی چھڑکا، پھر فرمایا کہ پیٹھ میری طرف کرو، پھر ان کے دونوں شانوں پر پانی چھڑکا اور پھر دعا دی کہ اے اللہ! میں ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں، پھر ان سے فرمایا کہ باقی پانی تم پی لو، چنانچہ انہوں نے پانی پی لیا۔

پھر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پانی لاؤ! وہ گئے اور وہ بھی پانی لے کر آئے اور اسی طرح آپ ﷺ نے پانی کا کٹورا لے کر اس میں لعاب مبارک ڈالا اور ان کے سر اور سینے پر کچھ پانی چھڑکا، لیکن پشت کی طرف دونوں شانوں کے درمیان نہیں چھڑکا اور ان کو بھی آپ ﷺ نے پانی پینے کے لیے عطا فرمایا۔(۹)

---

(۹) آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ پر پانی ڈالنے کے لیے پانی کس سے مانگا تھا؟ اس بارے میں تین قسم کی روایات ہیں:

۱......پہلی قسم کی روایات وہ ہیں کہ جن میں اس بات کا ذکر تو ہے کہ آپ ﷺ نے پانی مانگا تھا، لیکن کس سے مانگا تھا؟ اس کی کوئی صراحت نہیں ہے۔

۲......دوسری قسم کی روایات وہ ہیں کہ جن میں صراحت کے ساتھ یہ بات مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے پانی حضرت فاطمہؓ نے منگوایا تھا۔

۳......تیسری قسم کی روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ام ایمنؓ سے پانی مانگا تھا۔

ان تمام روایات کو دیکھتے ہوئے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب یہ کہا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ پر پانی ڈالنے کے لیے ایک سے زائد مرتبہ پانی منگوایا ہو، ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ سے منگوایا ہوگا اور دوسری مرتبہ حضرت ام ایمنؓ سے منگوالیا ہو۔

موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان، كتاب المناقب، بَاب تَزْوِيج فَاطِمَة بعلي، الرقم: [۲۲۲۵] (۱/۵۵۰) وفيه: "وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ فَقَالَ لفاطمة: ائْتِينِي بِمَاءٍ، فَقَامَتْ إِلَى قَعْبٍ فِي الْبَيْتِ فَأَتَتْ فِيهِ بِمَاءٍ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَهَا "تَقَدَّمِي" فَتَقَدَّمَتْ فَنَضَحَ بَيْنَ ثَدْيَيْهَا وَعَلَى رَأْسِهَا وَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وذريتها من الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" ثُمَّ قَالَ "لَهَا أدبري" فَأَدْبَرَتْ فَصَبَّ بَيْنَ كَتِفَيْهَا وَقَالَ: "اللّٰهُمَّ إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ"۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے گھر تشریف لے جانے کے بعد ایک پیالہ میں پانی لیا اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر پانی پر دم کیا اور دونوں کے آگے پیچھے چھڑکا اور پینے کے لیے بھی فرمایا اور یہ فرمایا کہ تم اس سے وضو کرو، اس کے بعد آپ ﷺ نے نیک اور نصیب دار اولاد ہونے کی دعا دی اور اچھی اچھی پاکیزہ دعائیں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ خیر و برکت کے ساتھ اور طہارت کے ساتھ رہو۔ (۱۰)

حضرت فاطمہؓ کا جہیز:

اور جہیز میں نبی کریم ﷺ نے چند چیزیں عطا فرمائیں، جن میں چار گدے، دو رضائی، دو چاندی کے بازو بند، ایک چادر، ایک تکیہ، ایک پیالہ، ایک مشکیزہ اور ایک چکی آٹا پینے کے لیے اور ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک پلنگ بھی آپ ﷺ نے عطا فرمایا تھا، یہ چیزیں آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ان کے جہیز میں عطا فرمائیں۔

-مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، الرقم: ۱۵۲۱۱، (۹/۲۰۷) وفيه: "فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الْجِهَازِ وَأَدْخَلْتُهُمْ بَيْتًا قَالَ: يَا عَلِيُّ، لَا تُحْدِثَنَّ إِلَى أَهْلِكَ شَيْئًا حَتَّى آتِيَكَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا فَاطِمَةُ مُتَقَنِّعَةٌ، وَعَلِيٌّ قَاعِدٌ، وَأُمُّ أَيْمَنَ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: "يَا أُمَّ أَيْمَنَ، ائْتِينِي بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ. فَأَتَتْهُ بِقَعْبٍ فِيهِ مَاءٌ"، فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ مَجَّ فِيهِ، ثُمَّ نَاوَلَهُ فَاطِمَةَ فَشَرِبَتْ، وَأَخَذَ مِنْهُ فَضَرَبَ جَبِينَهَا وَبَيْنَ كَتِفَيْهَا وَصَدْرِهَا، ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: يَا عَلِيُّ اشْرَبْ ثُمَّ أَخَذَ مِنْهُ فَضَرَبَ بِهِ جَبِينَهُ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَهْلُ بَيْتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا. فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأُمُّ أَيْمَنَ، وَقَالَ: يَا عَلِيُّ أَهْلَكَ"۔

(۱۰) تاريخ دمشق لابن عساكر، حرف الطاء، فى آباء من اسمه على، على بن أبى طالب، الرقم: [۴۹۳۳] (۲۴/۱۲۵) وفيه: "...... عن على أن رسول الله ﷺ حيث زوجه فاطمة دعا بماء فمجّه، ثم أدخله معه فرشه فى جيبه وبين كتفيه، وعوذه بـ"قل هو الله أحد" والمعوذتين، ثم دعا بفاطمة فقامت على استحياء، فقال: "لم آل أن زوجتك خير أهلى"۔

اور آپ ﷺ نے ان کے گھر تشریف لے جانے کے بعد گھر کے اندر کاموں کے انجام دینے کی ذمہ داری (مثلاً گھر کی صفائی وستھرائی، کھانا پکانا، آٹا پیسنا، پانی بھرنا) حضرت بی بی فاطمہؓ کے سپرد فرمائی اور گھر سے باہر کے کاموں کی ذمہ داری حضرت علیؓ کے اوپر ڈالی کہ گھر سے باہر کے کام انجام دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔(۱۱)

حضرت علیؓ کا ولیمہ:

نکاح کے بعد دوسرے دن حضرت علیؓ نے ولیمہ فرمایا، ولیمہ کے اندر چند صاع مکوہ، ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اور چند جو کی روٹیاں اور کچھ کھجوریں تھیں، بس اس طریقہ سے حضرت علی نے اپنا ولیمہ فرمایا۔(۱۲)

یہ مختصر سا طریقہ ہے اس نکاح کا جس کے کرنے والے دونوں جہاں کے سردار ہیں، جس کا نکاح ہو رہا ہے، وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔(۱۳)

اور جس کے ساتھ ہو رہا ہے، وہ چوتھے خلیفہ راشد ہیں، تو تمام نبیوں کے سردار اپنی بیٹی کا کس سادگی کے ساتھ اور کس اختصار کے ساتھ اور کس سہولت وآسانی کے ساتھ اور کتنے معمولی مہر پر اپنی بیٹی کا نکاح فرما رہے ہیں، اور حضرت علی کس سادگی کے ساتھ ہلکا

---

(۱۱) مصنف ابن أبی شیبة، كِتَابُ الزُّهْدِ، كَلَامُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، الرقم:[۳٤٥۰۸](۱۰۱/۷) وفيه: "قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ، وَقَضَى عَلَى عَلِيٍّ بِمَا كَانَ خَارِجًا مِنَ الْبَيْتِ".

(۱۲) تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس، الموطن الثانی فی حوادث السنة الثانیة من الهجرة غزوة الأبواء:[۳٦۳/۱] ونصه: "فلما تمّ النكاح دعا بطبق من بسر فوضعه بين يديه ثم قال انتهبوا".

(۱۳) صحيح البخاری، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ، الرقم: [۳٦۲۳] [۲۰۳/٤] ولفظه: "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ".

ہلکا ولیمہ کر رہے ہیں یہ وہ طریقہ ہے جو سرکار دو عالم ﷺ سے منقول ہے۔

مذکورہ واقعہ میں ہمارے لیے ہدایات:

اس میں ہمارے لیے بڑی ہدایات ہیں اور بڑی تعلیمات ہیں اور دراصل یہ طریقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ کرے کہ ہم دل وجان سے ان ہدایات کو اور ان تعلیمات کو سنیں اور سمجھیں اور جب اس کا موقع آئے، تو ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پہلی ہدایت:

سب سے پہلی بات جو اس طریقہ سے معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب لڑکیاں اور لڑکے بالغ ہو جائیں اور نکاح کے قابل ہو جائیں اور مناسب رشتہ مل جائے، تو پھر بغیر کسی معتبر عذر کے ان کے نکاح میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، جلد ہی نکاح کر دینا چاہیے، بلا وجہ یا بلا عذر لڑکے یا لڑکی کو بغیر نکاح کے رکھنا مناسب نہیں، البتہ اگر کوئی معتبر عذر ہو، تو الگ بات ہے۔ (۱۴)

اور دوسری حدیثوں میں بھی اس کی تاکید وترغیب ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ

---

(١٤) شعب الإيمان، حقوق الأولاد والأهل، الرقم :[٨٢٥٩](١١/ ١٣٩) و لفظه :"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ :فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتْ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذَلِكَ عَلَيْهِ.

......مرقاة، النكاح، بَابُ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ وَاسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ، الرقم: [٣١٣٨] [٢٠٦٤/٥] وقال فيه:"(فَلْيُزَوِّجْهُ)وَفِي مَعْنَاهُ التَّسَرِّي (إِنْ بَلَغَ)أَيْ: وَهُوَ فَقِيرٌ (وَلَمْ يُزَوِّجْهُ)أَيْ:الْأَبُ وَهُوَ قَادِرٌ(فَأَصَابَ)أَيِ الْوَلَدُ(إِثْمًا)أَيْ:مِنَ الزِّنَا وَ مُقَدِّمَاتِهِ(فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ)أَيْ: جَزَاءُ الْإِثْمِ عَلَيْهِ لِتَقْصِيرِهِ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى الزَّجْرِ وَ التَّهْدِيدِ لِلْمُبَالَغَةِ وَالتَّأْكِيدِ، قَالَ الطِّيبِيُّ: أَيْ جَزَاءُ الْإِثْمِ عَلَيْهِ حَقِيقَةً وَدَلَّ هُنَا الْحَصْرُ عَلَى أَنْ لَا إِثْمَ عَلَى الْوَلَدِ مُبَالَغَةً لِأَنَّهُ لَمْ يَتَسَبَّبْ لِمَا يَتَفَادَى وَلَدُهُ مِنْ أَصَابَهُ الْإِثْمُ".

جب ان کا وقت آجائے، تو ان میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، ان میں سے ایک نکاح بھی ہے، پھر جب مناسب رشتہ مل جائے، تو تاخیر نہ کرو۔(۱۵)

اگر تاخیر کرو گے تو فساد پھیل جائے گا، معاشرے میں تباہی اور بربادی رونما ہوگی، اور اس کے اندر جو دینی اور دنیوی نقصانات ہیں وہ ہر عاقل و بالغ شخص کے اوپر واضح اور روشن ہیں۔(۱۶)

دوسری ہدایت:

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ نکاح کے اندر لڑکے اور لڑکی کی عمروں کے درمیان تناسب ملحوظ رکھنا چاہیے، لڑکے کی عمر لڑکی سے کچھ زیادہ ہونی چاہیے، جیسے حضرت علیؓ کی عمر اکیس سال تھی، حضرت فاطمہؓ کی عمر اس وقت ساڑھے پندرہ سال تھی، تقریبا چار سال کا فرق ہے، تو معمولی سا فرق ہو، اس کے برعکس نہیں ہونا چاہیے کہ لڑکی بڑی عمر کی ہو اور لڑکا چھوٹی عمر کا ہو، یا بہت زیادہ فرق ہو، یہ مناسب نہیں، اگرچہ کم زیادہ عمر کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے، کیونکہ نکاح تو باہمی رضامندی کے ساتھ ہوتا ہے اور باہمی رضامندی میں چھوٹی عمر والی لڑکی بڑے عمر کے لڑکے سے نکاح کرلے، یا چھوٹی عمر والا لڑکا کسی بڑی عمر کی عورت سے نکاح کرلے، تو جائز تو ہے، لیکن ہم حضور ﷺ کے طریقہ کو دیکھیں تو اس کے اندر جو بات سمجھ میں آرہی ہے، وہ بڑی اہم اور قابل قدر اور قابل

---

(۱۵) سنن الترمذی، أبواب الجنائز عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی تعجیل الجنازة، الرقم:[۱۰۷۵]-[۳۷۹/۳] ولفظه :"عن علی بن أبی طالب، أن رسول اللہ ﷺ قال له:" یا علی! ثلاث لا تؤخرها: الصلاة إذا أتت، والجنازة إذا حضرت، والأیم إذا وجدت لها كفئا"۔

(۱۶) سنن ابن ماجه، كِتَابُ النكاح، بَابُ الْأَكْفَاءِ، الرقم: [۱۹۶۵][۶۳۲/۱] و لفظه :"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِينَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔

توجہ ہے، لہٰذا جہاں تک ہو سکے ہم اس کے مطابق اس نیک کام کو انجام دیں، تاکہ حضور ﷺ کی سنت کا نور اس کے اندر رچ بس جائے اور اس کی برکتیں ظاہر ہوں اور وہ ہمیں حاصل ہو جائیں۔ (۱۷)

سنت سے عمروں کے تناسب کا ثبوت:

تو دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عمر کا تناسب بھی ہونا چاہیے اور اس کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے، چنانچہ مذکورہ واقعہ میں حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی آپ ﷺ کی خدمت میں رشتہ پیش کیا، لیکن ان کی عمر زیادہ تھی، اس لیے آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول نہیں فرمائی، حضرت عمرؓ نے درخواست پیش کی، لیکن ان کی عمر بھی حضرت فاطمہؓ سے زیادہ تھی، ان کی درخواست بھی آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمائی، حضرت علیؓ نے درخواست پیش کی، تو آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے انکی درخواست قبول فرمالی۔ (۱۸) لہٰذا کس طریقہ سے آپ ﷺ نے عمر کا جوڑ اور تناسب دیکھا، تو معلوم ہوا کہ یہ

---

(۱۷) السيرة الحلبية، باب غزوة بدر الكبرى، غزوة بني سليم:(۲/ ۲۸۱) ولفظه: "و كان عمرها خمس عشرة سنة، و كان سن عليّ يومئذ إحدى وعشرين سنة وخمسة أشهر".

......الدر المختار مع رد المحتار، كتاب النكاح:(۳/۸) وقال فيه :"ويندب كونها دونه سنا۔وقال العلامة الشامي:(قوله :دونه سنا) لئلا يسرع عقمها فلا تلد"۔

(۱۸) سنن النسائي، كتاب النكاح،تَزَوُّجُ الْمَرْأَةِ مِثْلَهَا فِي السِّنِّ، الرقم:[۳۲۲۱](۶/ ۶۲) ولفظه :"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا صَغِيرَةٌ فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ، فَزَوَّجَهَا مِنْهُ"۔

......مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل، بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، الرقم:[۶۱۰۴](۹/ ۳۹۴۴)وقال في شرحه:"وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا صَغِيرَةٌ)(ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ)الْمُرَادُ أَنَّهَا صَغِيرَةٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِمَا لِكِبَرِ سِنِّهِمَا وَزَوَّجَهَا مِنْ عَلِيٍّ لِمُنَاسَبَةِ سِنِّهِ لَهَا۔

تناسب دیکھنا حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے، اس لیے ہر مؤمن مرد و عورت کو اس کا خیال رکھنا چاہیے، لیکن جہاں کوئی مجبوری ہو یا کوئی عذر ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

تیسری ہدایت:

اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت علیؓ سے اپنی بیٹی کے نکاح کرنے کا وعدہ اور ان کی درخواست کس سادگی کے ساتھ قبول فرمائی، نہ خاندان جمع ہوا، نہ برادری آئی، نہ قوم آئی اور نہ کوئی لینا دینا اور کرنا دھرنا ہوا، کس سادگی اور کس اختصار کے ساتھ ذرا سی دیر میں یہ مسئلہ طے ہوگیا۔(۱۹)

منگنی کی حقیقت:

معلوم ہوا کہ منگنی کی حقیقت اصل میں اتنی ہی ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں سے درخواست کرتے ہیں اور لڑکی والے اپنے اطمینان کے بعد درخواست قبول کر لیتے ہیں، بس منگنی تو اس کا نام ہے، اس حد تک اگر کوئی منگنی کرے، تو اس کے اندر کوئی خرچہ ہی نہیں، یہ بات ٹیلی فون اور خط و کتابت سے بھی طے ہو سکتی ہے، اگر دونوں گھرانے قریب ہیں، تو آ کر اور بیٹھ کر بھی طے کر سکتے ہیں، اس کے سوا دوسرے لوازمات کچھ بھی نہیں ہیں۔

لیکن ہمارے معاشرے میں اس میں چاروں طرف لوازمات و رسومات کی جو ایک طویل اور مضبوط دیوار حائل ہے، اس کو پھلانگنا ہر ایک کا کام نہیں اور نہ ہی ہر ایک کے

---

(۱۹) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، الرقم:[۱۵۲۰۶](۲۰۴/۹) عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: هِيَ لَكَ يَا عَلِيُّ! لَسْتُ بِدَجَّالٍ"۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ۔ وَقَالَ: مَعْنَى قَوْلِهِ ﷺ "لَسْتُ بِدَجَّالٍ" يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ قَدْ كَانَ وَعَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أُخْلِفُ الْوَعْدَ۔

بس کی بات ہے، اس کا یہاں کوئی نام ونشان ہی نہیں، حضرت علی آئے، انہوں نے درخواست کی، آپ ﷺ نے درخواست قبول فرمائی، بس منگنی ہوگئی۔

لہٰذا ہم حضور ﷺ کے اس نقش قدم کو اپنے ذہن میں جمائیں اور اس کو نقش کر کے اس سے ہٹ کر جو کچھ ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، اور انہیں ضروری قرار دے لیا ہے کہ ان کے بغیر منگنی ہو ہی نہیں سکتی، ان سے ہم اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں، حضور ﷺ کے نقش قدم کو چھوڑ کر وہ وہ مصیبتیں اور پریشانیاں ہم نے اپنے اوپر بڑھالی ہیں کہ جس کے نتیجے میں منگنی جو انتہائی آسان اور سہل تھی، وہ کس قدر مشکل اور مصیبت بن گئی ہے۔

دو لفظوں میں منگنی اور شادی کی حقیقت:

حضرت تھانویؒ نے منگنی اور نکاح کے بارے میں ایک لفظ ایسا ارشاد فرمایا ہے کہ جس میں ہمارے اس دور کی منگنی اور شادی کی ساری حقیقت بیان ہوگئی ہے، مختصر سے دو لفظوں میں حضرت نے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''ہمارے زمانے کی منگنی ''قیامت صغریٰ'' ہے اور شادی ''قیامت کبریٰ'' ہے''۔(۲۰)

ہمارے زمانے کی شادی بیاہ اور منگنی کا نقشہ کھینچنے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں ہوسکتا، یہ منگنی قیامت بنی ہوئی ہے، اس میں اتنی رسمیں اور خرافات اور اس قدر نمود و نمائش اور پھر ان سے بڑھ کر بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب اور طرح طرح کی پابندیاں اور لوازمات پائے جاتے ہیں کہ نماز و روزہ سے بڑھ کر وہ ضروری ہیں، کوئی نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، حج نہ کرے، زکوۃ نہ دے، کوئی پوچھنے والا نہیں، لیکن اگر منگنی کی ان رسموں کو انجام نہ دیا جائے اور ان کی خانہ پوری نہ کی جائے، تو

(۲۰) خطبات حکیم الامت (۲۰/ ۲۹۷) عضل الجاهلیة، منگنی اور شادی میں رسوم کی تباہ کاریاں، مطبوعہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان۔

جناب لعن وطعن کی بارش ہو جاتی ہے، طعن وتشنیع سے آدمی کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے، یہ ایک ایسی مصیبت ہم نے بنالی کہ واقعی جیسے حضرت نے فرمایا کہ قیامت صغری ہے، یہ بات حقیقت ہے۔ اس کے مقابلہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے کس طرح آسانی اور سادگی سے اپنی چہیتی کی منگنی فرمائی، یہ بھی ہم دیکھ لیں۔

نکاح کا پیغام کون دے؟

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کا پیغام لڑکے والوں کو دینا مناسب ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں کو پیغام دیں اور لڑکی والے اس کو قبول کریں، اور اس کے برعکس بھی جائز ہے کہ لڑکی والے لڑکے والوں کو پیغام دیں، مگر مذکورہ واقعہ میں طریقہ دیکھئے کہ حضرت علیؓ خود درخواست لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آرہے ہیں اور حضور ﷺ بیٹی والے ہیں اور آپ ﷺ ان کی درخواست قبول فرما رہے ہیں۔ (۲۱)

کرنے والے کون ہیں؟ کس کا نکاح ہو رہا ہے؟ کس سے ہو رہا ہے؟ یہ سب دیکھتے

---

(۲۱) مسند أحمد، مُسْنَدُ عَائِشَةَ بِنْتِ الصِّدِّيقِ، الرقم: [۲۵۷۶۹] (۴۲/ ۵۰۱) ولفظه: "حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، وَيَحْيَى، قَالَا: لَمَّا هَلَكَتْ خَدِيجَةُ، جَاءَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمٍ امْرَأَةُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا تَزَوَّجُ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَتْ: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا، وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا؟ قَالَ: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ قَالَتْ: ابْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: وَمَنِ الثَّيِّبُ؟ قَالَتْ: سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، آمَنَتْ بِكَ، وَاتَّبَعَتْكَ عَلَى مَا تَقُولُ، قَالَ: فَاذْهَبِي فَاذْكُرِيهِمَا عَلَيَّ، فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ: يَا أُمَّ رُومَانَ! مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: انْتَظِرِي أَبَا بَكْرٍ حَتَّى يَأْتِيَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَاذَا أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَتْ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَ: وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ؟ إِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ أَخِيهِ، فَرَجَعَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، قَالَ: ارْجِعِي إِلَيْهِ فَقُولِي لَهُ أَنَا أَخُوكَ، وَأَنْتَ أَخِي فِي الْإِسْلَامِ، وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِي".
مسند أحمد، مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، الرقم: [۴۸۰۷] (۸/ ۴۲۵) =

چلے جائیں، یہ ہیں ہمارے رہبر اور رہنما اور یہی ہمارے اصل طریقے ہیں جس میں دنیا و آخرت کی نجات ہے اس لیے اسی طریقہ کو اختیار کریں، اور اس سے ہٹ کر آج کل ہم جو کچھ کر رہے ہیں، اس سے اپنے آپ کو بچائیں، خصوصاً جو حرام اور ناجائز کام اور ناجائز اور خلاف شرع رسمیں اس کے اندر پائی جاتی ہیں، ان سے اپنے آپ کو ضرور ہی بچانے کی کوشش کریں۔

نکاح میں کن لوگوں کو بلایا جائے؟

اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے خاص خاص صحابہ کرامؓ کو بلایا، اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے موقع پر اپنے بہت ہی قریبی اور خاص خاص احباب کو بلانا چاہئے اور ان کے بلانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اب وہ خاص چاہے رشتہ کے اعتبار سے ہوں، یا پڑوس کی وجہ سے ہوں، یا محبت و تعلق کی وجہ سے ہوں، یا دوست و احباب ہوں اور اس میں بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس نکاح کا اعلان ہو جائے اور ان سب کے علم میں آ جائے کہ فلاں کا نکاح فلاں کے ساتھ ہو گیا ہے، یہ اس کا مقصود اصلی ہے، یہ نہیں کہ یہ اتنا بڑا اور اتنا اہم خوشی کا موقع ہے، اگر ہم اس کے اندر دوسروں کو نہیں بلائیں گے، تو انہیں گلہ شکوہ ہوگا اور وہ روٹھیں گے اور ان کو منانا پڑے گا، لہٰذا اس موقع پر ان کو بلانا بہت ضروری ہے، ان کے بغیر تو نکاح ہو ہی نہیں سکتا، یہ کوئی تصور نہیں، بلکہ صحیح تصور اور تعلیم یہ ہے کہ یہ موقع نکاح کے

=ونصہ: "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ، وَكَانَتْ تَحْتَ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ، لَقِيَ عُمَرُ عُثْمَانَ، فَعَرَضَهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: مَالِي فِي النِّسَاءِ حَاجَةٌ، وَسَأَنْظُرُ، فَلَقِيَ أَبَا بَكْرٍ فَعَرَضَهَا عَلَيْهِ، فَسَكَتَ، فَوَجَدَ عُمَرُ فِي نَفْسِهِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ خَطَبَهَا، فَلَقِيَ عُمَرُ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ عَرَضْتُهَا عَلَى عُثْمَانَ فَرَدَّنِي، وَ إِنِّي عَرَضْتُهَا عَلَيْكَ فَسَكَتَّ عَنِّي، فَلَأَنَا عَلَيْكَ كُنْتُ أَشَدَّ غَضَبًا مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ وَ قَدْ رَدَّنِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّهُ قَدْ كَانَ ذَكَرَ مِنْ أَمْرِهَا وَكَانَ سِرًّا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُفْشِيَ السِّرَّ"

اعلان کا ہے اور اس اعلان کی زیادہ ضرورت خاص خاص لوگوں کو ہے، جو ہر دم کے ساتھی ہیں اور ہر وقت ان کی آمد و رفت رہتی ہے اور ملتے جلتے رہتے ہیں، تا کہ ان کے علم میں آجائے کہ کس لڑکی کا نکاح کس لڑکے کے ساتھ ہوا ہے اور وہ بے فکر ہو جائیں۔

مسجد میں نکاح کرنا مستحب ہے:

اس لیے مسجد کے اندر نکاح کرنا مستحب ہے کہ مسجد کے اندر اعلان زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا اپنے خاص خاص احباب کو بلانے میں جن کے آنے میں پریشانی نہ ہو، کوئی تکلیف نہ ہو، دشواری نہ ہو، بس وہی کافی ہیں، لہٰذا جو بہت ہی دور دور کے رشتہ دار ہیں، یا دوسرے شہروں کے اندر رہتے ہیں، یا ہماری صرف ان سے سلام دعا ہے، انہیں بلانے کی ضرورت نہیں۔ (۲۲)

لہٰذا نکاح کے موقع پر یہ جو سمجھا جاتا ہے کہ جتنے بھی خون کے رشتے ہیں، چاہے ان کا تعلق باپ، دادا، پردادا سے ہو، یا نانی پرنانی سے ہو، ان سب ہی کو بلانا ضروری ہے، اور جتنے بچپن سے لے کر اب تک کے شناسا ہیں، جو کہ کبھی کسی محلہ یا مکان میں رہتے تھے، وہاں کے پڑوسی پھر ان کے پڑوسی، اور اگر کسی راستہ میں بازار میں کسی سے سلام دعا ہوگئی، تو ان کو کارڈ بھیجنا بھی ضروری ہے، حیثیت سو آدمیوں کو بلانے کی نہیں اور دعوت ہزار آدمیوں کی ہے اور اس کے لیے بڑے لمبے لمبے اخراجات، لمبے لمبے سودی قرضے اور رشوتیں لی جاتی ہیں، بھیک جمع کی جاتی ہے، اور جمع کر کے سب کو بلانا ضروری سمجھ کر ان کو دعوت دی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ غلط ہے جس سے بچنا لازم

---

(۲۲) سنن الترمذی، أبواب النکاح، باب ما جاء فی إعلان النکاح، الرقم: [۱۰۸۹] (۳/۳۹۰) وفیہ: "عن عائشة قالت: قال رسول اللہ ﷺ: أعلنوا هذا النکاح، واجعلوه فی المساجد، واضربوا علیه بالدفوف"۔

...... والدر المختار مع رد المحتار، کتاب النکاح: (۳/۸) وفیہ: "ویندب إعلانه و تقدیم خطبة و کونه فی مسجد۔

وقال الشامی رحمه اللہ تعالی تحته: (قوله: فی مسجد) للأمر به فی الحدیث۔

ہے۔(۲۳)

لسٹوں کی تیاری:

چنانچہ اس کے لیے گھروں کے اندر لسٹیں بنتی ہیں، ایک لسٹ بنی وہ کینسل، دوسری بنی وہ کینسل، تیسری بنی وہ کینسل، مہینوں لسٹ بننے میں لگتے ہیں، اس لیے کہ زبانی سب کہاں یاد رہتے ہیں، ایک دوسرے سے رابطے کیے جاتے ہیں، جہاں کہیں شادی ہوئی ہوتی ہے، تو ان سے لسٹیں مانگی جاتی ہیں کہ آپ نے کس کس کو بلایا تھا، تو اس طریقہ سے چلتے ہوئے مسافر کو بھی دعوت دے دی جاتی ہے، اسی طرح جو دکاندار دکان پر بیٹھا ہے اور اس کے جو گاہک ہیں، ان کو بھی دعوت دی جاتی ہے، یہ سب غیر ضروری باتیں ہیں اور سب غلط طریقے ہیں جن کو ہم نے اپنے اوپر لاد لیا ہے اور جس نکاح کا طریقہ سرکار دو عالم ﷺ نے سستا، ہلکا، آسان اور خیر و برکت سے بھرپور ہمیں عطا فرمایا تھا، اس طریقہ کو ہم نے پس پشت ڈال دیا اور ہم نے اس کو انتہائی مشکل، انتہائی مہنگا اور مصیبتوں سے بھرپور اور نمود و نمائش کے لباس سے اس کو آلودہ کر کے اختیار کر لیا۔(۲۴)

حضور ﷺ نے کن لوگوں کو بلایا تھا؟

نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر اور انصار

---

(۲۳) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، الرقم:[٩٤٦](٧٥٥/٢) قال الطيبيُّ: "وَفِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلَى أَمْرٍ مَنْدُوبٍ، وَجَعَلَهُ عَزْمًا، وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ أَصَرَّ عَلَى بِدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ؟ انتهى".

(٢٤) صحيح ابن حبان، كتاب النكاح، ذِكْرُ الْإِبَاحَةِ لِلْإِمَامِ أَنْ يُزَوِّجَ الْمَرْأَةَ الَّتِي لَا يَكُونُ لَهَا وَلِيٌّ، الرقم:[٤٠٧٢](٣٨١/٩) ولفظه: "عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ".

(رضی اللہ عنہم) کی ایک جماعت کو بلایا تھا۔ جب وہ آگئے، تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے خطبہ پڑھا اور نکاح کر دیا، بس یہی تعلیم ہمیں حاصل کرنی چاہیے۔ (۲۵)

شادی کارڈ کی حقیقت:

شادی کی اطلاع کے لیے کارڈ چھپوانے کی بھی زیادہ ضرورت نہیں، اگر ضروری ہو تو معمولی درجہ کا کارڈ چھپوالیں، شادی کارڈ کے اندر لوگ بڑے پیسے خرچ کرتے ہیں، بہت مہنگا بناتے ہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں، حالانکہ اس کا حاصل صرف اطلاع دینا ہے، جس گھر میں آیا، پڑھا اور ایک طرف رکھ دیا، بنانے والے تو یہ سمجھتے ہیں کہ یادگار رہے گا، لیکن ذرا سوچیں کون یاد کرتا ہے، دوسرے دن جب ولیمہ ختم، کارڈ سارے کے سارے ٹوکری میں چل دیئے اور لاکھوں روپے ضائع ہوگئے۔ (۲۶)

حضرت مفتی صاحب ؒ کا طریقہ:

اس بارے میں ہم نے سیدی حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ؒ کا بڑا پیارا طریقہ دیکھا

---

(۲۵) تاریخ دمشق لابن عساکر، محمد بن دینار العرقی، الرقم:[٦٣٣٨] (٤٤٥،٤٤٤/٥٢) ونصه:"عن أنس بن مالك، قال بينا أنا عند النبی (ﷺ) إذ غشية الوحی فلما سری عنه قال هل تدری ما جاء به جبريل من عند صاحب العرش قلت لا قال إن ربی أمرنی أن أزوج فاطمة من علی بن أبی طالب انطلق فادع لی أبا بكر وعمر وعثمان وطلحة والزبير وبعددهم من الأنصار فانطلقت فدعوتهم فلما أخذوا المقاعد وقال يا علی إن الله أمرنی أن أزوجك فاطمة وقد زوجتكها علی أربع مائة مثقال فضة إن رضيت فقال علی رضيت يا رسول الله ثم خر لله ساجدا فلما رفع رأسه قال له النبی (ﷺ) بارك الله فيكما وبارك عليكما وأخرج منكما الكثير الطيب."

(۲۶) تفسير القرطبی، تَفْسِيرُ سُورَةِ الْإِسْرَاءِ، الآية:[۲۷](۲٤٨/۱۰) وقال فيه :"مَنْ أَنْفَقَ مَالَهُ فِي الشهوات زائدة عَلَى قَدْرِ الْحَاجَاتِ وَعَرَّضَهُ بِذَلِكَ لِلنَّفَادِ فَهُوَ مُبَذِّرٌ"۔

کہ حضرت کا جو لیٹر پیڈ تھا، اس پر حضرت نے نکاح کے دعوت نامہ کا خود مضمون تحریر فرمایا اور اس کی فوٹو کاپی کروا کر، یا کسی پریس میں دیگر مناسب انداز میں چھپوا کر سادے لفافے میں رکھ کر دے دیا، خرچ بھی زیادہ نہیں ہوا اور مقصد بھی حاصل ہوگیا، تو حضرت کے اس عمل میں آسانی ہی آسانی ہے اور اس طریقے سے یہ کام بسہولت انجام دیا جاسکتا ہے، یا وقت پر اپنے خاص خاص احباب کو تحریری طور پر یا ٹیلی فون پر یا زبانی اطلاع دے دی جائے اور مسجد میں نکاح رکھ لیا جائے۔

مقدارِ مہر سے متعلق حضرت عمرؓ کا قول:

اور آپ ﷺ نے نکاح میں چار سو درہم مہر مقرر فرمایا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ تم عورتوں کا مہر زیادہ نہ بڑھاؤ، اس لیے کہ مہر عورتوں کے اندر اگر کوئی خیر کی بات ہوتی، بھلائی کی چیز ہوتی، یا کوئی عزت کی چیز ہوتی اور آخرت کے اعتبار سے کوئی تقوی کی بات ہوتی، تو اس کے سب سے زیادہ مستحق سرکار دو عالم ﷺ تھے۔ (۲۷)

مہر فاطمی کی حقیقت اور اس کی اہمیت:

لیکن نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر بارہ اور تیرہ اوقیہ چاندی سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا اور ایک روایت میں ساڑھے بارہ اوقیہ بھی ہے، اور ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے پانچ سو درہم بنتے ہیں، اور درہم چاندی کا ہوتا ہے اور ایک درہم تین ماشہ کے برابر ہوتا ہے، اس طرح پانچ سو درہم کا حساب تولہ ماشہ کے اعتبار سے ایک سو اکتیس تولہ تین ماشے چاندی بنتی ہے، یہ وزن مہر مسنون ہے اور اسے مہر فاطمی بھی

---

(۲۷) سنن النسائی، کتاب النکاح، القسط فی الأصدقة، الرقم: [۳۳۴۹] (۱۱۷/۶) ولفظہ: "عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَلَا لَا تَغْلُوا صُدُقَ النِّسَاءِ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا، أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

کہتے ہیں اور یہ وہ مہر ہے جو نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کا مقرر فرمایا، لہٰذا ہو سکے تو یہ مسنون مہر سنت کی نیت سے مقرر کرنا اچھا ہے، جب بھی کسی کا نکاح ہو، تو وہ اپنے نکاح کے اندر مہر فاطمی یعنی ایک سو اکتیس (۱۳۱) تولہ تین ماشہ چاندی مقرر کرسکتا ہے۔(۲۸)

مہر کی ادائیگی کس طرح کریں؟

ادائیگی میں اختیار ہے جس طرح چاہیں کرلیں، چاہیں تو چاندی کا وزن دے دیں، یعنی چاہیں تو اتنی مقدار چاندی مہر میں دے دیں، یا جو ادائیگی کا وقت مقرر ہو اس وقت چاندی کی جو قیمت بنتی ہو، وہ ادا کریں۔(۲۹)

---

(۲۸) الجامع لابن وهب، من كتاب النكاح، الرقم:[۲۵۶](۱۵۳/۱) ولفظه: "عن أبی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف قال: "سألت عائشة زوج النبی ﷺ كم كان صداق بنات رسول الله ﷺ؟ فقالت عائشة: ما أخذ رسول الله ﷺ لشیء من بناته، ولا أصدق شيئاً من نسائه فوق اثنا عشر أوقية ونش۔ والنش النصف۔

...... صحيح مسلم، كتاب الحج، بَابُ الصَّدَاقِ، الرقم:[۱۴۲۶](۱۰۴۲/۲) ولفظه: "عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا، قَالَتْ: أَتَدْرِی مَا النَّشُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ۔

البتہ حضرت ام حبیبہؓ کا مہر چار ہزار دراہم مقرر ہوا تھا، جو نجاشی نے از خود ادا کیا تھا، روایت ملاحظہ فرمائیں: سنن أبی داود، كِتَاب النِّكَاحِ، بَابُ الصَّدَاقِ، الرقم: [۲۱۰۷] (۲۳۵/۲) ولفظه: "عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِیُّ النَّبِیَّ ﷺ وَأَمْهَرَهَا عَنْهُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ۔

(۲۹) الفتاوى الهندية، كِتَابُ النِّكَاحِ، الْبَابُ السَّابِعُ فِی الْمَهْرِ:[۳۰۳/۱] وفيه: "(ثُمَّ الْأَصْلُ) فِی التَّسْمِيَةِ أَنَّهَا إنْ صَحَّتْ وَتَقَرَّرَتْ يَجِبُ الْمُسَمَّى ثُمَّ يُنْظَرُ إنْ كَانَ الْمُسَمَّى عَشَرَةً فَصَاعِدًا؛ فَلَيْسَ لَهَا إلَّا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ دُونَ الْعَشَرَةِ يُكْمِلُ عَشَرَةً۔

مہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار:

شریعت میں کم از کم مہر کی مقدار دس درہم مقرر ہے، جس کی مالیت دو تولہ ساڑھے سات ماشے چاندی بنتی ہے اور زیادہ شریعت میں کوئی حد مقرر نہیں، بس مہر اتنا ہی ہونا چاہئے کہ جس کو شوہر آسانی کے ساتھ ادا کر سکے اور اس کی نیت بھی ادا کرنے کی ہو اور وہ ادا کرنے کی استطاعت بھی رکھتا ہو۔ (۳۰)

فخر کے طور پر زیادہ مہر مقرر کرنا:

لہٰذا فخر کے طور پر اور دکھاوے کے طور پر نمائش کے طور پر بڑی بڑی رقمیں جو مہر کے اندر مقرر کی جاتی ہیں۔ یاد رکھئے! مقرر کرنے سے وہ واجب ہو جاتی ہیں اور ریا کاری کا گناہ الگ ہوتا ہے اور ادا نہ کرنے کی نیت کا گناہ الگ ہوتا ہے، چنانچہ اگر پانچ لاکھ یا دس لاکھ مہر مقرر کریں گے، تو وہ واجب ہو جائے گا اور پھر وہ ادا کرنا پڑے گا، اور اتنی بڑی مقدار اس لیے مقرر کی، تاکہ برادری میں میرا نام روشن ہو کہ فلاں کے مہر کی اتنی

-عِنْدَ أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَةِ۔

......بدائع الصنائع، كِتَابُ النِّكَاحِ، فَصْلٌ بَيَانُ أَدْنَى الْمِقْدَارِ الَّذِي يَصْلُحُ مَهْرًا: [۲۷۷/۲] وفيه: "الزَّوْجُ مُخَيَّرٌ فِي تَسْلِيمِهِ وَتَسْلِيمِ قِيمَتِهِ فِي إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَلَى مَا نَذْكُرُ -إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى وَإِنَّمَا يَتَقَرَّرُ مَهْرًا بِالتَّسْلِيمِ فَتُعْتَبَرُ قِيمَتُهُ يَوْمَ التَّسْلِيمِ۔

......الدر المختار مع رد المحتار، كِتَابُ الزَّكَاةِ، بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ: [۲۸۶/۲] ونصه: "وَتُعْتَبَرُ الْقِيمَةُ يَوْمَ الْوُجُوبِ، وَقَالَا يَوْمَ الْأَدَاءِ. وقال الشامي تحته: وَفِي الْمُحِيطِ يُعْتَبَرُ يَوْمُ الْأَدَاءِ بِالْإِجْمَاعِ وَهُوَ الْأَصَحُّ اهـ فَهُوَ تَصْحِيحٌ لِلْقَوْلِ الثَّانِي الْمُوَافِقِ لِقَوْلِهِمَا، وَعَلَيْهِ فَاعْتِبَارُ يَوْمِ الْأَدَاءِ يَكُونُ مُتَّفَقًا عَلَيْهِ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُمَا۔

(۳۰) الفتاوى الهندية، كِتَابُ النِّكَاحِ، الْبَابُ السَّابِعُ فِي الْمَهْرِ: [۳۰۲/۱] ونصه: "أَقَلُّ الْمَهْرِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مَضْرُوبَةً أَوْ غَيْرَ مَضْرُوبَةٍ حَتَّى يَجُوزَ وَزْنُ عَشَرَةٍ تِبْرًا، وَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَقَلَّ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَغَيْرُ الدَّرَاهِمِ يَقُومُ مَقَامَهَا بِاعْتِبَارِ الْقِيمَةِ وَقْتَ الْعَقْدِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ"۔

بڑی رقم تھی کہ آج تک کسی کا اتنا مہر مقرر نہیں ہوا، یہ ریاکاری اور دکھاوا ہو گیا اور ریاکاری حرام ہے، ناجائز ہے، اور گناہ کبیرہ ہے، گناہ بھی ہوا اور مقررہ مہر واجب بھی ہوا اور اگر پوچھیں کہ بھائی اتنا مہر کیوں مقرر کیا؟ تو کہتے ہیں کہ دیتا کون ہے، نام ہو گیا اور کیا چاہئے، نہ کوئی دیتا ہے، نہ مانگتا ہے۔ اللہ بچائے! (۳۱)

مہر نہ دینے پر وعید:

حدیث میں آتا ہے کہ جس آدمی نے مہر مقرر کیا اس حال میں کہ اس کے مہر دینے کی

---

(۳۱) المصنف لعبد الرزاق الصنعانی، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ فِي السِّرِّ، وَيُمْهِرُ فِي الْعَلَانِيَةِ، الرقم: [١٠٤٤٧](١٨٧/٦) وفيه: "عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، وَغَيْرِهِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: إِذَا تَزَوَّجَ فِي السِّرِّ بِمَهْرٍ، وَفِي الْعَلَانِيَةِ بِمَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْهُ، فَالصَّدَاقُ الَّذِي سَمَّى فِي الْعَلَانِيَةِ، قَالَ سُفْيَانُ: إِلَّا أَنْ تَقُومَ الْبَيِّنَةُ أَنَّهُ كَانَ سُمْعَةً أَيْ سَمَّعَ بِهِ، وَأَذَاعَهُ كَذِبًا أَوْ سُمْعَةً"۔

......شعب الإيمان، إخلاص العمل لله عزوجل وترك الرياء، الرقم: [٦٣٩٣] (١٤١/٩) ولفظه: "عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، خَرَجَ إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عِنْدَ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَبْكِي، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكَ يَا مُعَاذُ؟ قَالَ: يُبْكِينِي مَا سَمِعْتُ مِنْ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ۔ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ يَسِيرًا مِنَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ"۔

......رد المحتار، كِتَابُ النكاح، بَابُ الْمَهْرِ، مَطْلَبٌ فِي مَهْرِ السِّرِّ وَمَهْرِ الْعَلَانِيَةِ: [٣/ ١٦١] ونصه: "(قَوْلُهُ الْمَهْرُ مَهْرُ السِّرِّ...... الخ) الْمَسْأَلَةُ عَلَى وَجْهَيْنِ: الْأَوَّلُ تَوَاضَعَا فِي السِّرِّ عَلَى مَهْرٍ، ثُمَّ تَعَاقَدَا فِي الْعَلَانِيَةِ بِأَكْثَرَ، وَالْجِنْسُ وَاحِدٌ، فَإِنْ اتَّفَقَا عَلَى الْمُوَاضَعَةِ، فَالْمَهْرُ مَهْرُ السِّرِّ، وَإِلَّا فَالْمُسَمَّى فِي الْعَقْدِ مَا لَمْ يُبَرْهِنِ الزَّوْجُ عَلَى أَنَّ الزِّيَادَةَ سُمْعَةٌ۔

......حجة الله البالغة، صفة النكاح: [١٩٩/٢] ونصه: "أقول: والسر فيما سن أنه يَنْبَغِي أن يكون الْمهر مِمَّا يتشاح بِهِ، وَيكون لَهُ بَال يَنْبَغِي أَلا يكون مِمَّا يتَعَذَّر أَدَاؤُهُ عَادَة بِحَسب مَا عَلَيْهِ قومه، وَهَذَا الْقدر نِصَاب صَالح حَسْبَمَا كَانَ عَلَيْهِ النَّاس فِي زَمَانه ﷺ، وَكَذَلِكَ أَكثر النَّاس بعده اللَّهُمَّ إِلَّا نَاس أغنياؤهم بِمَنْزِلَة الْمُلُوك على الأسرة۔

نیت نہیں تھی، تو اللہ بچائے اس کو بدکاری کا گناہ ہوگا اور وہ بدکار کہلائے گا۔ (۳۲)

مہر معاف کرانے کا پہلا موقع:

اور پھر ایسے ہی لوگوں کے بارے میں سننے میں آتا رہتا ہے کہ وہ پہلی رات میں اپنی بیوی سے اپنا مہر معاف کرا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے آپ میرا مہر معاف کریں، بعد میں آپ سے ملاقات کرسکوں گا۔

مرد ہو کر بیوی سے مہر معاف کرانا بڑی ہی بے غیرتی اور بے حیائی کی بات ہے، مردانگی تو یہ ہے کہ پانچ لاکھ مقرر ہو تو دس لاکھ ادا کرے، بہادری تو اس کا نام ہے، نہ یہ کہ پانچ لاکھ مہر بندھوا لیا، اب پانچ ہزار دینے کی طاقت نہیں، اب بیوی سے معافی مانگ رہے ہیں کہ مہر بہت زیادہ ہے، شاید معاف کردے، یہ بات مردانگی اور غیرت کے خلاف ہے۔ (۳۳)

کیا مذکورہ معافی معتبر ہے؟

دوسرے اگر اس نے مجبور ہو کر، یا لحاظ میں آکر، یا شرم کی وجہ سے معاف کر بھی دیا،

---

(۳۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كِتَابُ الْبُيُوعِ، الرقم: [٦٦٥٢] (١٣١/٤) ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى صَدَاقٍ، وَهُوَ يَنْوِي أَنْ لَا يُؤَدِّيَهُ إِلَيْهَا فَهُوَ زَانٍ".

(۳۳) فتح القدير، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ الْمَهْرِ: [٣١٨/٣] ونصه: "نُقِلَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ وَالزُّهْرِيِّ وَقَتَادَةَ تَمَسُّكًا بِمَنْعِهِ ﷺ عَلِيًّا فِيمَا رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِيًّا لَمَّا تَزَوَّجَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَمَنَعَهُ ﷺ حَتَّى يُعْطِيَهَا شَيْئًا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ لِي شَيْءٌ، فَقَالَ: أَعْطِهَا دِرْعَكَ، فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا" لَفْظُ أَبِي دَاوُد، وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ: "وَمَعْلُومٌ أَنَّ الصَّدَاقَ كَانَ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَهِيَ فِضَّةٌ، لٰكِنَّ الْمُخْتَارَ الْجَوَازُ قَبْلَهُ لِمَا رَوَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا". رَوَاهُ أَبُو دَاوُد، فَيُحْمَلُ الْمَنْعُ الْمَذْكُورُ عَلَى النَّدْبِ: أَيْ نَدْبُ تَقْدِيمِ شَيْءٍ إِدْخَالًا لِلْمَسَرَّةِ عَلَيْهَا تَأَلُّفًا لِقَلْبِهَا".

تو وہ مہر معاف نہیں ہوگا، بعد میں دینا پڑے گا۔ ایک تو اس موقع پر لوگ اپنا مہر معاف کراتے ہیں، لہٰذا اس موقع پر مہر کی معافی معتبر نہیں۔ (۳۴)

مہر معاف کرانے کا دوسرا موقع:

اور ایک موت کے وقت معاف کراتے ہیں، جب کسی کے شوہر کا انتقال ہوگیا اور زندگی میں اس نے مہر ادا کرنے کی فکر نہیں کی اور ہزاروں لاکھوں روپے کا مہر اپنی گردن پر لے گیا، تو جب اس کی میت گھر سے نکلنے لگتی ہے، تو عورتیں اس کی بیوہ سے کہتی ہیں کہ اری! مہر معاف کردے، ورنہ یہ کہاں اپنے سر پر بوجھ لے کر جائے گا، اس وقت انکار بھی بڑی بے شرمی کی بات ہوتی ہے، لہٰذا اس وقت وہ مجبور ہو کر بادل نخواستہ اور عورتوں کے جبر اور زبردستی کی وجہ سے بے چاری معصوم بیوہ اپنا مہر معاف کردیتی ہے، اس وقت بھی مہر کی معافی معتبر نہیں۔ (۳۵)

مہر کب معاف ہوتا ہے؟

مہر اس وقت معاف ہوتا ہے جب عورت خوش دلی سے اور اللہ کے واسطے معاف

......(حجة الله البالغة، صفة النكاح: ۲/ ۲۰۰) ونصه: "وَمِنهَا البر بِالْمَرْأَةِ وقومها فَإن صرف المَال لَهَا، وَجمع النَّاس فِي أمرهَا يدل على كراماتها عَلَيْهِ وَكَونهَا ذَات بَال عِندَه، وَمثل هَذِه الْأُمُور لَا بُد مِنهَا فِي إِقَامَة التآليف فِيمَا بَين أهل الْمنزل لَا سِيمَا فِي أول اجْتِمَاعهم"۔

(۳٤) (الفتاوى الهندية، كِتَابُ النِّكَاحِ، الْبَابُ السَّابِعُ فِي الْمَهْرِ: ۱/ ۳۱۳) ولفظه: "وَإِنْ حَطَّتْ عَنْ مَهْرِهَا صَحَّ الْحَطُّ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ. وَلَا بُدَّ فِي صِحَّةِ حَطِّهَا مِنَ الرِّضَا حَتَّى لَوْ كَانَتْ مُكْرَهَةً لَمْ يَصِحَّ"۔

(۳۵) شعب الإيمان، فصل في الترغيب في النكاح، الرقم: [۵۰۹۸] (۷/ ۳٤٦) ولفظه: "عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ"۔

کردے، پھر معاف ہو جاتا ہے۔(۳۶)

لیکن غیرت مند شوہر کے لیے اس طرح کی معافی کا قبول کرنا گوارہ نہیں ہو سکتا، مرد کی مردانگی یہ ہے کہ وہ پورا پورا مہر ادا کرے، یا پھر مہر مقرر کرتے وقت نام و نمود سے پرہیز کرے اور اتنی مقدار مقرر کرے کہ جتنی مقدار ادا کرنے کی اس میں طاقت اور مالی استطاعت ہو اور جس کو وہ آسانی سے ادا کر سکے، جو کم از کم تقریباً پونے تین تولہ چاندی ہو، یا اس سے بڑھ کر ہو، مگر حسب حیثیت ہو، بہتر یہ ہے کہ مسنون مہر کے مطابق ہو۔

اور اگر کسی خاندان میں اس سے زیادہ کا رواج ہو، تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، البتہ ہر حال میں مہر کی ادائیگی ہونی چاہئے، چاہے فی الحال ادائیگی ہو، یا جب باہمی رضامندی سے اس کی ادائیگی طے ہو جائے، چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کی مہر کی تعلیم میں اعتدال ہی اعتدال ہے، آپ ﷺ کا مقرر کردہ مہر نہ زیادہ اور نہ کم، بلکہ مناسب اور بالکل درمیانہ ہے۔

صراط مستقیم اعتدال کا نام ہے:

اور اعتدال اسلام کی روح رواں ہے اور اعتدل ہی صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم کی تعبیر اعتدال کے ساتھ فرمانا یہ حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی صاحبؒ سے سنی تھی، کئی مرتبہ فرمایا کہ ہم ہر نماز میں صراط مستقیم کہتے ہیں، معلوم بھی ہے کہ صراط مستقیم کے

---

(۳۶) مرقلة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب و العارية، الرقم: [۲۹٤٦] -[٥/ ۱۹۷٤]ونصه:"(قال:قال:رسول اللهﷺ (ألا) بالتخفيف للتنبيه(لا تظلموا)أي:لا يظلم بعضكم بعضا كذا قيل، والأظهر أن معناه:لا تظلموا أنفسكم، وهو يشمل الظلم القاصر والمعتدي(ألا)للتنبيه أيضا و كرره تنبيها على أن كلا من الجملتين حكم مستقل ينبغي أن ينبه عليه، وأن الثاني حيث يتعلق به حق العباد أحق بالإشارة إليه، و التخصيص لديه(لا يحل مال امرء) أي: مسلم أو ذمي (إلا بطيب نفس)أي:بأمر أو رضا منه"-رواه ايضا البيهقي في شعب الإيمان ، والدارقطني في المجتبى-

کردے، پھر معاف ہو جاتا ہے۔(٣٦)

لیکن غیرت مند شوہر کے لیے اس طرح کی معافی کا قبول کرنا گوارہ نہیں ہو سکتا، مرد کی مردانگی یہ ہے کہ وہ پورا پورا مہر ادا کرے، یا پھر مہر مقرر کرتے وقت نام ونمود سے پرہیز کرے اور اتنی مقدار مقرر کرے کہ جتنی مقدار ادا کرنے کی اس میں طاقت اور مالی استطاعت ہو اور جس کو وہ آسانی سے ادا کر سکے، جو کم از کم تقریبا پونے تین تولہ چاندی ہو، یا اس سے بڑھ کر ہو، مگر حسب حیثیت ہو، بہتر یہ ہے کہ مسنون مہر کے مطابق ہو۔

اور اگر کسی خاندان میں اس سے زیادہ کا رواج ہو، تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، البتہ ہر حال میں مہر کی ادائیگی ہونی چاہئے، چاہے فی الحال ادائیگی ہو، یا جب باہمی رضامندی سے اس کی ادائیگی طے ہو جائے، چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ کی مہر کی تعلیم میں اعتدال ہی اعتدال ہے، آپ ﷺ کا مقرر کردہ مہر نہ زیادہ اور نہ کم، بلکہ مناسب اور بالکل درمیانہ ہے۔

صراط مستقیم اعتدال کا نام ہے:

اور اعتدال اسلام کی روح رواں ہے اور اعتدال ہی صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم کی تعبیر اعتدال کے ساتھ فرمانا یہ حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ سے سنی تھی، کئی مرتبہ فرمایا کہ ہم ہر نماز میں صراط مستقیم کہتے ہیں، معلوم بھی ہے کہ صراط مستقیم کے

---

(٣٦) مرقلة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب و العارية، الرقم: [٢٩٤٦] -[٥/ ١٩٧٤]ونصه:"(قال:قال:رسول الله ﷺ (ألا) بالتخفيف للتنبيه(لا تظلموا)أي:لا يظلم بعضكم بعضا كذا قيل، والأظهر أن معناه:لا تظلموا أنفسكم، وهو يشمل الظلم القاصر والمعتدي(ألا)للتنبيه أيضا و كرره تنبيها على أن كلا من الجملتين حكم مستقل ينبغي أن ينبه عليه، وأن الثاني حيث يتعلق به حق العباد أحق بالإشارة إليه، و التخصيص لديه(لا يحل مال امرء) أي: مسلم أو ذمي (إلا بطيب نفس)أي:بأمر أو رضا منه"۔رواه ايضا البيهقي في شعب الإيمان ، والدارقطني في المجتبى۔

کہتے ہیں؟

فرمایا صراط مستقیم راہ اعتدال کا نام ہے،اور یہ ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں کہتے ہیں، اوران میں کیوں کہتے ہیں؟ اس لیے کہتے ہیں کہ زندگی کے ہر موڑ پر اعتدال درکار ہے، شادی ہو، غمی ہو، ملازمت ہو، تجارت ہو، تفریح ہو، جہاں بھی ہوں، جس حال میں بھی ہوں، جس شعبہ زندگی میں ہوں، ہر جگہ ہر مسلمان مرد وعورت کا اعتدال پر عمل کرنا صراط مستقیم ہے،اور ہر آدمی کو تمام شعبہ زندگی میں اعتدال نصیب ہو جائے، تو سمجھو وہ کامیاب وکامران ہے،اور آج کل ایک جگہ اعتدال ہے اور دوسری جگہ اعتدال نہیں، تو یہ بے اعتدالی ہے۔(۳۷)

مہر شرع محمدی ساڑھے بتیس روپے کی حقیقت

اس سلسلے کا ایک گناہ اور بھی ہے، وہ یہ کہ ہمارے معاشرے کے اندر مہر کی ایک صورت اور بھی ہے جو بڑی مشہور ومعروف ہے، جس کو ساڑے بتیس روپے مہر شرع محمدی کہا جاتا ہے، اور بڑے ہی اہتمام سے اس کو مقرر کیا جاتا ہے، اس کو فی الحال مہر شرع محمدی کہنا بالکل غلط ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں مہر کی جو کم سے کم مقدار مقرر ہے وہ پونے تین تولہ چاندی ہے۔

آج کل چاندی تقریبا اسی روپے تولہ ہے جس کے تقریبا دوسو پچیس (۲۲۵) روپے بنتے ہیں، اب اگر کوئی شریعت کے مطابق کم از کم مقدار پونے تین تولہ چاندی بھی مقرر کرے، تو اس کے بھی تقریبا سوا دوسو روپے بنتے ہیں، ساڑھے بتیس روپے تو

---

(۳۷) تفسير روح البيان[١٩٤/٤]سورة هود،تحت الآية:[١١٢] وقال فيه: "قوله ﴿فاستقم كما أمرت﴾وذلك لأن حقيقة الاستقامة هى الوفاء بالعهود كلها، وملازمة الصراط المستقيم برعاية حد التوسط فى كل الأمور من الطعام و الشراب واللباس فى كل أمر دينى ودنيوى ترغيب أو ترهيب أو حال أو حكم أو صفة أو معاملة، وذلك هو الصراط المستقيم"۔

ان کو اوپر لٹایا نہ جائے بلکہ ویسے ہی لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے، کیونکہ صرف چھواروں کی لوگوں کے دلوں میں اب خواہش کم ہوگئی ہے، وہ طلب وتڑپ نہیں رہی، بس خاموشی سے چپکے چپکے ہر آدمی لے لیتا ہے۔

نکاح کے موقع پر مسجد کی بے حرمتی:

اور اگر اس میں کچھ اور جیسے پان چھالیہ، ٹافیاں، اور سپاریاں بھی اس کے اندر بھری ہوئی ہیں تو پھر مسجد کیا، پھر وہ ایک کھیل کا میدان ہے، اس میں ایسی لوٹ مار اور چھینا جھپٹی ہوتی ہے کہ الامان والحفیظ، اور اس چھینا جھپٹی میں مسجد اور ایک دوسرے کی بے حرمتی ہوتی ہے، کبھی تھیلیاں پھٹ رہی ہیں اور کبھی تھیلا پھٹ رہا ہے، کبھی آدمی کا سر پھٹ رہا ہے، ایک طرح کا ہنگامہ ہوتا ہے۔ اللہ بچائے!

ذرا سا سنت سے ہٹے اور کیسی کیسی مصیبتوں میں مبتلا ہوگئے، بچے بھی بوڑھے بھی، جوان بھی سارے ہی اس کی طرف لپک جاتے ہیں اور ایسے لپکتے ہیں کہ معلوم نہیں کتنے دن کے بھوکے تھے اور آج پہلی مرتبہ ان کے سامنے یہ چیز آئی ہے، اللہ بچائے بانٹنے والے اور لینے والے دونوں مصیبت میں مبتلا ہیں، بھائی ایسی مصیبت اپنی طرف سے بڑھائی کیوں؟ کس نے کہا تھا اس کو بڑھاؤ؟ (۴۲)

چھوارے وغیرہ کی تقسیم میں نام ونمود:

محض اپنے فخر کے لیے، نام کے لیے، بڑائی کے لیے، تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے

---

(٤٢) أحكام القرآن،للجصاص ،سورة النور،الآية:[٣٥][١٨٩/٥] ونصه :"يدل على أنه يجب تنزيهها من العقود فيها لِأُمُورِ الدُّنيَا مِثْلُ الْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ وَعَمَلِ الصِّنَاعَاتِ وَلَغْوِ الْحَدِيثِ الَّذِي لَا فَائِدَةَ فِيهِ وَالسَّفَهِ وَمَا جَرَى مَجْرَى ذَلِكَ، وَقَدْ وَرَدَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَجَمِّرُوهَا فِي جُمَعِكُمْ وَضَعُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ.

یہاں شادی ہوئی تھی اور اس میں یہ چیز بٹی تھی اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے یہاں شادی ہوئی تھی اس میں تھیلی میں کیا کیا ڈالا گیا تھا، اگر اس نے پانچ چیزیں ڈالی تھیں تو اگلا سات ڈالے گا، اور پھر اگلا نو ڈالے گا، یعنی اس میں بھی مقابلہ بازی ہو رہی ہے، اور جس کی زیادہ موٹی تھیلی اور زیادہ خوبصورت اور زیادہ رنگین بٹوہ اس کی تقسیم میں زیادہ مصیبت اور پھر وہ سب کو دکھاتا پھرے گا، اور سب ایک دوسرے کو دکھائیں گے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ نام و نمود ہے، دکھاوا اور نمائش ہے، اس دکھاوے اور نمائش سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ (۴۳)

مسجد میں گندگی پھیلانا:

دیکھئے! چھواروں سے آگے بڑھتے ہی فتنہ ہو گیا۔ اب مسجد میں جاؤ وہاں مصیبت، کہیں اور جگہ جاؤ وہاں پریشانی اور بے حرمتی الگ ہو رہی ہے، لوگ ان کے چھلکے اور گٹھلیاں وغیرہ مسجد میں ہی ڈال دیتے ہیں، حالانکہ جب آئے تھے تو مسجد صاف ستھری تھی، جب گئے تو معلوم ہوا کہ گندی ہو گئی، دریاں بھی خراب، قالین بھی خراب، اور فرش بھی گندا، جگہ جگہ پنیوں وغیرہ کے ریزے بکھرے ہوئے ہیں، گٹھلیاں پڑی ہوئی ہیں، مسجد کی یہ بے حرمتی کیسے گوارہ کی جا سکتی ہے؟ اور کسی مسلمان کا اپنے نکاح میں اس طرح

---

(٤٣) سنن أبي داود، كتاب اللباس، باب في لبس الشُّهرة، الرقم: [٤٠٢٩] [٤٣/٤] ولفظه: "عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فِي حَدِيثِ شَرِيكٍ: يَرْفَعُهُ، قَالَ: مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَوْبًا مِثْلَهُ". زَادَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ: "ثُمَّ تُلَهَّبُ فِيهِ النَّارُ".

......(حجة الله البالغة، صفة النكاح: [٢٠١/٢] ونصه: "وَنهى ﷺ عَن طَعَام المتبارين أن يُؤكل. أقول: كَانَ أهل الْجَاهِلِيَّة يتفاخرون يُرِيد كل وَاحِد أن يغلب الآخر، فيصرف المَال لذَلِك الْغَرَض دون سَائِر النيات، وَفِيه الحقد وَفَساد ذَات البَين وإضاعة المَال من غير مصلحَة دينية أَو مَدَنِيَّة، وَإِنَّمَا هُوَ اتِّبَاع داعيه نفسانية، فَلذَلِك وَجب أَن يهجر أمره، ويهان، ويسد هَذَا الْبَاب، وَأحسن مَا ينْهَى بِهِ أَلا يُؤْكَل طَعَامه".

مسجد میں گندگی کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟ پھر ایسے نکاح میں کیسے خیر و برکت آسکتی ہے جس میں خانہ خدا کو پامال کردیا گیا ہو اور اس کو گندا کردیا گیا ہو۔ (۴۴)

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی:

اس کے بعد حضرت بی بی فاطمہؓ کی رخصتی دیکھیے! اس میں کس قدر سادگی اور اختصار ہے۔ حضرت ام ایمنؓ حضرت بی بی فاطمہؓ کو لے کر حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئیں اور ان کو وہاں پہنچادیا۔ معلوم ہوا کہ شادی اور رخصتی میں اختصار کرنا چاہیے، اس کے ساتھ کسی دھوم دھام کی ضرورت نہیں، شور شرابے اور نمود و نمائش کی ضرورت نہیں، اختصار اور سادگی کے ساتھ بیٹی کو دولہا کے گھر پہنچادو۔ (۴۵)

ہمارے یہاں کا طریقہ:

لیکن ہمارے یہاں دیکھئے کہ اس کے پیچھے کتنا بڑا ہنگامہ ہے، اور جب تک ہال نہ ہو اس وقت تک رخصتی ممکن نہیں، لہٰذا آج کل کے زمانہ میں بیٹی کی رخصتی کے لیے ہال کا ہونا بھی شرط ہے، وہ تو شکر ہے کہ گورنمنٹ نے کھانے پر پابندی لگادی، تو کچھ معاملہ ہلکا ہوگیا، ورنہ پوری برات اور برادری کی دعوت بھی ضروری سمجھی جاتی ہے، بصورتِ دیگر

---

(٤٤) الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس: [٣٢١/٥] ونصه: "ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف...... ودخول المسجد متنعلا مكروه، كذا في السراجية...... ويكره كل عمل من عمل الدنيا في المسجد...... ذكر الفقيه في التنبيه حرمة المسجد خمسة عشر...... والسادس: أن لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالى۔ والسابع: أن لا يتكلم فيه من أحاديث الدنيا۔ والثامن: أن لا يتخطى رقاب الناس۔ والتاسع: أن لا ينازع في المكان...... والثاني عشر: أن لا يبزق فيه...... والرابع عشر: أن ينزهه عن النجاسات والصبيان والمجانين"۔

(٤٥) الرياض النضرة في مناقب العشرة، علي بن أبي طالب: [١٤٤/٣] ولفظه: "لما زوج النبي ﷺ فاطمة قال: يا أم أيمن زفي ابنتي إلى علي"۔

نکاح کا تصور ہی نہیں، اگر کوئی اس طرح کر بھی لے، تو لعن طعن کی ایسی بارش ہوتی ہے کہ انسان کا زندگی گزارنا اور برادری میں بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، جب کہ مذکورہ واقعہ میں آپ ﷺ نے بیٹی کی شادی پر دعوت نہیں فرمائی، بیٹی کی شادی کی دعوت کا یہاں کہیں ذکر نہیں، صرف حضرت علیؓ نے ولیمہ کیا اور آپ ﷺ نے صرف بیٹی کو رخصت فرمایا ہے۔

بیٹی کی شادی کی دعوت سنت سمجھنے کا حکم:

اس لیے علماء کرام نے فرمایا کہ بیٹی کی شادی کی دعوت ولیمہ کی طرح سنت سمجھ کر کرنا غلط اور ناجائز ہے اور یہ سمجھنا کہ یہ ضروری ہے اور اس کے بغیر ہم اپنی بیٹی کو رخصت کر ہی نہیں سکتے اور جب تک اس کی دعوت نہ ہو اور سب لوگوں کو نہ بلایا جائے اور دھوم دھام سے نہ ہو، چاہے حیثیت بھی نہ ہو، لیکن وہ ضروری سمجھتے ہیں تو ضروری سمجھ کر کرنا بھی صحیح نہیں، یہ بھی غلط ہے۔(۴۶)

البتہ یہ گنجائش ہے کہ حسب استطاعت جو خاص خاص عزیز واقارب ہوں ان کو بلا لیا جائے اور جب اپنے گھر میں بلایا جائے گا تو کھانا بھی کھلایا جائے گا اس طرح یہ ان کی مہمان نوازی ہوگی وہ بھی کھالیں گے بچی اور گھر والے بھی کھالیں گے، کھانے کے بعد بچی کی رخصتی ہو جائے گی۔(۴۷)

---

(٤٦) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات: [٣٤٣/٥] ونصه: "ووليمة العرس سنة، وفيها مثوبة عظيمة وهي إذا بنى الرّجل بامرأته ينبغي أن يدعو الجيران والأقرباء والأصدقاء ويذبح لهم ويصنع لهم طعاما"
...... مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الصلاة، الدعاء في التشهد، الرقم: [٩٤٦] ونصه: "وَفِيهِ أَنَّ مَنْ أَصَرَّ عَلَى أَمْرٍ مَنْدُوبٍ، وَجَعَلَهُ عَزْمًا، وَلَمْ يَعْمَلْ بِالرُّخْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مَنْ أَصَرَّ عَلَى بِدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ؟"۔

(٤٧) المصنف لعبد الرزاق، المغازي، تَزْوِيجُ فَاطِمَةَ، الرقم: [٩٧٨٢] [٤٨٧/٥] و نصه: "ثُمَّ دَعَا بِلَالًا، فَقَالَ: يَا بِلَالُ إِنِّي زَوَّجْتُ ابْنَتِي ابْنَ عَمِّي، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مِنْ سُنَّةِ أُمَّتِي إِطْعَامُ الطَّعَامِ عِنْدَ النِّكَاحِ، فَأْتِ الْغَنَمَ فَخُذْ شَاةً وَأَرْبَعَةَ أَمْدَادٍ أَوْ خَمْسَةً"۔

(جاری ہے)

لیکن یہاں تو لڑکے والوں سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کے کتنے آدمی آئیں گے اور بعض اوقات وہ خود ہی لسٹ بھیج دیتے ہیں کہ کم از کم پانچ سو افراد ہمارے ہوں گے اور ہزار لڑکی والوں نے بلا رکھے ہیں۔ اب ڈیڑھ ہزار آدمیوں کا کھانا کوئی معمولی بات ہے؟ اور اگر یہ نہ ہو تو پھر نکاح نہیں ہو سکتا، رخصتی نہیں ہو سکتی۔ یہ جو لمبے لمبے خرچ ہم نے اپنی طرف سے بنالیے ہیں، یہ سراسر ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہوا ہے، زیادتی کر رکھی ہے، جس کی وجہ سے شادی بیاہ کے مسائل کو ہم نے خود ہی مشکل سے مشکل بنالیا ہے۔

بہرحال! دیکھ لیجیے کہ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی آپ ﷺ کے گھر سے کس طرح رخصت ہو رہی ہیں، اس بات کو ہم یاد رکھیں، اگر بیٹی کے لیے کچھ کرنا ہی ہے تو مختصر سے مختصر اور کم سے کم، بس اپنے خاص خاص عزیز و اقارب اور اپنے گھر کی حد تک اور دو چار پڑوسیوں کی حد تک محدود رکھیں، جس کے لیے کوئی لمبا چوڑا انتظام کرنے کی ضرورت نہیں، اور یہ بھی وہ کرے کہ جس میں استطاعت ہو، جس کی یہ بھی استطاعت نہیں، اس کے لیے یہ بھی کوئی ضروری نہیں۔

بہرحال! آج ہم نے اپنے ذہنوں کے اندر شادی بیاہ کے لیے رائج الوقت رسومات و لوازمات کے ساتھ جو ایک معیار مقرر کر لیا ہے، اپنے ماحول اور اپنے معاشرے کے اعتبار سے اور پھر اس معیار کے مطابق امیر و غریب سارے کے سارے پابندی کرنے والے ہو گئے ہیں، یہ ایک قیامت کبریٰ ہے اور یہ ایک بڑی آفت و مصیبت ہے، اب غریب آدمی اتنا روپیہ کہاں سے لائے یا تو اس کی بیٹی گھر بیٹھے بیٹھے بوڑھی ہو جائے اور وہ اس غم میں مرجائے اور ہارٹ فیل ہو جائے یا پھر معاشرہ میں بھیک مانگے، زکوۃ و خیرات مانگے، فطرہ مانگے، اس طریقہ سے وہ پیسے اکٹھے کرے، تاکہ کسی طریقہ سے وہ معاشرہ کا پیٹ بھر سکے اور ان کی رسمیں پوری کر سکے اور ان کے

= امداد المفتین [۸۰۷] میں ہے:
"دعوت خواہ برات کی ہو، یا ولیمہ وغیرہ کی، اگر تمام منکرات و مکروہات سے پاک ہو، تو جائز ہے، بلکہ مندوب ہے"۔

مقرر کردہ معیار کو کسی طریقہ سے پورا پورا ادا کر سکے، اللہ بچائے۔

معوذتین کی سنت:

اس کے بعد آپ ﷺ نے سورۃ الناس اور سورۃ الفلق پڑھنے کا عمل فرمایا، لہٰذا اگر کسی کی بیٹی کی شادی ہوئی ہو اور اس سے پہلے داماد سے بے تکلف ہوں، جیسے بھائی، بھائی کے بیٹا اور بیٹی ہوتے ہیں، تو یہ لوگ محرم بھی ہوتے ہیں اور بے تکلفی بھی ہوتی ہے، تو اس موقع پر یہ سنت بھی ادا کر دینی چاہئے، جیسے حضور اکرم ﷺ نے عمل فرمایا، اگر ہم بھی آپ ﷺ کی اتباع میں اس سنت پر عمل کر لیں، تو یہ بہت خیر و برکت کا عمل ہے اور سراسر سعادت مندی کی بات ہے۔ (۴۸)

اور اگر کسی کے ماں باپ نہ کر سکیں، تو میاں بیوی یہ عمل خود بھی کر سکتے ہیں، سورۃ الناس اور سورۃ الفلق پانی پر دم کر کے دونوں پی لیں اور جس طرح حضور اکرم ﷺ نے پانی چھڑکا اسی طریقہ سے وہ بھی چھڑک لیں، میاں بیوی کے لیے تو یہ عمل بہت ہی آسان ہے، وہ اس سنت پر عمل کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

......وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ......

---

(٤٨) الشريعة، للآجري، كِتَابُ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، بَابُ ذِكْرِ مَا فُعِلَ بِقَاتِلِ ...... الخ الرقم: [١٦٠١]-[٤/٢١٠٩] ولفظه: "أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ زَوَّجَهُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، دَعَا بِمَاءٍ فَمَجَّهُ، ثُمَّ رَشَّهُ فِي جَيْبِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ، ثُمَّ دَعَا فَاطِمَةَ فَصَنَعَ بِهَا مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَوَّذَهُ بِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: يَا فَاطِمَةُ فَجَاءَتْ تَمْشِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ فَفَعَلَ بِهَا مِثْلَ مَا فَعَلَ بِهِ، وَقَالَ: إِنِّي لَمْ آلُ أَنْ زَوَّجْتُكِ خَيْرَ أَهْلِ بَيْتِي".

باب دوم

شادی بیاہ کی اہمیت
اور
ہمارے گناہ

باب دوم

شادی بیاہ کی اہمیت اور ہمارے گناہ

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

میرے قابل احترام بزرگو! اس وقت میں آپ کے سامنے نکاح کی اہمیت وفضیلت اور اس کا باعث اجر وثواب ہونا (انشاء اللہ تعالی) بیان کروں گا، خاص طور پر اس عظیم نعمت کے ملنے کے موقع پر اور اس عظیم سنت کی ادائیگی کے وقت ہمارے معاشرہ میں جو بڑے بڑے گناہ کیے جاتے ہیں، ان میں سے بعض گناہوں کی طرف انشاء اللہ تعالی متوجہ کروں گا، تاکہ جب کسی مسلمان مرد وعورت کو یہ عظیم نعمت حاصل ہو اور انبیاء علیہم السلام کی اس عظیم سنت پر عمل کرنے کا موقع میسر ہو تو وہ اپنے نکاح کو شریعت کے مطابق انجام دے اور اس موقع پر ہونے والے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے، تاکہ اس نعمت کا صحیح شکر ادا ہو اور پھر وہ باعث برکت بنے، اللہ تعالی کی نافرمانی کر کے اور ان کو ناراض کر کے اس نعمت کی برکتوں سے اپنے آپ کو محروم نہ کیجئے۔

نکاح کی اہمیت:

اس نکاح کی اہمیت آپ اسی سے سمجھ سکتے ہیں کہ نبی اکرم جناب رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

"أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ"۔(۴۹)

یعنی چار چیزیں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہیں:

۱)......نکاح کرنا۔

۲)......ختنہ کرنا۔

۳)......مسواک کرنا۔

۴)......خوشبو لگانا۔

اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ"۔(۵۰)

(نکاح کرنا میری سنت ہے)۔

جناب رسول اللہ ﷺ سارے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سردار ہیں، ان کی بھی یہ سنت ہے اور جن کے سردار ہیں یعنی تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، ان کی سنتوں میں سے بھی ایک سنت نکاح کرنا ہے، لہٰذا جو چیز سارے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ہو اور دونوں جہانوں کے سردار رحمت کائنات ﷺ کی بھی سنت ہو تو وہ کتنی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہوگی، اور جو چیز عبادت ہو وہ یقیناً دین کا حصہ ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہوتی ہے، اور اس کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ جناب رسول اللہ

---

(۴۹) سنن الترمذی ،أبواب النكاح ،باب ما جاء في فضل التزويج، الرقم: [۱۰۸۰] (۳۸۳/۳) ولفظه :"قال رسول الله ﷺ: أربع من سنن المرسلين: الحياء، والتعطر، والسواك، والنكاح"۔

(۵۰) سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، ما جاء في فضل النكاح ، الرقم: [۱۸۴۶] (۵۹۲/۱) ولفظه :" عن عائشة:" قالت: قال رسول الله ﷺ: النكاح من سنتي، فمن لم يعمل بسنتي فليس مني، وتزوجوا، فإني مكاثر بكم الأمم، ومن كان ذا طول فلينكح، ومن لم يجد فعليه بالصيام، فإن الصوم له وجاء"۔

ﷺ نے اپنی تمام سنتوں کے بارے میں ایک ارشاد فرمایا:

"فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ"۔(۵۱)

یعنی جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یہ حدیث خاص نکاح سے متعلق نہیں ہے، بلکہ عام سنتوں کی اہمیت کے سلسلے میں ہے، لیکن جس طرح اور سنتیں ہیں اسی طرح نکاح بھی ایک سنت ہے، لہٰذا جو لوگ نکاح پر قدرت کے ہوتے نکاح نہیں کرتے، ان سے آپ ﷺ ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ ایک عظیم سنت ہے اور جتنی عظیم سنت ہوتی ہے، اتنی ہی وہ عبادت اور باعث اجر وثواب ہوتی ہے، بشرطیکہ اس سنت پر اسی طریقہ سے عمل کیا جائے، جیسا کہ شریعت کے اندر منقول ہے۔

اللہ کی نظر رحمت کے مستحق:

ایک روایت میں ہے کہ جب شوہر بیوی کی طرف محبت سے دیکھتا ہے اور بیوی شوہر کی طرف محبت سے دیکھتی ہے، تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔(۵۲)

---

(۵۱) صحیح البخاری، کِتَابُ النِّکَاحِ، باب التَّرْغِیب فی النکاح، رقم: [۵۰۶۳]۔ ......سنن الدارمی، کتاب النکاح، الرقم:[۲۳۰۸ ولفظه: "وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ الَّذِي كَانَ مِنْ تَرْكِ النِّسَاءِ، بَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ! إِنِّي لَمْ أُومَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ، أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي؟ قَالَ: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: إِنَّ مِنْ سُنَّتِي أَنْ أُصَلِّيَ وَأَنَامَ، وَأَصُومَ وَأَطْعَمَ، وَأَنْكِحَ وَأُطَلِّقَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، يَا عُثْمَانُ! إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔

(۵۲) كنز العمال، كتاب النكاح، الباب الأول في الترغيب فيه الرقم:[۴۴۴۳۷] (۲۷۶/۱۶) ولفظه: "إن الرجل إذا نظر إلى امرأته ونظرت إليه نظر الله تعالى إليهما نظرة رحمة"۔

نکاح سے پہلے تو دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی تھے اور خدانخواستہ نکاح سے پہلے اگر کوئی مرد بری نظر سے کسی عورت کو دیکھے، یا کوئی عورت کسی مرد کو دیکھے، تو یہ گناہ ہے اور از روئے حدیث آنکھوں کا زنا ہے اور نکاح ہونے کے بعد اگر ایک دوسرے کو دیکھیں، تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کے مستحق بن جائیں۔ (۵۳)

نکاح کے لیے بیوی کا انتخاب:

ایک روایت میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ ایسی عورت سے نکاح کرو، جو شوہر سے بہت محبت کرنے والی ہو اور جو بہت بچے جننے والی ہو، کیونکہ میں قیامت کے دن پچھلی امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ (۵۴)

اور چونکہ امت کا کثیر ہونا نکاح پر موقوف ہے، اس لیے اس کی ترغیب دی گئی اور ویسے بھی اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ قیامت کے میدان میں کل ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی، ان میں سے چالیس صفیں حضور ﷺ کے علاوہ تمام انبیاءؑ کے امتیوں کی ہوں گی، اور اسی (۸۰) صفیں سرکارِ دو عالم ﷺ کی امت کی ہوں گی، گویا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کے امتیوں کی صفوں سے تعداد کے اعتبار سے دوگنی صفیں محمد ﷺ کی امت کی ہوں گی، اور تعداد بڑھتی ہے نکاح کرنے سے، اس لیے

---

(۵۳) صحیح البخاری، کِتَابُ الاِسْتِئْذَانِ، بَابُ زِنَا الجَوَارِحِ دُونَ الفَرْجِ، الرقم: [۶۲۴۳] (۵۴/۸) ولفظہ: "عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لاَ مَحَالَةَ، فَزِنَا العَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ المَنْطِقُ، وَ النَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ"۔

(۵۴) سنن أبی داؤد، كِتَاب النِّكَاحِ، بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَزْوِيجِ مَنْ لَمْ يَلِدْ مِنَ النِّسَاءِ، الرقم: [۲۰۵۰] (۲۲۰/۲) ولفظہ: "عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي أَصَبْتُ امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ، وَإِنَّهَا لَا تَلِدُ، أَفَأَتَزَوَّجُهَا، قَالَ: لَا ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ"۔

نکاح مطلوب ومقصود اور عبادت ہے اور حضور ﷺ کی امت میں اضافہ کا باعث ہے۔(٥٥)

نیک اولاد بلندیٔ درجات کا سبب ہے:

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص آخرت میں پہنچے گا، تو اپنے لیے غیر معمولی اجر وثواب اور درجات دیکھے گا، وہ حیران ہوگا کہ میں نے تو اتنے نیک کام نہیں کیے تھے، میرے لیے یہ کہاں سے اتنے درجات اور اتنی نیکیاں آگئیں، اور خلاف توقع اتنے انعامات کہاں سے آگئے؟

اس کو بتایا جائے گا کہ تمہارے انتقال کے بعد تمہاری اولاد تمہارے لیے اللہ تعالی سے استغفار کرتی تھی، اس کی بدولت یہ سب کچھ تجھے ملا ہے اور اولاد نکاح کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے، لہذا آخرت کے اندر بلند درجات کا حاصل ہونا نیک اولاد کے ذریعہ ہوگا، اور نیک اولاد حاصل ہوتی ہے نکاح کرنے سے، تو نکاح کتنی بڑی عبادت اور نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان آخرت کے اندر بہت سے اجر وثواب کو حاصل کر سکتا ہے۔(٥٦)

نیک اولاد ماں باپ کو نہیں بھولتی:

اور نیک اولاد واقعی دنیا میں اس کام کو یاد رکھنے والی ہے کہ وہ اپنے والدین کو مرتے دم تک بھولتی نہیں، ہر سال ان کے لیے قربانی کرنا اور استطاعت ہو تو ان کے لیے حج و

---

(٥٥) سنن الترمذی،أبواب صِفَةِ الْجَنَّةِ،بَابُ مَا جَاءَ فِي صَفِّ أَهْلِ الْجَنَّةِ، الرقم: [٢٥٤٦] (٦٨٣/٤) ولفظه: "قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ"۔

(٥٦) الأدب المفرد،للبخاری،بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا، الرقم:[٣٦] [ص:٢٨] ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تُرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهِ دَرَجَتُهُ۔ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، أَيُّ شَيْءٍ هَذِهِ؟ فَيُقَالُ: وَلَدُكَ اسْتَغْفَرَ لَكَ"۔

عمرہ کرنا، رمضان شریف میں ان کے لیے صدقہ نکالنا، اور انہیں ثواب پہنچانے کی نیت سے افطار کرانا، کپڑے دینا، یہ نیک اولاد کا معمول ہوتا ہے، جو آج بھی ہم دیکھتے ہیں۔(۵۷)

نیک اولاد اور ایصال ثواب:

اور یہ بھی اللہ تعالی کی رحمت ہے کہ انہوں نے اس دنیا سے جانے کے بعد قیامت آنے سے پہلے پہلے ایصال ثواب کا ایسا بہترین ذریعہ رکھا ہے کہ اگر کوئی دنیا سے خالی ہاتھ چلا بھی گیا ہو اور اس کے ساتھ زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ نہ گیا ہو، لیکن اس نے اپنے پیچھے نیک اور صالح اولاد چھوڑی ہو اور نیک دوست احباب اور نیک عزیز و اقارب چھوڑے ہوں، تو ان کی دعاؤں اور ایصال ثواب اور ان کے صدقہ وخیرات کے ذریعہ سے اللہ تعالی اس کو عالم برزخ میں نعمتوں سے مالا مال فرمائیں گے اور اس میں نیک اولاد کو سب سے زیادہ دخل ہے اور تو سب بھول جاتے ہیں، لیکن عام طور پر نیک اولاد نہیں بھولتی، چاہے وہ خود بھی بوڑھی ہو جائے۔

مفتی محمد شفیع ؒ کے والد صاحب کا ناقابل فراموش جملہ:

مجھے اپنے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی کہ جب حضرت ؒ کی عمر بیاسی سال تھی اور اس وقت حضرت ؒ اکثر بیمار اور صاحبِ فراش رہتے تھے، اس وقت حضرت سے یہ بات سنی، حضرت فرماتے تھے کہ جب میرے والد صاحب ؒ کے انتقال کا وقت قریب ہوا، تو ایک موقع پر والد صاحب نے مجھ سے میرا نام

(۵۷) ردالمحتار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ صَلَاةِ الْجَنَازَةِ: [۲۴۳/۲] ونصه: "صَرَّحَ عُلَمَاؤُنَا فِي بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ بِأَنَّ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهِ لِغَيْرِهِ صَلَاةً أَوْ صَوْمًا أَوْ صَدَقَةً أَوْ غَيْرَهَا كَذَا فِي الْهِدَايَةِ، بَلْ فِي زَكَاةِ التَّتَارْخَانِيَّةِ عَنِ الْمُحِيطِ: الْأَفْضَلُ لِمَنْ يَتَصَدَّقُ نَفْلًا أَنْ يَنْوِيَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لِأَنَّهَا تَصِلُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ اهـ هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ"۔

لے کر فرمایا کہ دیکھو بھول تو سب جایا کرتے ہیں، تم ذرا جلدی مت بھولنا۔ فرمایا کہ والد صاحب کا یہ ارشاد ایسا دل پر نقش ہے کہ اب میری عمر تقریباً اسی سال سے اوپر ہوگئی ہے، لیکن مجھے اپنے والد صاحب کا یہ ارشاد ایسا یاد ہے، جیسے ابھی فرمایا ہے۔

لہٰذا نیک اولاد اپنے ماں باپ کو یاد رکھتی ہے اور زندگی بھر ان کے لیے ایصال ثواب کرتی رہتی ہے اور پھر یہی نیک اولاد آدمی کے لیے نجات کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے، بلکہ دوسری حدیث کی روشنی میں یہ نیک اولاد آدمی کے لیے صدقہ جاریہ ہے، وہ اس طرح کہ ماں باپ تو دنیا سے چلے گئے، لیکن وہ نیک اولاد چھوڑ گئے، اب یہ ان کے لیے ایصال ثواب کررہی ہے، انکے آخرت کے ذخیرہ میں اضافہ کررہی ہے۔ (۵۸)

ناقص بچہ بھی جنت میں لے جائے گا:

حدیث شریف میں ہے کہ اگر ولادت کا وقت پورا ہونے سے پہلے ہی کسی عورت کی ناقص بچہ پیدا ہو جائے، تو وہ بچہ بھی قیامت کے دن اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جائے گا، جس وقت اس کے ماں باپ کے لیے جہنم میں جانے کا حکم ہو جائے گا اور یہ بچہ کہے گا کہ یا اللہ! میرے ماں باپ کو تو آپ جہنم میں بھیجیں اور مجھے جنت میں بھیجیں، یہ نہیں ہوسکتا، کچھ بھی ہو، میں تو انہیں جنت میں لے کر جاؤں گا، اور وہ اڑ جائے گا اور ضد کرے گا کہ میں بھی جنت میں نہیں جاؤں گا، جب تک ان کو آپ جنت میں نہیں بھیجیں گے، اور اللہ تعالیٰ سے مسلسل کہتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ پاک اس کی ضد پوری فرما کر ان کو بھی جنت میں بھیج دیں گے، چنانچہ وہ اپنے ساتھ ان کو بھی جنت

(۵۸) مرقاۃ المفاتیح، کتاب العلم، الرقم:[۲۰۳] (۲۸۵/۱) ونصہ :"أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ) أَيْ:مُؤْمِنٍ كَمَا قَالَهُ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ (يَدْعُو لَهُ)قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ:قَيَّدَ الْوَلَدَ بِالصَّالِحِ لِأَنَّ الْأَجْرَ لَا يَحْصُلُ مِنْ غَيْرِهِ، وَإِنَّمَا ذَكَرَ دُعَاءَهُ تَحْرِيضًا لِلْوَلَدِ عَلَى الدُّعَاءِ لِأَبِيهِ حَتَّى قِيلَ:لِلْوَالِدِ ثَوَابٌ مِنْ عَمَلِ الْوَلَدِ الصَّالِحِ سَوَاءٌ دَعَا لِأَبِيهِ أَمْ لَا، كَمَا أَنَّ غَرْسَ شَجَرَةٍ يَحْصُلُ لِلْغَارِسِ ثَوَابٌ بِأَكْلِ ثَمَرَتِهَا، سَوَاءٌ دَعَا لَهُ الْآكِلُ أَمْ لَا۔

میں لے جائے گا، اس سے اندازہ کریں کہ یہ نکاح کتنی بڑی نعمت اور دولت ہے۔(۵۹)

نکاح کے ذریعے نصف دین کی حفاظت:

اور اس نکاح کے ذریعہ آدمی کا آدھا دین محفوظ ہو جاتا ہے، باقی آدھے دین کی اگر آدمی حفاظت کرنا چاہے، تو آسانی سے کرسکتا ہے، اس لیے کہ انسان سے جو گناہ سرزد ہوتے ہیں، وہ یا تو انسان کی جنسی خواہش سے پیدا ہوتے ہیں، یا اس کے علاوہ دوسری وجوہات سے پیدا ہوتے ہیں، انسان سے گناہوں کے صادر ہونے کے یہ دو سبب ہیں، جب اللہ تعالی نے نکاح کی نعمت عطا فرمادی اور دو مرد و عورت کو نکاح کے اندر جوڑ دیا، تو اب اللہ پاک نے ایک حلال اور پاکیزہ تعلق ان کو عطا فرمادیا، جس کے ذریعے جنسی بے راہ روی کے جو گناہ ہوتے ہیں، ان سے اللہ تعالی نے ان کو محفوظ کر دیا، اب وہ آسانی سے اپنی نظر کی بھی حفاظت کر سکتے ہیں، اور اپنی زبان، کان اور اپنے جسم کو بھی گناہوں سے بچا سکتے ہیں، اور جب اللہ تعالی نے ان کو حرام سے بچا کر ایک حلال نعمت عطا فرمادی، اس لیے اب انہیں چاہیے کہ جنسی خواہش کے علاوہ دوسرے گناہوں سے بھی بچنے کی فکر کریں اور ان سے بچنا بھی کوئی مشکل نہیں۔(۶۰)

بہر حال! نکاح ایک عظیم نعمت ہے، جس کے اندر اس کی استطاعت ہو اس کو ضرور یہ سنت ادا کرنی چاہیے، اور اس نیت سے ادا کرنی چاہیے کہ میں عفیف اور پاک دامنی

---

(۵۹) سنن ابن ماجہ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ، الرقم: [۱۶۰۸] (۵۱۳/۱) ولفظہ: "عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ، إِذَا أَدْخَلَ أَبَوَيْهِ النَّارَ، فَيُقَالُ: أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ أَدْخِلْ أَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ، فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهِ، حَتَّى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ"۔

(۶۰) المعجم الأوسط، بَابُ الْمِيمِ، (۳۳۲/۷)، الرقم: [۷۶۴۷] ولفظہ: "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي"۔

کے ساتھ اپنی باقی زندگی گزاروں کہ میری نظر بھی پاک ہو، میری زبان اور میرا دل و دماغ بھی پاک ہو اور میرا جسم بھی پاک ہو۔(۶۱)

نکاح شریعت کے مطابق ہو:

اور جب نکاح عبادت اور سنت ہے، تو ظاہر ہے کہ اس کے انجام دہی کے وقت شریعت والا طریقہ اختیار کرنا چاہیے، جیسے نماز، زکوۃ، حج عبادتیں ہیں اور ان سب کا ایک طریقہ ہے، اسی کے مطابق کریں گے، تو یہ قابل قدر اور قابل قبول ہوں گی، تو جیسے ان تمام عبادتوں کو اس طریقہ سے کرنا اللہ تعالی کے ہاں باعث قبول ہے، ایسے ہی نکاح کے اندر بھی ہے۔

چنانچہ سرکار دوعالم ﷺ نے خود نکاح کیا اور آپ کے نکاح میں گیارہ بیویاں آئیں، حضرات خلفاء راشدین نے نکاح کیے، صحابہ وتابعین نے نکاح کیے اور آج تک علماء امت اور صلحاء امت نکاح کرتے آئے ہیں، تو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جس طرح نکاح کرنا ثابت ہے، اسی طرح اس کا طریقہ بھی ثابت ہے، اسی کے مطابق ہم مسلمانوں کو نکاح کرنا چاہیے اور اس کا خلاصہ یہی ہے کہ سادگی کے ساتھ ہو، اختصار کے ساتھ ہو، اور گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہونا چاہیے۔(۶۲)

---

(٦١) صحيح البخاري، كِتَابُ الصَّوْمِ، بَابٌ:الصَّوْمُ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ الْعُزْبَةَ، الرقم:[١٩٠٥] (٢٦/٣)ولفظه :"عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ:بَيْنَا أَنَا أَمْشِي، مَعَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ:كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ:مَنِ اسْتَطَاعَ البَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ"۔

(٦٢) وسيلة الإسلام بالنبي عليه الصلاة والسلام:[ص:٥٣]ولفظه:"وأزواجه ﷺ الْمَدْخُول بِهِن إِحْدَى عشرَة امْرَأَة خَدِيجَة بنت خويلد وسويدة بنت زَمعَة وَعَائِشَة بنت أبي بكر رَضِي الله عَنهُ وَحَفْصَة بنت عمر بن الْخطاب رَضِي الله عَنهُ وَزَيْنَب بنت خُزَيْمَة وَأم حَبِيبَة بنت أبي سُفْيَان وَأم سَلمَة بنت أبي أُميَّة وَزَيْنَب بنت جحش

شادی بیاہ کے موقع پر گناہوں کا ارتکاب:

اس موقع پر گناہوں کا ارتکاب بہت ہوتا ہے، جس طرح ہمارے اور کاموں میں بگاڑ آگیا ہے، جس طرح اور طور طریقے ہمارے خراب اور بگڑ گئے ہیں، جس طرح ہماری نمازوں میں طرح طرح کی کوتاہیاں بھر گئی ہیں، حج اور زکوۃ میں طرح طرح کی کوتاہیاں اور خرابیاں اور خامیاں آگئی ہیں، اسی طرح نکاح کے موقع پر بھی ایسی ایسی کوتاہیاں اور کمزوریاں اور ایسی ایسی خامیاں اور ایسے ایسے گناہ وجود میں آگئے ہیں کہ ''الامان والحفیظ''۔ (۶۳)

گناہوں کی نحوست

ان گناہوں نے اس نکاح کی عبادت کی خیر وبرکت اڑادی اور اس عظیم نعمت کو طرح طرح کے گناہوں سے ایسا آلودہ کردیا کہ اس کی جو حقیقی مسرتیں ہیں اور حقیقی خوشیاں اور فوائد اور حقیقی برکات وثمرات ہیں، ان سے ہم محروم ہوگئے، لہٰذا ضروری

-وجويرة بنت الْحَارِث وَصفِيَّة بنت حيىّ و مَيْمُونَة بنت الْحَارِث الْهِلَالِيَّة وَتوفيت خَدِيجَة وَزَيْنَب فِي حَيَاته ﷺ وَتُوفِّي هُوَ عَن تسع"۔

(۶۳) تلبيس إبليس،ذكر تلبيسه عليهم في الحج:[ص: ۱۳۰]ولفظه :"وربما خرج وعليه ديون أوْ مظالم وربما خرج للنزهة وربما حج بمال فيه شبهة ومنهم من يحب أن يتلقى ويقال الحاج وجمهورهم يضيع في الطريق فرائض من الطهارة والصلاة ويجتمعون حول الكعبة بقلوب دنسة و بواطن غير نقية وإبليس يريهم صورة الحج فيغرهم وإنما المراد من الحج القرب بالقلوب لا بالأبدان وإنما يكون ذلك مَعَ القيام بالتقوى و كم من قاصد إِلَى مكة همته عدد حجاته فيقول لي عشرون وقفة......وقد لبس إبليس عَلَى جماعة من القاصدين إِلَى مكة فهم يضيعون الصلوات ويطففون إذا باعوا ويظنون أن الحج يدفع عنهم وَقَدْ لبس إبليس عَلَى قوم منهم فابتدعوا في المناسك مَا ليس منها فرأيت جماعة يتصنعون في إحرامهم۔

ہے کہ ہم اس کی طرف متوجہ ہوں اور اس معاشرتی مسئلہ کو صحیح کرنے کی کوشش کریں۔

پہلا گناہ: تصویر کشی

۱)......اس موقع پر جو ایک بہت خطرناک اور بہت ہی سنگین گناہ ہوتا ہے، وہ تصویر کشی کا گناہ ہے، منگنی سے اس کا آغاز ہوتا ہے اور عام طور پر دعوتِ ولیمہ پر اس کا اختتام ہوتا ہے، ابتداء تا انتہاء ہر مرحلہ پر یہ گناہ کثرت سے ہوتا ہے، ہر مرحلہ پر جی بھر کر تصویر کھینچی جاتی ہے، باقاعدہ یادگار کے لیے اور البم بنانے کے لیے تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور بڑے فوٹو کھینچوا کر فریم کروا کے لگائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کی ویڈیو بھی بنتی ہے، حالانکہ ہمارے دین اور ہماری شریعت کے اندر جاندار کی تصویر کھینچنا ناجائز اور گناہ ہے اور حدیث میں اس پر بڑی سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں، ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ" (بخاری)

یعنی قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (۶۴)

نکاح کے وقت ہم انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سنت ادا کر رہے ہیں، تمام پیغمبروں کے سردار جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس موقع پر ایسا کام بھی کر رہے ہیں، جس پر سب سے زیادہ عذاب ہونے والا ہے۔

قرآن کریم میں سب سے زیادہ سخت عذاب ایک تو آل فرعون کے بارے میں آیا ہے کہ فرعون اور فرعون کے ماننے والوں کو سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا اور ایک سب سے زیادہ سخت عذاب حدیث شریف میں تصویر بنانے والے کے لیے بیان ہوا

---

(٦٤) صحیح البخاری، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، الرقم: [٥٩٥٠] (١٦٧/٧)

ہے۔(۶۵)

جہنم میں سب سے ہلکا عذاب:

اس خوفناک عذاب کا ایک مضمون حدیث شریف میں وارد ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جہنم کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہے کہ کسی شخص کو جہنم سے دو تپتی ہوئی چپلیں نکال کر پہنائی جائیں گی، جس سے اس کے دماغ کا یہ عالم ہوگا، جیسے پھک پھک ہنڈیا پک رہی ہوتی ہے، اور اس کے منہ کی تمام ڈاڑھیں سرخ انگارہ بنی ہوئی ہوں گی اور آنتوں سے بھی لپٹیں نکل رہی ہوں گی، گویا وہ سر سے پیر تک آگ میں ہوگا اور وہ اپنے ذہن میں سوچے گا کہ مجھے جہنم کا سب سے سخت عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہے۔(۶۶)

سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا کا حال:

جو سب سے ہلکے عذاب میں ہے، اس کا یہ حال ہے، تو تصویر بنانے والوں کے بارے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے، تو ان کا کیا حال ہوگا؟

---

(۶٥) سورة الغافر، الآية:[٤٦، ٤٥] ﴿فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ۔ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾۔

......صحيح البخاری، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ، الرقم: [٦١٠٩] (٢٧/٨) ولفظه :"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ:دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَفِي البَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ، وَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ"۔

(٦٦) صحيح البخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ صِفَةِ الجَنَّةِ وَالنَّارِ، الرقم: [٦٥٦١] (١١٥/٨) ولفظه :"النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ القِيَامَةِ لَرَجُلٌ، تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ، يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ"۔

خوشی: جہنم میں داخلے کا ذریعہ:

اس خوشی کے موقع کو ہم نے جہنم میں داخل ہونے کا ذریعہ بنا دیا، اس تقریب کو جہنم کا ایندھن بنا کر رکھ دیا، منگنی کے موقع پر کتنی تصویریں کھینچی ہیں، پھر منگنی کے بعد مختلف موقعوں پر، خاص شادی والی رات کو، پھر دن کے اندر، پھر اس رات کو، پھر رخصتی کے موقع کے پر، پھر اس کے بعد ولیمہ کے موقع پر کتنے ہی جہنم کے انگارے اپنے اوپر برسائے اور ہم نے جتنی تصویریں کھینچی ہوں گی، ان میں سے ہر تصویر پر الگ الگ عذاب ہوگا۔

تصویروں کی تعداد کے برابر عذاب

ایک روایت میں یہ مضمون ہے کہ جتنی تصویریں کسی نے کھینچی اور کھچوائی ہوں گی، قیامت کے دن ان تمام تصویروں کے مطابق ایک ایک آدمی اللہ تعالی بنائیں گے، اور وہ سارے کے سارے مجسم انسان اس تصویر بنانے والے کو جہنم کے اندر عذاب دیں گے، اس سے کتنی تکلیف ہوگی؟ مثلاً پانچ سو فوٹو کھچوائے ہیں، تو جہنم میں پانچ سو انسان اللہ تعالی کے حکم سے اس کو عذاب دیں گے۔ اب گھر جا کر دیکھ لیں کہ کس کس نے اپنی شادی کے البم بنا کر رکھے ہوئے ہیں اور اس میں جا کر تصویریں شمار کر لیں، اگر ایک سو ہیں تو عذاب دینے والے سو ہوں گے، دو سو ہیں تو دو سو، ہزار ہیں تو ہزار ہوں گے۔ (۶۷)

---

(٦٧) صحیح مسلم، کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ، بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، الرقم:[٢١١٠](٣/١٦٧٠) عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ، فَأَفْتِنِي فِيهَا، فَقَالَ لَهُ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يَجْعَلُ لَهُ، بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا، نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ۔

ہے۔(٦٥)

جہنم میں سب سے ہلکا عذاب:

اس خوفناک عذاب کا ایک مضمون حدیث شریف میں وارد ہے، حضور ﷺ نے فرمایا جہنم کا سب سے ہلکا عذاب یہ ہے کہ کسی شخص کو جہنم سے دو تپتی ہوئی چپلیں نکال کر پہنائی جائیں گی، جس سے اس کے دماغ کا یہ عالم ہوگا، جیسے پھک پھک ہنڈیا پک رہی ہوتی ہے، اور اس کے منہ کی تمام ڈاڑھیں سرخ انگارہ بنی ہوئی ہوں گی اور آنتوں سے بھی لپٹیں نکل رہی ہوں گی، گویا وہ سر سے پیر تک آگ میں ہوگا اور وہ اپنے ذہن میں سوچے گا کہ مجھے جہنم کا سب سے سخت عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہے۔(٦٦)

سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا کا حال:

جو سب سے ہلکے عذاب میں ہے، اس کا یہ حال ہے، تو تصویر بنانے والوں کے بارے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں ہوں گے، تو ان کا کیا حال ہوگا؟

---

(٦٥) سورۃ الغافر، الآیۃ:[٤٥، ٤٦] ﴿فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ. النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾۔

......صحیح البخاری، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ، الرقم: [٦١٠٩] (٢٧/٨) ولفظه: "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ، وَقَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ"۔

(٦٦) صحیح البخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، الرقم: [٦٥٦١] (١١٥/٨) ولفظه: "النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ، تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ، يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ"۔

خوشی: جہنم میں داخلے کا ذریعہ:

اس خوشی کے موقع کو ہم نے جہنم میں داخل ہونے کا ذریعہ بنادیا، اس تقریب کو جہنم کا ایندھن بنا کر رکھ دیا، منگنی کے موقع پر کتنی تصویریں کھینچی ہیں، پھر منگنی کے بعد مختلف موقعوں پر، خاص شادی والی رات کو، پھر دن کے اندر، پھر اس رات کو، پھر رخصتی کے موقع کے پر، پھر اس کے بعد ولیمہ کے موقع پر کتنے ہی جہنم کے انگارے اپنے اوپر برسائے اور ہم نے جتنی تصویریں کھینچی ہوں گی، ان میں سے ہر تصویر پر الگ الگ عذاب ہوگا۔

تصویروں کی تعداد کے برابر عذاب

ایک روایت میں یہ مضمون ہے کہ جتنی تصویریں کسی نے کھینچی اور کھچوائی ہوں گی، قیامت کے دن ان تمام تصویروں کے مطابق ایک ایک آدمی اللہ تعالی بنائیں گے، اور وہ سارے کے سارے مجسم انسان اس تصویر بنانے والے کو جہنم کے اندر عذاب دیں گے، اس سے کتنی تکلیف ہوگی؟ مثلاً پانچ سو فوٹو کھچوائے ہیں، تو جہنم میں پانچ سو انسان اللہ تعالی کے حکم سے اس کو عذاب دیں گے۔ اب گھر جا کر دیکھ لیں کہ کس کس نے اپنی شادی کے البم بنا کر رکھے ہوئے ہیں اور اس میں جا کر تصویریں شمار کرلیں، اگر ایک سو ہیں تو عذاب دینے والے سو ہوں گے، دو سو ہیں تو دو سو، ہزار ہیں تو ہزار ہوں گے۔ (۶۷)

---

(۶۷) صحیح مسلم، کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ، بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، الرقم:[۲۱۱۰] (۳/۱۶۷۰) عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هَذِهِ الصُّوَرَ، فَأَفْتِنِي فِيهَا، فَقَالَ لَهُ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ادْنُ مِنِّي، فَدَنَا حَتَّى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يَجْعَلُ لَهُ، بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا، نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ.

تصویر میں روح ڈالنے کا حکم:

اور ایک جگہ تو اللہ پاک نے اس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے کہ جتنی تصویریں کھینچی ہوں گی، تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس تصویر بنانے والے کو اپنے سامنے بلائیں گے، اور فرمائیں گے کہ جب تم نے یہ تصویریں بنائی ہیں، تو ان میں روح بھی ڈالو (جب تم نے آنکھ، کان، ناک، پیٹ کی تصویر کھینچ لی، تو اس میں روح بھی ڈالو) اور وہ روح ڈال نہیں سکیں گے، لہٰذا اس کی وجہ سے ان کو سخت عذاب ہوگا۔ (۶۸)

تصویر پر سنگین عذاب کی وجہ:

اس گناہ کی سنگینی کی ایک خاص وجہ ہے، وہ یہ کہ جیسے بڑائی اللہ تعالی کی شان ہے:

﴿ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (۶۹)

اور آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالی ہی کے واسطے بڑائی ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالی ہی بڑے ہیں اور بڑائی لائق بھی انہی کے ہے، ان کے سامنے اور ان کے مقابلہ میں کوئی بھی بڑا ہے ہی نہیں، لہٰذا اگر کوئی دنیا میں بڑا بننا چاہے گا اور تکبر اختیار کرنا چاہے گا، تو بس سمجھ لو کہ اس نے اللہ تعالی کی صفت کبریائی پر دست درازی کی ہے،

---

(۶۸) صحیح البخاری، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ، الرقم: [۵۹۶۳] (۱۶۹/۷) ولفظه: "...... قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ، وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى سُئِلَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ"۔

(۷۰) سورة الجاثية، الآية: [۳۷]

چنانچہ اس پر اللہ تعالی اس کو ایسا ذلیل کریں گے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ (یہ جو چھوٹے چھوٹے کیڑے یا چونٹیاں ہوتی ہیں) قیامت کے دن متکبر ان کیڑے مکوڑوں کے مانند ہوں گے اور لوگ ان کے اوپر آجا رہے ہوں گے، دنیا میں انہوں نے اپنے آپ کو بڑائی کا تاج پہنا کر بڑا بننے کی کوشش کی اور اللہ تعالی کی صفت کبریائی میں دخل اندازی کی، اس کی سزا ان کو ملے گی کہ آخرت میں اس طرح ان کو ذلیل کر دیا جائے گا۔(۷۰)

حقیقی مصور اللہ تعالی ہیں:

ایسے ہی تصویر بنانا یہ اللہ تعالی کی مخصوص صفت ہے، اور بندہ کسی جاندار کی تصویر بناتا ہے اور اللہ تعالی کی صفتِ مصوری میں دست درازی کرتا ہے اور اس صفت میں دخل اندازی کرتا ہے، تو اللہ تعالی اس کو سخت عذاب دیتے ہیں، جس طرح اللہ تعالی کی بڑائی پر ہاتھ ڈالنا بڑا گناہ اور جرم ہے (اور اسی لیے تکبر حرام ہے) ایسے ہی مصور اللہ تعالی کی مخصوص صفت ہے، کسی انسان کے لیے اللہ تعالی نے اس کو حلال نہیں کیا کہ وہ ان کی صفت کے اندر دخل دے، اگر کوئی شخص دخل دے گا، تو اس پر یہ عذاب شدید ہوگا۔(۷۱)

پہلے سے گناہ سے بچنا طے کرلیں:

میرے عزیزو اور میرے بزرگو! ہمیں چاہئے کہ جب یہ نکاح کی تقریب شروع ہو،

---

(۷۰)(مسند البزار، مُسْنَدُ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، الرقم: [۸۰۲۱] (۳۳۹/۱٤)
ولفظه :"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يحشر المتكبرين في صور الذر يوم القيامة"۔

(۷۱) (سنن النسائي، كِتَابُ الزِّينَةِ، ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا، الرقم:[۵۳۵٦] (۲۱٤/۸) ولفظه:: "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ عَلَى سَهْوَةٍ لِي، فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَنَزَعَهُ وَقَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ"۔

تو اس کے شروع ہونے سے بہت پہلے ہی لڑکے والے بھی اور لڑکی والے بھی آپس میں جس طرح دن اور تاریخ طے کرتے ہیں، وہاں اس بات کو بھی طے کرلیں کہ اس موقع پر اس گناہ سے مکمل پرہیز کریں گے، اس تقریب میں آپ کے بھی رشتہ دار شامل ہوں گے اور ہمارے بھی رشتہ دار ہوں گے اور وہ سب ہمارے پیچھے ہیں، اگر ہم آپس میں بیٹھ کر اس بات کو طے کرلیں گے کہ اس موقع پر کسی قسم کی کوئی تصویر کشی نہیں ہوگی اور کسی مرحلہ پر بھی ہم اس گناہ کو نہیں کریں گے اور پھر طے کرلینے کے بعد اپنے تمام احباب کو دونوں مطلع کردیں کہ اس موقع پر کسی قسم کی کوئی تصویر نہیں کھینچی جائے گی اور ہم بھی اس سے اجتناب کریں گے اور آپ بھی اس سے اجتناب کریں، تو دیکھیں اس سے بچنا کتنا آسان ہوتا ہے اور کچھ بھی مشکل نہ ہوگی، ہم بچنا چاہیں تو نہایت آسانی سے بچ سکتے ہیں اور نہ بچنا چاہیں، تو پھر بہانے ہی بہانے ہیں: ع

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

لیکن یاد رکھیں کہ یہ بہانے دنیا میں تصویر کشی کے لیے استعمال کرلیں گے، لیکن قبر اور آخرت میں یہ بہانے نہیں چل سکتے، وہاں تو خطرہ ہی خطرہ ہے۔

تصویریں جلادی جائیں:

اس لیے جس جس نے اپنی تصویریں شادی کی یا شادی کے علاوہ کی کھچوائی ہوئی ہیں اور بعض جگہوں میں تو باقاعدہ گھروں میں باپ، دادا، پردادا وغیرہ کی تصویریں آویزاں ہوتی ہیں، ایسی تمام غیر ضروری، شوقیہ یادگار کے طور پر کھچوائی ہوئی اور بنوائی ہوئی تصویروں کو جلادینا چاہیے۔

ضرورت کے لیے تصویر کھچوانا:

پاسپورٹ کے لیے، شناختی کارڈ وغیرہ کے لیے چھوٹی تصاویر کی ضرورت ہوتی ہے،

ان کے کھچوانے کی گنجائش ہے، لیکن یہ تصویریں بھی بند کر کے رکھنی چاہئیں۔ (۷۲)

نوٹ اور اشیاء پر تصاویر:

اور ہمارے گھروں کے اندر ویسے بھی بہت سی چیزیں آتی ہیں، جن پر تصویریں ہوتی ہیں، تو ان کو بھی مٹانا چاہیے، اسی طرح نوٹ پر تصویر ہوتی ہے، تو یہ تو بند رکھنے کی چیز ہے، بند کرنے کے بعد اس کا حکم وہ نہیں رہتا، جو آویزاں کرنے کا ہے، لہٰذا وہ بند کر دیں، تو بند ہو گئیں۔ (۷۳)

اخبارات، رسائل اور مصنوعات کی تصاویر:

اسی طرح جو تصویریں اخبارات و رسائل میں ہوتی ہیں، یا دیگر مصنوعات پر ہوتی ہیں، تو اخبارات و رسائل کو بھی جلدی پڑھ کر لپیٹ کر رکھنا چاہیے، تا کہ اس کی تصویریں

---

(۷۲) تکملة فتح الملهم، كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ، الصورة عند الحاجة: (٤/ ١٤٢)
"إما اتخاذ الصورة الشمسيّة للضرورة أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر، و في التاشيرة وفي البطاقات الشخصية أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هويّة المرء، فينبغي أن يكون مرخصا فيه فإن الفقهاء استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة قال الإمام محمد في السير الكبير: ﴿وَإِنْ تَحَقَّقَتْ، الْحَاجَةُ لَهُ إِلَى اسْتِعْمَالِ السِّلَاحِ الَّذِي فِيهِ تِمْثَالٌ فَلَا بَأْسَ بِاسْتِعْمَالِهِ﴾ وأعقبه السرخسي في شرحه[٢/ ٢٧٨] بقوله: ﴿لِأَنَّ مَوَاضِعَ الضَّرُورَةِ مُسْتَثْنَاةٌ مِنَ الْحُرْمَةِ كَمَا فِي تَنَاوُلِ الْمَيْتَةِ﴾ وذكر السرخسي أيضا: ﴿أَنَّ الْمُسْلِمِينَ يَتَبَايَعُونَ بِدَرَاهِمِ الْأَعَاجِمِ فِيهَا التَّمَاثِيلُ بِالتِّيجَانِ وَلَا يَمْتَنِعُ أَحَدٌ عَنِ الْمُعَامَلَةِ بِذَلِكَ﴾

(٧٤) الدر المختار مع ردالمحتار، بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيهَا: (١/ ٦٤٨)
و نصه: "لَا يُكْرَهُ (لَوْ كَانَتْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ) أَوْ مَحَلَّ جُلُوسِهِ لِأَنَّهَا مُهَانَةٌ (أَوْ فِي يَدِهِ) عِبَارَةُ الشُّمُنِّيِّ بَدَنِهِ لِأَنَّهَا مَسْتُورَةٌ بِثِيَابِهِ (أَوْ عَلَى خَاتَمِهِ) بِنَقْشٍ غَيْرِ مُسْتَبِينٍ. قَالَ فِي الْبَحْرِ وَمُفَادُهُ كَرَاهَةُ الْمُسْتَبِينِ لَا الْمُسْتَتِرِ بِكِيسٍ أَوْ صُرَّةٍ أَوْ ثَوْبٍ آخَرَ، وَأَقَرَّهُ الْمُصَنِّفُ (أَوْ كَانَتْ صَغِيرَةً) لَا تَتَبَيَّنُ تَفَاصِيلُ أَعْضَائِهَا لِلنَّاظِرِ قَائِمًا وَهِيَ عَلَى الْأَرْضِ، ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ (أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ أَوْ الْوَجْهِ".

بھی کھلی نہ رہیں، اور جو استعمال کی چیزوں کے اوپر ہوتی ہیں، تو اس میں بھی ان کا منہ مٹا دینا چاہیے۔(۷۴)

تصویر سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے:

کیونکہ تصویر کی ایک نحوست یہ ہے کہ جس گھر میں تصویریں آویزاں ہوں گی، یا رکھی ہوئی ہوں گی، اس گھر میں اللہ تعالی کی رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے۔(۷۵)

اسی لیے ہمارے گھروں میں سکون نہیں، نکاح میں خیر و برکت نہیں اور وہ خوشی ومسرت نہیں، جو نکاح کے اندر ہوا کرتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے نکاح کو کس قدر بگاڑ دیا ہے اور کس قدر برباد کر دیا ہے، اس کی خیر و برکت کا تو جنازہ ہی نکال دیا، اب اس میں وہ راحت وسکون اور خوشی ومسرت کہاں آئے گی اور ہمارے گھروں کے اندر دل کو اطمینان وقرار کیسے نصیب ہوگا؟ آج کل یہ گناہ بڑے وسیع پیمانے پر نکاح و دیگر پر مسرت تقریبات کے موقع پر ہوتا ہے، ایسی تمام تقریبات پر ہمیں تصویر کشی سے بچنا چاہیے۔

۲)......دوسرا گناہ: گانا بجانا:

اور دوسرا گناہ جو اس موقع پر ہوتا ہے، وہ گانا بجانے کا گناہ ہے، اس میں تین گناہ ہوتے ہیں، جو ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں:

---

(۷٤) سنن النسائي، كِتَابُ الزِّينَةِ، ذِكْرُ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا، الرقم: [٥٣٦٥] (٢١٦/٨) ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اسْتَأْذَنَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ادْخُلْ فَقَالَ: كَيْفَ أَدْخُلُ وَفِي بَيْتِكَ سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَإِمَّا أَنْ تُقْطَعَ رُءُوسُهَا، أَوْ تُجْعَلَ بِسَاطًا يُوطَأُ فَإِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ"۔

(٧٥) (صحيح البخاري، كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ، الرقم: [٣٢٢٥] (١١٤/٤) ولفظه: "...... يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ"۔

۱)......گانا بجانا۔

۲)......گانے باجے کے آلات کا استعمال کرنا۔

۳)...... ناچنا، اس موقع پر کہیں عورتیں، کہیں مرد، کہیں دونوں مل کر باقاعدہ ناچتے ہیں اور یہ ناچنے کی تعلیم اسکول وکالج میں باقاعدہ دی جاتی ہے اور جب ناچنے کی تعلیم حاصل کریں گے، تو ناچیں گے اور وہی لوگ شادی بیاہ کریں گے، تو وہاں جو سیکھ لیا وہی دکھائیں گے، حالانکہ یہ ناچنا بھی بہت سخت گناہ ہے، ایسے ہی گانے بجانے کے آلات، ڈھولک، سارنگی، ڈھولک تو عام تقریبات اور نکاحوں کے اندر عام ہے، اوران سب کو ملا کر کیا جائے، تو تین گناہ ہوتے ہیں اور یہ منگنی سے لے کر ولیمے تک چلتے ہیں، دیہات سے لے کر شہر تک چلے جاؤ، ہر جگہ یہ تین گناہ ہوتے نظر آئیں گے، خاص طور پر جب نکاح کی تقریب ہوتی ہے، تو مردوں اور عورتوں میں گانا بجانا بہت ہوتا ہے اور یہ گانا بجانا بھی ایسا ہی گناہ ہے، جیسے تصویر کھینچنا گناہ ہے اور اس کے بارے میں بڑی سخت سخت وعیدیں آئی ہیں۔(۷۶)

خوشی اور غمی کے موقع پر شریعت کا طریقہ:

اور اس میں اصل بات یہ ہے کہ شیطان کسی وقت بھی اپنا کام کرنے سے نہیں چوکتا، اور ہم ایسے ہیں کہ ہر وقت تیار دشمن سے بالکل غافل رہتے ہیں۔ دو مواقع ایسے ہیں

---

(۷۶) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل:فی صفة الأذکار:[۳۱۹/۱] ونصه:"وأما الرقص والتصفيق والصريخ وضرب الأوتار والصنج والبوق الذی يفعله بعض من يدعی التصوف فإنه حرام بالإجماع"۔

......سنن ابن ماجه، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ الْعُقُوبَاتِ، الرقم:[۴۰۲۰][۱۳۳۳/۲]و لفظه:"عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ، يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلَى رُءُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ، وَالْمُغَنِّيَاتِ، يَخْسِفُ اللهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ۔

جس کے اندر شیطان بہت زیادہ انسان کو بہکاتا ہے:

۱)...... ایک خوشی کا موقع

۲)......دوسرا غمی کا موقع

دونوں موقعوں پر انسان غافل اور بے اختیار ہو جاتا ہے، لیکن اسلام اور شریعت نے مسلمانوں کو دونوں موقعوں پر اہم عبادات انجام دینے کا حکم دیا ہے، خوشی کے موقع پر شکر کی تاکید کی ہے کہ جب تمہیں اللہ پاک نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں، اس کا شکر بجا لاؤ، اور اپنی اس نعمت کو دوام بخشو، اور اس میں ترقی کے چار چاند لگاؤ، الحمد للہ کہو، اور شکرانے کے نفل پڑھو اور دیگر عبادات میں لگو۔

اسی طرح نکاح کے موقع پر دیکھیں، اس میں خطبہ ہوتا ہے، اللہ تعالی کی حمد وثنا اور تجدید ایمان ہوتا ہے، کلمہ شہادت اس کے اندر ہوتا ہے، سرکار دو عالم جناب رسول اللہ ﷺ پر سلام ہوتا ہے اور قرآن کریم کی تین آیتیں پڑھی جاتی ہیں، چند احادیث پڑھی جاتی ہیں، اس کے بعد ایجاب وقبول ہوتا ہے اور نکاح مکمل ہو جاتا ہے۔

دیکھیے! کیسا سادہ اور عمدہ پاکیزہ طریقہ ہے، اس کے اندر اللہ تعالی کی نعمت کا شکر ہی شکر بھرا ہوا ہے، اسی طرح عید بھی خوشی کا موقع ہے، شکرانے کے دو نفل عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں ادا کیے جاتے ہیں۔

اسی طرح جمعہ کا دن بھی ہفتہ واری عید کا دن ہے، اس کے اندر نماز جمعہ اور خطبۂ جمعہ ادا کیے جاتے ہیں، یہ سب خوشی کے مواقع ہیں اور ان سب میں شکر ہی کی تعلیم، تلقین اور تاکید ہے۔(۷۷)

---

(۷۷) الزهد الكبير، للبيهقي، فَصْلٌ فِي بَيَانِ الزُّهْدِ وَأَنْوَاعِهِ، وَمَنْ هُوَ الْحَدِيرُ بِاسْمِ الزَّاهِدِ، الرقم:[۳۳](۱/۷۰) ولفظه :"......قَالَ:سَمِعْتُ السَّرِيَّ يَقُولُ:خَمْسٌ مِنْ أَخْلَاقِ الزُّهَّادِ:الشُّكْرُ عَلَى الْحَلَالِ، وَالصَّبْرُ عَنِ الْحَرَامِ، وَلَا يُبَالِي مَتَى مَاتَ، وَلَا يُبَالِي مِنْ أَكْلِ الدُّنْيَا، وَيَكُونُ الْفَقْرُ وَالْغِنَى عِنْدَهُ سَوَاءً".

شیطان اپنا حصہ لگا لیتا ہے:

اور غم کے موقع پر صبر کا حکم دیا ہے اور صبر کا ثواب یہ بتایا ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾۔(۷۸)

یعنی بیشک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

اگر غم کا موقع ہے، تو صبر کرو، خوشی کا موقع ہے تو شکر کرو، صبر اور شکر ہی سے زندگی گزاردو، اور دنیا آخرت میں کامیاب ہو جاؤ، لیکن شیطان نے دیکھا کہ اگر انہوں نے شکر کیا تو ان کا نفع، ان کی تو نہ دنیا گئی نہ آخرت گئی، دونوں جگہوں میں یہ کامیاب ہو گئے، لہٰذا اس نے اپنا داؤ مار دیا، خوشی کے موقع پر گانے بجانے میں لگا دیا اور ایسے گناہوں میں لگا دیا کہ وہ سر سے لے کر پیر تک ناشکری ہی ناشکری اور نافرمانی ہی نافرمانی اور ناقدری ہی ناقدری ہے۔

ایسے ہی غمی کے موقع پر اس نے نوحہ کرنے اور گریبان پھاڑنے میں لگا دیا جو سراسر گناہ اور نافرمانی ہی نافرمانی ہے۔(۷۹)

دو آوازوں پر اللہ کی لعنت:

حدیث میں آتا ہے کہ دو آوازیں ایسی ہیں کہ جن پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے:

۱)......ایک خوشی کے موقع پر گانے بجانے کی آواز۔

---

(۷۹) سورۃ الزمر، الآیۃ :[۱۰]

(۸۰) سنن ابن ماجه ، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ، الرقم: [۱۵۸۱] (۵۰۳/۱) ولفظه :"عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ، وَلَمْ تَتُبْ، قَطَعَ اللهُ لَهَا ثِيَابًا مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ"۔

۲)......اور دوسرے غمی کے موقع پر رونے دھونے اور نوحہ کرنے کی آواز، رورو کر بین کر کے رونے کی آواز۔(۸۰)

ان دونوں آوازوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے، پھر اگر نکاح کے موقع پر آکر گانے بجائے جائیں اور ڈھولک وسارنگی بجائی جائے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی لعنت ہی وہاں آئے گی، پھر اس میں خیر و برکت کیسے آئے گی، ہمارے یہاں شیطان نے ایسا بیج بو دیا کہ جو موقع تھا شکر کرنے کا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگنے کا، اس نے اس سے ہٹا کر گانے باجے میں لگا دیا۔

بانسری کی آواز سن کر کان بند کر لینا:

حضرت نافعؒ جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ سواری پر جا رہا تھا کہ یکا یک انہوں نے دونوں انگلیاں کانوں کے اندر ٹھونس لیں اور وہیں سے اپنی سواری کو موڑ لیا، تا کہ آگے جانے سے کانوں میں مزید آواز نہ پڑے، حضرت نے پوچھا نافع! بتاؤ کہ اب آواز تو نہیں آرہی؟ میں نے کہا کہ ابھی تو کچھ کچھ آرہی ہے، پھر کچھ اور چل کر دوسری طرف چلے اور پوچھا کہ اب تو نہیں آرہی؟ میں نے کہا کہ نہیں حضرت! اب آواز بند ہوگئی ہے، پھر آپ نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں اور فرمایا کہ میں بھی سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھا، تو آپ ﷺ نے بھی بانسری والے کی آواز سن کر اپنے کانوں میں اسی طرح انگلیاں دے لی تھیں، جس طرح میں نے دی تھیں۔

---

(۸۰) جامع معمر بن راشد، بَابُ الْغِنَاءِ وَالدُّفِّ، الرقم:[١٩٧٤٤](٦/١١) ولفظه: "عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: صَوْتَانِ فَاجِرَانِ فَاحِشَانِ۔ قَالَ: خَبِيثَةٌ قَالَ: مَلْعُونَانِ: صَوْتٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَصَوْتٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، فَأَمَّا الصَّوْتُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ فَخَمْشُ الْوُجُوهِ، وَشَقُّ الْجُيُوبِ، وَنَتْفُ الْأَشْعَارِ، وَرَنُّ شَيْطَانٍ، وَأَمَّا الصَّوْتُ عِنْدَ النِّعْمَةِ فَلَهْوٌ وَبَاطِلٌ، وَمِزْمَارُ شَيْطَانٍ"۔

سرکار دو عالم ﷺ نے بانسری کی آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں دے لی تھیں اور حضرت ابن عمرؓ جو حضور ﷺ کی سنتوں کے شیدائی تھے اور صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ سنتوں پر عمل کرنے میں مشہور تھے اور آپ ﷺ کی ایک ایک سنت پر قربان تھے، اسی لیے اس موقع پر انہوں نے بھی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور بانسری کی آواز سن کر اپنے کانوں کو بند کر لیا۔ (۸۱)

دوسری طرف ہمارا طرز عمل:

اور آج ہم لوگ اپنی شادی بیاہ کے اندر ڈھولک، سارنگی، گانا بجانا، اتنی تیزی کے ساتھ چلاتے ہیں کہ نہ صرف یہ کہ اہل مجلس اور شادی والے سنیں، بلکہ پورے محلے والے سنیں، اور کوئی برابر والے ہال میں ہے، تو ان تک بھی وہ آواز پہنچے، اور اگر گاؤں میں شادی ہو جائے، تو سارے گاؤں والے سنیں۔

حضور ﷺ اور ان کے صحابیؓ کا تو یہ عمل ہے کہ بانسری کی آواز سن کر اپنے کانوں کو بند کر رہے ہیں اور ہمارا یہ عمل ہے، وہ اس سے بچنے کا اہتمام کر رہے ہیں، ہم اس کو کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں، جس طرح کھانے پینے اور بیٹھنے کا انتظام کیا جاتا ہے، اسی طرح باقاعدہ گانے بجانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور تصویر کشی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہمارے اور ان کے درمیان کتنا زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مجھے آلات موسیقی ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے:

جبکہ تین حدیثوں کے اندر ایک مشترکہ بات صاف واضح طور پر موجود ہے اور وہ یہ

---

(۸۱) مسند أحمد، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، الرقم: [٤٥٣٥] (۱۳۲/۸) ولفظه: "عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ: سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَوَضَعَ أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا نَافِعُ أَتَسْمَعُ؟، فَأَقُولُ: نَعَمْ، فَيَمْضِي حَتَّى، قُلْتُ: لَا فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَأَعَادَ رَاحِلَتَهُ إِلَى الطَّرِيقِ، وَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا"۔

ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ پاک نے دنیا میں اس لیے بھیجا ہے، تا کہ میں گانے بجانے کے آلات اور بانسریوں کو مٹاؤں، یعنی آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کے جہاں اور بہت سے فرائض ہیں، مثلاً لوگوں کو توحید کی دعوت دینا، کفر وشرک سے بچنے کی تلقین کرنا، کتاب وحکمت کی تعلیم دینا، وہاں آپ ﷺ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ میں دنیا میں اس لیے بھیجا گیا ہوں، تا کہ بانسریاں اور موسیقی کے آلات کو دنیا سے مٹا دوں اور ختم کر دوں، اللہ کے نبی تو دنیا میں ان چیزوں کو مٹانے کے لیے آئے ہیں اور آپ ﷺ کے امتی اس کا انتظام واہتمام کریں، کتنی خطرناک بات ہے۔(۸۲)

بلا قصد آواز کا کان میں پڑنا:

البتہ ایک بات درمیان میں سمجھ لینی چاہئے کہ الحمد للہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں، جو گانے بجانے سے پرہیز کرتے ہیں، لیکن معاشرہ اس کی لپیٹ میں ہے، اور جہاں وہ رہتے ہیں وہاں گرد وپیش کے اندر کہیں گھروں کے اندر سے آواز آرہی ہے، کہیں دوکانوں سے اور کہیں کسی تقریب سے آواز آرہی ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ جو آواز خود بخود آئے اور کان میں پڑ جائے، تو آدمی اس سے گنہگار نہیں ہوتا، قصداً سننے کی وجہ سے گناہ گار ہوتا ہے، یعنی اگر اپنے قصد واختیار سے گانا چلائے، ڈھولک بجائے، یا خدانخواستہ ناچے، یا ایسی محفل میں جائے اور وہاں جا کر بیٹھے، یا خود اپنے گھر کے اندر

(۸۲) مسند أبي داود الطيالسي، أحاديث أبي أمامة الباهلي، الرقم:[۱۲۳۰] (۲/۵٤٤) ولفظه: "عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِي هُدًى وَرَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَأَمَرَنِي بِمَحْقِ، الْمَعَازِفِ، وَالْمَزَامِيرِ، وَالْأَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَأَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ".

...... كنز العمال، كتاب اللهو واللعب من قسم الأفعال، الرقم: [٤٠٦٨٩] (١٥/٢٢٦) ولفظه: "عن علي، قال: قال رسول الله ﷺ: بعثت بكسر المزامير".

...... جامع الأحاديث للسيوطي، الهمزة مع الميم، الرقم: [٥٤١٠] (٦/٣٩٩): "أمرت بهدم الطبل والمزمار".

ریڈیو، ٹی وی پر ناچ گانا سنے سنائے یا دیکھے، یا خود گائے، تو گناہ گار ہوتا ہے۔

اور اگر وہ خود تو بچتا ہے، لیکن بازاروں میں اور دکانوں میں لوگ گانے چلاتے ہیں یا اسی طریقہ سے گاڑی یا بس میں یا ویگن میں سوار ہے اور اس گاڑی والے نے گانے چلا رکھے ہیں، اور اب یہ منع کرتا ہے، لیکن وہ باز نہیں آتا اور بعض دفعہ تو اس کی ہمت بھی منع کرنے کی نہیں ہوتی اور سننا بھی نہیں چاہتا، تو ان سب صورتوں میں بلا ارادہ اور بلا قصد اگر کان میں آواز پڑے، تو آدمی گناہ گار نہیں ہوتا، اور اگر اس موقع پر بھی آدمی اپنا ذہن اور اپنا دل اس سے ہٹا کر رکھے، تو یہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہتر ہے اور وہ گناہ گار نہیں ہوگا۔ (۸۳)

گناہ کی تقریب میں شرکت کا حکم

لہٰذا جس تقریب کے بارے میں پہلے سے معلوم ہو کہ وہاں تصویر کشی اور گانا بجانا ہوگا، تو پھر اپنے اختیار سے وہاں نہیں جانا چاہیے، اور اگر ان سے کوئی خصوصی تعلق ہے، تو آدمی ایک دن پہلے یا ایک دن بعد جا کر شادی کی مبارک باد دے سکتا ہے اور اگر کوئی تحفہ دینا چاہے، تو تحفہ دے سکتا ہے، لیکن اس گناہ کی موجودگی میں وہاں جانے سے بچنا چاہیے اور پرہیز کرنا چاہیے۔ (۸۴)

---

(۸۳) مرقلة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ الْآدَابِ، بَابُ الْبَيَانِ وَ الشِّعْرِ، الرقم: [۴۸۱۱] (۳۰۲۴/۷) وقال فيه: "وَلَعَلَّ ابْنَ عُمَرَ أَيْضًا كَانَ صَغِيرًا فَيَتِمُّ بِهِ الِاسْتِدْلَالُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالْحَالِ، مَعَ أَنَّهُ قَدْ يُقَالُ إِنَّهُ أَيْضًا كَانَ وَاضِعًا أُصْبُعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، فَلَمَّا سَأَلَهُ رَفَعَ أُصْبُعَيْهِ فَأَجَابَ وَلَيْسَ حِينَئِذٍ مَحْذُورٌ، فَإِنَّهُ لَمْ يَتَعَمَّدِ السَّمَاعَ، وَمِثْلُهُ يَجُوزُ لِلشَّخْصِ أَنْ يَفْعَلَ أَيْضًا بِنَفْسِهِ إِذَا كَانَ مُنْفَرِدًا، بَلِ التَّحْقِيقُ أَنَّ نَفْسَ الْوَضْعِ مِنْ بَابِ الْوَرَعِ وَالتَّقْوَى وَمُرَاعَاةِ الْأَوْلَى، وَإِلَّا فَلَا يُكَلَّفُ الْمَرْءُ إِلَّا بِأَنَّهُ لَمْ يَقْصِدِ السَّمَاعَ لَا بِأَنَّهُ يَفْقِدُ السَّمَاعَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ"۔

(۸۴) الفتاوى الهندية، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ، عَشَرَ فِي الْهَدَايَا وَالضِّيَافَاتِ: (۳۴۳/۵) ونصه: "وَأَمَّا إِذَا عَلِمَ قَبْلَ الْحُضُورِ فَلَا يَحْضُرُ؛ لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ حَقُّ الدَّعْوَةِ"۔

گانا سننے پر سخت وعید

ایک حدیث میں بڑی ہی خوفناک اور ہولناک وعید آئی ہے کہ جو شخص دنیا کے اندر گانا گائے گا، یا سنے گا، تو قیامت کے دن جہنم کی آگ میں سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈالا جائے گا۔ (۸۵)

سیسہ ویسے ہی معمولی آگ سے پگھل جاتا ہے، اس کو جہنم کی آگ میں کھولایا جائے گا، جب وہ کھولے گا اور خوب گرم ہو کر پگھلنے لگے گا، تو پھر وہ ان لوگوں کے کانوں میں ڈالا جائے گا، جو دنیا میں گانا سنتے تھے، اور جو سارنگی کا شوق رکھتے تھے، ہارمونیم سنا کرتے تھے، ڈسکو کے عاشق تھے، ان کے کانوں میں یہ پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

اب اس میں ذرا سوچیں کہ دنیا کی یہ شادی اور خوشی کتنے دن کی ہے، اور اب تو چند دن کی بھی نہ رہی، چند گھنٹوں کی رہ گئی، اس موقع پر اگر آدمی اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب کرے، تو پھر کیا ہے، یہ وقت گزر جائے گا اور گناہ نامہ اعمال میں درج ہو جائے گا، اور خدانخواستہ توبہ بھی نہ کی، تو پھر آگے کیا ہو سکتا ہے، یہ ہم خود سوچ لیں۔ اس لیے مسلمان خواتین وحضرات سب کو مل کر سوچنا چاہیے۔

صورت مسخ ہونے کا عذاب

اور ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت قریب آئے گی، تو میری امت میں سے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ ہو کر خنزیروں اور بندروں کی شکل میں تبدیل ہو جائیں گی، صحابہ کرامؓ نے سن کر عرض کیا کہ کیا وہ لوگ مسلمان نہیں ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اس بات کی گواہی دیں گے کہ اللہ

---

(۸۵) تاریخ دمشق لابن عساکر، الرقم: [۱۰۸۳] (۵۱/۲۶۳) ولفظہ: "عن أنس بن مالك أن رسول الله (ﷺ) قال: من قعد إلى قينة يستمع منها صب الله في أذنيه الآنك يوم القيامة"۔

تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیں گے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور وہ نماز پڑھیں گے، یعنی مسلمان ہوں گے، صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ حضور! پھر ان کے ساتھ اتنا خوفناک معاملہ کیوں ہوگا کہ ان کی شکلیں سوروں اور بندروں میں تبدیل ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ باجے اور گانے والی عورتوں کے عادی اور عاشق ہو جائیں گے اور شراب نوشی کرنے لگیں گے اور ایک رات پھر اسی طرح کھیل کود اور تماشے میں مشغول ہوں گے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی۔ (۸۷)

ہم لوگوں کی حالت:

اب آپ دیکھیں کہ حضور ﷺ یہ عذاب اس امت کے ان لوگوں کا بیان فرما رہے ہیں، جو گانے بجانے کی عادت، اس کا شغل اور اسے پسند کرنے والے ہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ مسلمان ہوں گے۔ چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ حج وعمرہ بھی کرتے ہیں، رمضان شریف میں روزے بھی رکھتے ہیں، زکوۃ بھی دیتے ہیں، اور ساتھ میں ان کے گھروں کے اندر ٹی وی بھی چلتا ہے، کھانا پینا، سونا جاگنا سب گانے کی آواز میں ہوتا ہے، ان کی شادی بیاہ ناچ گانوں اور آلات موسیقی سے پُر اور بھری ہوئی ہوتی ہے، برات آرہی ہے، تو باجے تماشے کے ساتھ آرہی ہے، ہال جارہی

---

(۸۶) إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كِتَابُ الْفِتَنِ، بَابٌ فِي التَّلَاعُنِ وَتَحْرِيمِ دَمِ الْمُسْلِمِ، الرقم: [۷۵٤۸] ۹۲/۸ ولفظه: "وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - ﷺ - قَالَ: يُمْسَخُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْمُسْلِمِينَ هم؟ قال: نعم يشهدون أن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَيَصُومُونَ وَيُصَلُّونَ. قِيلَ فَمَا بَالُهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: اتَّخَذُوا الْمَعَازِفَ وَالْقَيْنَاتِ وَالدُّفُوفَ وشربوا هذه الأشربة، فباتوا عَلَى شَرَابِهِمْ وَلَهْوِهِمْ، فَأَصْبَحُوا وَقَدْ مُسِخُوا".

ہے، تو باجے تماشے کے ساتھ جا رہی ہے، اور جب تک یہاں تقریب ہو رہی ہے گانا چلتا رہتا ہے۔

بنی اسرائیل کی نافرمانی:

اپنی امت کے لیے خوفناک اور ہولناک عذاب کی آپ ﷺ خبر دے رہے ہیں اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ عذاب وہ ہے جو بنی اسرائیل کے اوپر آیا تھا، بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کا دن صرف عبادت کے لیے مقرر کر دیا تھا اور یہ ان بنی اسرائیل کے لیے تھا جو کہ سمندروں کے کنارے رہتے تھے اور ان کا گذر بسر دریا کی مچھلی پر تھا۔

ان کو حکم یہ تھا کہ ہفتہ کے دن تم لوگ عبادت میں لگو اور کوئی شخص مچھلی کا شکار نہ کرے، اور جب ہفتہ کا دن گزر جائے پھر شکار کرو، چھ دن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر کر دیے اور ایک دن اپنے لیے مقرر کر دیا، لیکن وہ ہفتہ کے دن بھی شکار کرنے لگے، جس کا طریقہ انہوں نے یہ اختیار کیا کہ جب ہفتہ کی شب شروع ہوتی، تو دریا پہ جا کر وہاں سے لمبی لمبی نالیاں نکال لیتے اور دور لے جا کر ایک گہرا گڑھا بنا دیتے اور آ جاتے۔

جب ہفتہ کی شب شروع ہوتی، تو دریا کے پانی کے ساتھ مچھلیاں نالیوں کے ذریعہ سے ہوتی ہوئی گڑھوں میں آ جاتیں، جو تالاب کی شکل اختیار کر لیتے اور جوں ہی ہفتہ کا دن گزرتا اور اتوار کی شب شروع ہوتی، تو یہ لوگ آ کر ان نالیوں کا جو دھانہ دریا کے کنارے پر ہے، وہاں مٹی ڈال دیتے، مٹی ڈالتے ہی دروازہ بند اور سب کی سب مچھلیاں تالاب میں جمع ہو جاتیں، یہ انہوں نے حیلہ اختیار کیا، ان کے جو پیغمبر تھے انہوں نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ دیکھو! یہ سب تم حیلہ کر رہے ہو، اس دن تمہیں شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ جو طریقہ تم نے اختیار کیا ہوا ہے، یہ طریقہ بھی ممنوع ہے، اس سے بھی پرہیز کرو، لیکن وہ باز نہیں آئے، جب وہ باز نہیں آئے، تو ان کے

اندر تین قسم جماعتیں پیدا ہو گئیں:

۱)......ایک تو وہ تھی جو بالکل خاموش تھی، نہ ان کو منع کرتی، نہ ان کی تائید کرتی۔

۲)......دوسری جماعت وہ تھی جو ان کو منع کرتی، کہ تم غلط اور ناجائز کام کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا اور تم اس میں مبتلا ہو جاؤ گے، لہٰذا اس سے باز آجاؤ۔

۳)......اور تیسری جماعت وہ جو شکار کھیلتی تھی۔

اب جو لوگ شکار کھیلنے والوں کو منع کرتے تھے، انہوں نے اپنے اور شکار کھیلنے والوں کے درمیان ایک دیوار بنالی اور اس میں چھوٹے چھوٹے دروازے بنالیے، اس لیے کہ خاندان اور برادری ایک ہونے کی وجہ سے دونوں جانب ایک دوسرے کے عزیز واقارب رہتے تھے اور دن میں تو ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے اور ملتے جلتے تھے، لیکن جب رات ہوتی، تو جو لوگ شکار سے بچنے والے تھے، وہ اپنی طرف سے تمام دروازے بند کرلیا کرتے تھے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے کسی طریقہ کا ان پر عذاب آئے، تو وہ ادھر ہی رہے، اِدھر نہ آئے اور ہم اس عذاب سے بچ جائیں، اگر ہم بھی ادھر ہوں گے، تو ہم پر بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب آسکتا ہے، اس لیے انہوں نے راستہ بند کرنے کا اہتمام کیا۔

نافرمانی کرنے والے بندر بنا دیئے گئے:

ایک دن ایسا ہوا کہ مچھلی کا شکار کرنے والے رات کو مل ملا کر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے، اور انہوں نے اپنی طرف سے سب دروازے بند کر لیے، سویرے جب اٹھے تو دیکھا کہ برابر والی آبادی میں بالکل سناٹا ہے، نہ کوئی رونق ہے اور نہ ہی کوئی شور شرابہ ہے، اور نہ کوئی کنڈی کھول رہا ہے، نہ کوئی آرہا ہے اور نہ کوئی جا رہا ہے، تو انہوں نے خود ہی کنڈیاں کھولیں اور کھول کر اس طرف گئے، تو دیکھا کہ گلیاں اور راستے بھی سب سنسان پڑے ہیں، کہیں کوئی شخص نظر نہیں آرہا، بڑے حیران ہوئے کہ ایک دم

سارے کے سارے کہاں چلے گئے، اب چونکہ گھروں کے اندر سب ان کے رشتہ دار ہی تھے، کسی کا بھائی تھا، کسی کا باپ تھا، کسی کی ماں تھی، لہٰذا اب وہ گھروں کے اندر داخل ہو گئے، تو گھروں کے اندر کہیں کوئی انسان نظر نہیں آیا، بلکہ انسانوں کی بجائے وہاں خنزیر اور بندر تھے، ان لوگوں میں جتنے بوڑھے تھے، وہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گئے، اور جوان تھے وہ سارے کے سارے بندروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے، اسی طرح بوڑھی عورتیں مادہ خنزیر کی شکل میں تبدیل ہو گئیں اور جو لڑکیاں تھیں وہ بندریوں کی شکل میں تبدیل ہو گئیں، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے توبہ نہ کی، تو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے ان کو آ پکڑا۔

تین دن کے بعد مر گئے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہو جاؤ تم سب ہی بندر، چنانچہ سب کے سب بندر ہو گئے، تین دن تک وہ سب زندہ رہے، پہلے دن ان کے چہرے بالکل سرخ ہو گئے، پھر دوسرے دن زرد ہو گئے، آخری دن سب کے چہرے کالے اور سیاہ پڑ گئے، پھر سب کے سب مر کر ختم ہو گئے۔

موجودہ بندر بنی اسرائیل کی نسل نہیں:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ موجودہ بندروں اور خنزیروں کی جو نسل ہے یہ ان کی نسل ہے، حالانکہ یہ بات غلط ہے، یہ ان کی نسل نہیں، وہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلاء ہونے کے بعد ختم ہو گئے تھے اور باقی ہی نہیں بچے، جبکہ یہ سور اور بندر تو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلے آ رہے ہیں اور قیامت تک چلتے رہیں گے، یہ الگ نسل ہے، یہ جانور ہیں، وہ انسان سے جانور بنے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے خنزیر اور بندروں میں تبدیل ہوئے تھے، اور تین دن کے بعد سارے کے سارے مر گئے تھے۔

قرب قیامت میں مسلمان بندر بن جائیں گے

اس کے بارے میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ جب قیامت قریب ہوگی، تو میری امت میں سے بعض لوگوں کی صورتیں مسخ ہو کر بندر اور خنزیر میں تبدیل ہو جائیں گی، حالانکہ وہ مسلمان ہوں گے، نماز پڑتے ہوں گے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ گانوں اور باجوں کے رسیا ہوں گے، گھروں میں بھی ان کے گانے ہوں گے، شادی بیاہوں میں ان کے گانے باجے ہوں گے، اور شراب نوشی کے بھی عادی ہو جائیں گے۔ (۸۷)

شراب نوشی کا گناہ

گانے بجانے کے بعد اگلا قدم شراب نوشی کا ہی آتا ہے، اور دنیا کے اندر عیاشی کا یہی طریقہ ہے کہ ناچ گانا ہو اور شراب نوشی ہو۔ شعر

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

اور جو قوم عیاشی میں مبتلاء ہو جاتی ہے، وہ خنزیر اور بندر بننے کے قابل ہی رہتی ہے۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ شادی بیاہ کے موقع پر کیسا خوفناک اور خطرناک گناہ ہو رہا ہے، اور ہمیں پتہ بھی نہیں کہ ہم کیسا خطرناک کام کر رہے ہیں، اس لیے سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟

جو چیز سرکار دو عالم ﷺ کی سنت ہے اور سارے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے،

---

(۸۸) ذم الملاهی لابن أبی الدنیا، الرقم:[۸] (ص:۲۹) ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُمْسَخُ قَوْمٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ يَشْهَدُونَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَ: بَلَى! وَيَصُومُونَ، وَيُصَلُّونَ، وَيَحُجُّونَ قَالُوا: فَمَا بَالُهُمْ؟ قَالَ: اتَّخَذُوا الْمَعَازِفَ وَالدُّفُوفَ وَالْقَيْنَاتِ، فَبَاتُوا عَلَى شُرْبِهِمْ وَلَهْوِهِمْ فَأَصْبَحُوا قَدْ مُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ۔

عبادت ہے اور باعث اجر وثواب اور باعث خیر و برکت ہے، دنیا وآخرت کے اندر اسکا بڑا ثواب ہے، اس کے واسطہ سے انسان کو نیک اولاد جیسی نعمت (جو کہ بہترین صدقہ جاریہ ہے) حاصل ہوتی ہے، اور ہم اس کو گانے بجانے سے آلودہ کر کے تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

مسخ صورت والی حدیث کا پہلا مطلب

علماء کرام نے حدیث شریف کی شرح میں یہ فرمایا ہے کہ آخر یہ سور اور بندر کیسے بنیں گے؟ اور یہ سور اور بندر ان کو حقیقتاً کہا ہے یا مجازاً کہا ہے؟ بعض علماء کرام تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ سچ مچ سور اور بندر بن جائیں گے، اور یہ اس وقت ہوگا جب قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی، ان بڑی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی یہ ہوگی کہ صورتیں مسخ ہو جائیں گی۔ (۸۸)

مسخ صورت والی حدیث کا دوسرا مطلب

اور بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ اس سے مجازی معنی مراد ہیں کہ ظاہر میں تو شکلیں نہیں بدلیں گی، لیکن جو لوگ گانا گانے اور ڈھول سارنگی کے عاشق ہوں گے، ان کے اندر دو خبیث اور دو بری خصلتیں پیدا ہو جائیں گی:

۱)......ایک ان کے اندر بے شرمی اور بے حیائی کی صفت پیدا ہو جائے گی۔

---

(۸۸) مرقاة المفاتيح، بَابُ الْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ، الرقم:[۱۰۶](۱/۱۸۱)وفيه: "قِيلَ الْمُرَادُ بِالْخَسْفِ الْإِذْهَابُ فِي الْأَرْضِ كَمَا فُعِلَ بِقَارُونَ وَأَمْوَالِهِ، وَبِالْمَسْخِ تَبْدِيلُ الْأَبْدَانِ إِلَى الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَغَيْرِهِمَا، كَمَا فُعِلَ بِقَوْمِ دَاوُدَ وَعِيسَى، قِيلَ: الْمُرَادُ بِالْخَسْفِ تَسْوِيدُ الْوَجْهِ وَالْأَبْدَانِ مَأْخُوذٌ مِنْ خُسُوفِ الْقَمَرِ، وَبِالْمَسْخِ تَسْوِيدُ قُلُوبِهِمْ وَإِذْهَابُ مَعْرِفَتِهِمْ، وَإِدْخَالُ الْقَسَاوَةِ وَالْجَهْلِ، وَالتَّكَبُّرِ فِيهَا، كَذَا ذَكَرَهُ الْأَبْهَرِيُّ، وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ مَسْخُهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِتَسْوِيدِ وُجُوهِهِمَا".

۲)......اور دوسرے ان کے اندر نقالی کی صفت پیدا ہو جائے گی۔

بے حیائی اور بے شرمی کا اصل مالک خنزیر ہے، اس لیے کہ جانوروں میں سب سے زیادہ بے شرم و بے حیا جانور خنزیر اور سور کہلاتا ہے، اور جانوروں میں سب سے بہتر نقالی کا ماہر بندر ہے۔

اب جو لوگ گانا گانے اور ناچنے اور آلات موسیقی کا معمول بنالیں گے اور ان کے عادی بن جائیں گے، ان کے اندر یہ دو بداخلاقیاں پیدا ہو جائیں گی، ان کے اندر بے حیائی کوٹ کوٹ کر بھر جائے گی، بے شرمی ان کے سر کا تاج بن جائے گی، نقالی کا وہ نمونہ بن جائیں گے۔

اور یہ چیز ہمیں ہمارے معاشرے میں اپنی آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ جن کی نسلوں میں اور جن کے گھروں میں ناچ گانا عام ہے، ان میں حیاء و شرم کہاں ہوتی ہے، حیاء و شرم کے نکل جانے کی وجہ سے تو یہ کام ہو رہا ہے، ان کی شرم و حیاء کا تو جنازہ ہی نکل چکا، شرم و حیاء رکھنے والے انسان کہاں اس کو گوارہ کرتے ہیں۔

اگر ذرا بھی کسی کے اندر شرم و حیاء ہو وہ کیسے ناچ سکتے ہیں؟ کیسے گانا گا سکتے ہیں اور ڈھولک سارنگی اور ہارمونیم بجا سکتے ہیں؟ جو لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں، تو دوسرے معنی میں یہ سمجھ لیجئے کہ وہ خنزیر کی شکل کے مالک بن گئے، خنزیر کے اندر جو بے حیائی پائی جاتی ہے، وہ بے حیائی ان کے اندر بھی آجاتی ہے۔(۸۹)

ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ کے نقصانات:

اور جو لوگ ٹی وی، وی سی آر اور گانے باجے کے عادی ہوتے ہیں ان کے ہاں تو روزمرہ نقل ہی نقل، فیشن ہی فیشن ہوتا ہے، وہ تو فیشن کے غلام ہیں، جیسا فیشن آگیا ویسا

(۸۹) فيض القدير للمناوي، حرف الواو، الرقم: [٩٦٥٤] (٦/٣٦٩) ونصه: "فإذا حل بهم السخط مسخوا قردة، فإن القردة جبلت على الخداع واللعب والبطالة وشأن الخنزير الإكباب على المزابل والعذرة"۔

ہی کرنا ہے اور ویسے ہی چلنا ہے چاہے گھر میں کھانے پینے کو نہ ہو، لیکن انہوں نے تو ویسا ہی لباس پہننا ہے اور ویسی ہی شکل اور وضع بنانی ہے، جو نمونہ دیکھ لیں تو پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، ان کے لباس میں کوئی وقار نہیں، کوئی ٹھہراؤ نہیں، کوئی اعتدال نہیں، ان کے اٹھنے بیٹھنے میں کوئی شرم وحیاء نہیں، یہ اگر مجازی معنی مراد لے لیں، تو یہ بات آج ہمیں اپنے معاشرے میں نظر آتی ہے۔

اس بات کی طرف ہم خصوصی طور پر توجہ دیں، اپنی عام زندگی میں بھی اس نحوست کو اپنے گھروں سے نکالیں اور اس گناہ عظیم سے اپنے آپ کو بچائیں، اپنے بچوں کو بچائیں، اپنی تقریبات کو بچائیں۔

مذکورہ گناہوں سے بچنے کا پہلا راستہ:

اور اس گناہ سے بچنے کے دو راستے ہیں:

۱)...... پہلا طریقہ جو ہمارے حضرتؒ بیان فرماتے تھے، جو بڑا حکیمانہ طریقہ ہے، وہ یہ ہے کہ جو گناہ اجتماعی شکل اختیار کر جائیں، ان سے بچنے کا بھی اجتماعی طریقہ اختیار کرنا چاہئے، اگر اجتماعی طریقہ اختیار کیا جائے گا، تو بہت ہی سہولت اور آسانی سے بچاؤ ہو جائے گا، جیسے کوئی تقریب ہوتی ہے اور اس میں تصویر کشی اور ناچ گانا ہوتا ہے اور پوری برادری اسے کر رہی ہے، تو اب برادری کے بڑے بڑے حضرات جن کا اثر و رسوخ برادری پر ہوتا ہے، وہ سب اکٹھے ہو کر آپس میں بیٹھ جائیں اور آپس میں اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ہماری برادری اور خاندان میں کوئی تقریب تصویر کشی کے ساتھ نہیں ہوگی، گانے باجے کے ساتھ نہیں ہوگی، اور اس بات کو مکمل طور پر طے کر لیں، جب برادری کی سطح پر یہ مسئلہ طے ہو جائے گا، تو ایک منٹ میں سب گناہ ختم ہو جائیں گے، پھر امیر غریب سب کے لیے بچنا آسان ہو جائے گا کہ بڑوں نے طے کر دیا ہے، شادی بیاہ کی خوشی اور غمی کی ساری رسومات اور بدعات اور تمام ناجائز اور خلاف شرع

کاموں کو چھوڑنے کا یہ بہترین طریقہ ہے، اگر تمام برادری والے اپنی اپنی سطح پر یہ فیصلہ کرلیں، تو بہت جلد یہ خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔

مذکورہ گناہوں سے بچنے کا دوسرا راستہ

۲)......دوسرا طریقہ انفرادی ہے کہ اگر برادری کی سطح پر یہ فیصلہ نہ ہو تو نہ سہی، ہم تو الگ الگ صاحب ایمان ہیں اور الگ الگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں، جب الگ الگ ایمان لائے ہیں، تو الگ الگ جواب دہ ہیں، جب ہر ایک نے الگ الگ جواب دینا ہے، تو ہر آدمی ذمہ داری پوری کرے اور جس تقریب میں بھی وہ جانا چاہے، تو پہلے ہی سے معلوم کرلے کہ وہاں کیا ہوگا؟ اور پہلے ہی سے یہ ذہن بنالے کہ اگر پہلے معلوم نہ ہوا کہ وہاں کیا ہوگا اور وہاں جاکر پتہ چلا تو میں واپس آجاؤں گا، جب کارڈ آئے، تو کارڈ لانے والے سے معلوم کرلیں، یا ٹیلیفون نمبر اس پر ہوگا، فیکس ہوگا، اس سے معلوم کرلیں کہ بھائی شادی ہو رہی ہے، اس میں کیا کیا ہوگا؟ اگر وہ کہے کہ اس میں سب کچھ ہوگا، تو کہہ دیں کہ میں آپ کو اس تقریب کی ٹیلی فون پر مبارک باد دیتا ہوں، لیکن میں حاضری سے معذرت چاہتا ہوں۔

اور اگر خدانخواستہ انہوں نے دھوکہ سے کام لے لیا اور کہہ دیا کہ کچھ نہیں ہوگا اور آپ بالکل آئیں اور ضرور آئیں اور وہاں سب کچھ ہو رہا ہے، تو پھر آپ وہاں سے واپس آجائیں، اور یہ بچنا ہر مرد و عورت کے ذمہ ضروری ہے، وہاں جاکر بھی الو نہ بنیں کہ آپ تصویر سے بچنے کے لیے اور گانے سے بچنے کے لیے چھپ کر بیٹھے رہیں، یہ کوئی تقریب میں شرکت کرنا ہے، یہ تو اس طریقہ سے الو بننا ہے، یہ تقریب کوئی واجب نہیں، بلکہ جس تقریب میں یہ خرافات ہو رہی ہوں، تو ایسی تقریب میں شریک ہونا درست بھی نہیں ہے اور میں نے جیسے عرض کیا کہ کوئی قریبی رشتہ دار ہے، اس کو مبارک باد دینی ہے، تحفہ دینا ہے، تو وہ آگے پیچھے بھی ہو سکتا ہے، لیکن خود بھی اس سے بچیں اور

اپنے بچوں کو بھی اس سے بچائیں اور اگر پہلا طریقہ اختیار کیا تو سب کے لیے بچنا آسان ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہماری تقریبوں کو ان دونوں گناہوں سے بھی اور دوسرے گناہوں سے بھی محفوظ فرمائیں۔

ناجائز امور میں والدین کی اطاعت نہیں:

اور اگر کسی کے ماں باپ تصویر کشی کی اجازت دیں، گانے بجانے کی اجازت دیں تو ان کی اجازت دینے کا کوئی اعتبار نہیں، اور ان کی اجازت سے اولاد کے لیے ان کاموں کو کرنا جائز نہیں، کیونکہ ماں باپ کی اطاعت جائز امور کے اندر ہے، حرام اور ناجائز کاموں میں ان کی اطاعت نہیں ہے۔(۹۰)

تیسرا گناہ: مخلوط اجتماع:

۳)...... اور تیسرا گناہ جو عام طور پر شادی بیاہ کے موقع پر دیکھا جاتا ہے کہ ان تقریبات کے اندر مخلوط اجتماع ہوتا ہے، مرد وعورت جو ایک دوسرے کے حق میں نامحرم اور اجنبی ہوتے ہیں، وہ سب ایک ہی جگہ پر اکھٹے اور جمع ہو جاتے ہیں، آمنے سامنے دائیں بائیں بے پردہ عورتیں ہوتی ہیں اور ان کے سامنے نامحرم مرد ہوتے ہیں اور یہ سب اس نکاح کی تقریب میں ایک ہی جگہ پر جمع اور اکٹھے ہوتے ہیں، یہ بھی ایک عام رواج ہوتا جا رہا ہے، بلکہ منگنی سے لے کر ولیمہ تک جہاں جہاں بھی خواتین وحضرات کا اجتماع ہوتا ہے وہ مخلوط اجتماع ہوتا ہے، دونوں مکس ہوتے ہیں، کہیں تو آنا جانا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا بالکل ہی ایک دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے اور کہیں بس اتنا اہتمام ہوتا ہے کہ ایک لان یا ایک ہی ہال ہے، ہال کی ایک جانب خواتین بیٹھی ہیں اور دوسرے حصہ میں مرد حضرات بیٹھے ہیں اور عورتوں والے حصے میں مردوں کا آنا جانا بالکل کھلم کھلا اور

(۹۰) مرقاة المفاتيح:[۱۳۲/۱]وقال فيه:"(ولا تعقن والديك)أي تخالفنهما، أو أحدهما فيما لم يكن معصية إذ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق".

اعلانیہ ہے، یہ بھی مخلوط اجتماع کہلاتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کا اس قدر بے حجابانہ اختلاط اور اجتماع ہمارے دین کے اندر گناہ ہی گناہ ہے، جس سے بچنا مردوں کو بھی ضروری ہے اور عورتوں کو بھی ضروری ہے۔(۹۱)

نامحرم سے پردہ کرنا ضروری ہے:

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے اندر اور چالیس سے زیادہ احادیث کے اندر عورتوں پر نامحرم مردوں کے سامنے جانے یا ان کے پاس سے نکلنے کے لیے پردے کو فرض قرار دیا ہے، کسی نامحرم عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ بے پردہ ہو کر کسی نامحرم مرد کے سامنے آجائے، شریعت نے اس کو جائز قرار نہیں دیا، بلکہ ناجائز قرار دیا ہے، گناہ قرار دیا ہے۔

اور حکم یہ ہے کہ عورت پردہ کر کے آئے، جب بھی عورت گھر سے باہر نکلے، چاہے بازار جائے، چاہے اپنے کسی رشتہ دار کے ہاں جائے اور چاہے کسی تقریب میں شرکت کے لیے جائے، ہر حالت میں اس کو شرعی پردہ اختیار کرنا ضروری ہے، سر سے پیر تک اپنے آپ کو اس طرح چھپائے کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے اور نہ جھلک آئے، راستہ دیکھنے کے لیے ایک آنکھ کھولنے کی اجازت ہے اور اگر جالی ہو، تو دونوں آنکھوں سے بھی راستہ دیکھا جاسکتا ہے اور رنگین چشمہ بھی لگایا جاسکتا ہے، تو آنکھیں کھولنے کی اجازت راستہ دیکھنے کی ضرورت کی وجہ سے ہے، اگر بغیر آنکھیں کھولے راستہ نظر آسکتا ہو، جیسے میں نے عرض کیا چشمہ لگائے یا برقع کے اندر جالی بنالے، یا موٹے کپڑے کی نقاب ہو اور آنکھوں کے آگے باریک کپڑا ہو، تو آنکھوں کو چھپا کر پھر وہ سامنے آسکتی ہے، اور سامنے سے گزر سکتی ہے اور کسی تقریب میں جاسکتی ہے، اس میں مردوں سے

---

(۹۱) المبسوط للسرخسی، کِتَابُ أَدَبِ الْقَاضِي:(۸۰/۱٦) ونصه:"(قَالَ)وَيَنْبَغِي لِلْقَاضِي أَنْ يُقَدِّمَ النِّسَاءَ عَلَى حِدَةٍ وَالرِّجَالَ عَلَى حِدَةٍ؛ لِأَنَّ النَّاسَ يَزْدَحِمُونَ فِي مَجْلِسِهِ،وَفِي اخْتِلَاطِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ عِنْدَ الزَّحْمَةِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَالْقُبْحِ مَا لَا يَخْفَى".

زیادہ عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جب گھر سے باہر نکلیں، تو سر سے پیر تک اپنے آپ کو کسی بڑی چادر کے اندر اس طرح چھپالیں کہ ان کا جسم بالکل پوشیدہ اور مستور ہوجائے، نہ ان کے کپڑے نظر آئیں، نہ ان کا زیور نظر آئے اور نہ ہی ان کے ہاتھ اور چہرہ نظر آئے، سب پوشیدہ ہو۔(۹۲)

(۹۲) سورۃ النور، الآیۃ:[۳۰، ۳۱]﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

......أحكام القرآن للتهانوی، تفصیل الخطاب فی تفسیر آیات الحجاب: (٤٥٤/٣) ونصه: "حد الحجاب الشرعی ودرجاته وتفصیل أحکامه: ولعلك مما تلونا علیك من الآیات و سردنا لك من الروایات عرفت أن للحجاب الشرعی المأمور فی الکتاب والسنة ثلاث درجات، بعضها فوق بعض فی الاحتجاب و الاستتار، و کلها صدع لها الکتاب والسنة ولا قائل بنسخ شیء منها۔

الاولی: حجاب الاشخاص بالبیوت والجدر والخدود الهوادج وأمثالها، بحیث لایری الرجال الأجانب شیئا من أشخاصهن ولا لباسهن وزینتهن الظاهرة ولا الباطنة، ولا شیئا من جسدهن من الوجه والکفین وسائر البدن۔

الثانیة: الحجاب بالبراقع والجلابیب بحیث لا یبدو شیئا من الوجه والکفین و سائر الجسد ولباس الزینة، فلا یری إلاأشخاصهن مستورة من فوق الرأس إلی القدم"۔

......تفسیر السمرقندی، سورة النور، تحت تفسیر الآیة:[۳۱](٥٠٨/٢) و نصه: "وروی عن ابن مسعود روایة أخری أنه سئل عن قوله: إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا فتقنع عبد الله بن مسعود، وغطی وجهه وأبدی عن إحدی عینیه ۔قوله تعالی: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ﴾ یعنی: لیرخین بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ، یعنی: علی الصدر والنحر"۔

بے پردہ باہر نکلنا:

لیکن اس طریقہ سے گھر سے باہر نکلنا اور کہیں جانا کہ نہ برقع ہے، نہ چادر ہے، نہ دوپٹہ ہے، بالکل بے حجابانہ طریقہ سے نکلنا کہ سر بھی کھلا ہو، گردن بھی کھلی ہو، بازو اور سینہ بھی کھلے ہوں، پیٹھ اور پیٹ بھی کھلے ہوں، اسی طریقہ سے خاص طور پر آراستہ پیراستہ ہو کر شادی بیاہ کی تقریبات میں جانا سراسر گناہ ہے اور بڑے ہی عذاب اور وبال کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھیں۔ (۹۳)

ایک حدیث میں عبرتناک واقعہ:

ایک حدیث میں ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے، یہ دونوں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم دونوں ملنے کے لیے سرکار دو عالم ﷺ کے پاس گئے، ہم نے جا کر دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ زار و قطار رو رہے ہیں اور آج تک کبھی ہم نے آپ ﷺ کو اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، چنانچہ آپ ﷺ کو اس طرح روتا ہوا دیکھ کر ہمیں افسوس بھی ہوا اور تعجب بھی ہوا کہ کس بات پر آپ ﷺ کو اتنا رونا آرہا ہے، چنانچہ حضرت علیؓ نے دریافت کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کس بات کی وجہ سے آپ ﷺ اتنا رو رہے ہیں؟

---

(۹۳) سورۃ الأحزاب، الآیۃ: [۳۳] ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

......أحکام القرآن، للجصاص، تحت هذه الآیۃ: (۲۲۹/۵) و نصه: "وَفِيهِ الدَّلَالَةُ عَلَى أَنَّ النِّسَاءَ مَأْمُورَاتٌ بِلُزُومِ الْبُيُوتِ مَنْهِيَّاتٌ عَنِ الْخُرُوجِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَقِيلَ هُوَ إِظْهَارُ الْمَحَاسِنِ لِلرِّجَالِ فَهَذِهِ الْأُمُورُ كُلُّهَا مِمَّا أَدَّبَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ صِيَانَةً لَهُنَّ وَسَائِرُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ مُرَادَاتٌ بِهَا"۔

چھ عذاب والی عورتیں:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں جب میں جہنم دیکھنے کے لیے گیا، تو میں نے جہنم میں اپنی امت کی چھ عورتوں کو بہت ہی ہولناک عذاب میں مبتلا دیکھا، ان کا اس عذاب میں مبتلا ہونا اس وقت مجھے یاد آ رہا ہے، جس کی وجہ سے مجھے رونا آ رہا ہے کہ ہائے! ان کا کیا حال ہوگا، پھر آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ ﷺ نے جو چھ عورتیں جہنم میں دیکھیں، آپ ﷺ نے ان کو کس عذاب میں مبتلا دیکھا؟ (۹۴)

(۹٤) كتاب الكبائر، للذهبي، نشوز الْمَرْأَة على زَوجهَا، ص:(۱۷۷)۔ و كتاب الزواجر، عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيتمي، بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ، الْكَبِيرَةُ الثَّمَانُونَ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ نُشُوزُ الْمَرْأَةِ:(۷۹/۲) ولفظه: "وَقَالَ عَلِيّ بن أبي طَالب رَضِي الله عَنهُ دخلت على النَّبِي ﷺ أنا وَفَاطِمَة رَضِي الله عَنهَا وجدناه يبكي بكاء شَدِيدا فَقلت لَهُ فدَاك أبي وَأمي يَا رَسُول الله مَا الَّذِي أبكاك قَالَ يَا عَليّ لَيْلَة أسرِي بِي إِلَى السَّمَاء رَأَيْت نسَاء من أمتِي يعذبن بأنواع الْعَذَاب فَبَكَيْت لما رَأَيْت من شدَّة عذابهن وَرَأَيْت امْرَأَة معلقَة بشعرها يغلي دماغها وَرَأَيْت امْرَأَة معلقَة بلسانها وَالْحَمِيم يصب فِي حلقها وَرَأَيْت امْرَأَة قد شدت رجلاها إِلَى ثدييها ويداها إِلَى ناصيتها وَرَأَيْت امْرَأَة معلقَة بثدييها وَرَأَيْت امْرَأَة رَأسهَا رَأس خِنْزِير وبدنها بدن حمَار عَلَيْهَا ألف ألف لون من الْعَذَاب وَرَأَيْت امْرَأَة على صُورَة الْكَلْب وَالنَّار تدخل من فِيهَا وَتخرج من دبرهَا وَالْمَلَائِكَة يضْربُونَ رَأسهَا بمقامع من نَار فَقَامَتْ فَاطِمَة رَضِي الله عَنْهَا وَقَالَت حَبِيبِي وقرة عَيْني مَا كَانَ أَعمال هَؤُلَاءِ حَتَّى وضع عَلَيْهِنَّ الْعَذَاب فَقَالَ ﷺ يَا بنية أما الْمُعَلقَة بشعرها فَإِنَّهَا كَانَت لَا تغطي شعرهَا من الرِّجَال وَأما الَّتِي كَانَت معلقَة بلسانها فَإِنَّهَا كَانَت تؤذي زَوجهَا وَأما الْمُعَلقَة بثدييها فَإِنَّهَا كَانَت تفْسد فرَاش زَوجهَا وَأما الَّتِي تشد رجلاها إِلَى ثدييها ويداها إِلَى ناصيتها وَقد سلط عَلَيْهَا الْحَيَّات والعقارب فَإِنَّهَا كَانَت لَا تنظف بدنهَا من الْجَنَابَة وَالْحيض وتستهزىء بِالصَّلَاةِ وَأما الَّتِي رَأسهَا رَأس خِنْزِير وبدنها بدن حمَار فَإِنَّهَا كَانَت نمامة كذابة وَأما الَّتِي على صُورَة الْكَلْب وَالنَّار تدخل من فِيهَا وَتخرج من دبرهَا فَإِنَّهَا كَانَت منانة حسادة"۔

پہلی عورت کا عذاب:

۱)......آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو میں نے اس طرح دیکھا کہ وہ اپنے سر کے بالوں کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے اور اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پک رہا ہے، اب آپ خود اس سے اندازہ لگالیں کہ ایک تو خود جہنم میں ہونا کتنے عذاب کی بات ہے، پھر بالوں کے بل لٹکنا کہ سارے جسم کا وزن بالوں پر، لہٰذا کسی عورت کا بالوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہونا محض اس تصور ہی سے آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، چہ جائیکہ جہنم کے اندر کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہو اور پھر اس کے ساتھ جہنم کی آگ کی گرمی کی وجہ سے دماغ کا ہنڈیا کی طرح پکنا، اپنی امت کی عورتوں میں سے ایک عورت کو یہ عذاب ہوتا ہوا دیکھا۔

دوسری عورت کا عذاب:

۲)......اور دوسری عورت کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ اس کی زبان کو کھینچ کر باندھا ہوا ہے اور وہ اپنی زبان کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے۔

تیسری عورت کا عذاب:

۳)......تیسری عورت وہ ہے جو اپنے سینے کے بل جہنم میں لٹکی ہوئی ہے۔

چوتھی عورت کا عذاب:

۴)...... چوتھی عورت کو جہنم میں اس طرح دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ پیشانی سے بندھے ہوئے ہیں اور دونوں پیر سینے سے بندھے ہوئے ہیں اور سانپ وبچھو اس کو لپٹے ہوئے ہیں۔

پانچویں عورت کا عذاب:

۵)...... پانچویں عورت کو جہنم میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کا چہرہ خنزیر کی طرح اور باقی جسم گدھے یا کتے کی طرح ہے۔

چھٹی عورت کا عذاب:

چھٹی عورت کو اس حالت میں دیکھا کہ اس کا سارا جسم گدھے کی طرح ہے اور جہنم کی آگ اس کے منہ میں داخل ہو رہی ہے اور پاخانہ کے راستہ سے نکل رہی ہے اور فرشتے گرز لے کر اس کو مار رہے ہیں۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کی یہ چھ عورتیں جہنم کے اندر عذاب میں مبتلا دیکھیں اور آپ ﷺ کو ان کے عذاب کی تکلیف دیکھ کر رونا آ رہا تھا۔

حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ حضور! ان عورتوں کو یہ عذاب کس بناء پر ہو رہا تھا؟

پہلی عورت کے عذاب کا سبب:

آپ ﷺ نے ان میں سے پہلی عورت کے بارے میں فرمایا کہ جس کو سر کے بل جہنم میں لٹکا ہوا دیکھا تھا، وہ میری امت کی وہ عورت ہے جو بے پردہ گھر سے نکلا کرتی تھی اور اپنے سر کے بالوں کو نامحرم مردوں سے نہیں چھپاتی تھی۔

تقریبات اور بے پردگی:

آج کل ہماری تقریبات کے اندر یہ بات سو فیصد پائی جاتی ہے کہ جہاں مرد وعورت ایک ہی لان اور ایک ہی ہال میں مخلوط بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، وہاں جو خواتین شرکت کے لیے آتی ہیں، وہ اس حالت میں ہی آتی ہیں کہ ان کے جسم پر پردہ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، دوپٹہ اول تو ہوتا ہی نہیں، اگر ہوتا ہے تو پٹی کی طرح وی (V) شکل

میں گلے میں پڑا ہوا ہوتا ہے اور ان کا چہرہ سر کے بال اور گدی بالکل کھلی ہوئی ہوتی ہے، بلکہ قمیص بھی اتنی باریک اور اتنی چست اور اتنی نامکمل ہوتی ہے کہ ہر چیز اس کے اندر سے نمایاں ہو جاتی ہے، جسم کے اوپر والا حصہ اکثر کھلا ہوا ہوتا ہے اور گردن سے کافی نیچے تک قمیص کا گلا ہوتا ہے، اس میں گدی سے بھی نیچے دور تک کا حصہ نظر آتا ہے، سامنے سے بھی گلے کے نیچے تک کا بہت سا حصہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور آستین اتنی چھوٹی کہ کہنی سے اوپر تک ہوتی ہے اور اس کے اندر بازو کھلے ہوتے ہیں۔

فیشن ہی یہ ہے کہ سر کے بال اچھے طریقہ سے بنا کر اور ان کو کھول کر تقریبات کے اندر شرکت کی جائے، حدیث شریف کے اندر ایسی عورت کے لیے یہ عذاب اور وبال بیان ہوا ہے کہ جب وہ مرے گی اور توبہ بھی نہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے معاف بھی نہ فرمایا، تو صرف جہنم میں ہی نہ ڈالا جائے گا، بلکہ جہنم کے اندر ڈال کر اس کو بالوں کے بل لٹکایا بھی جائے گا۔

قرب قیامت میں ظاہر ہونے والی دو جماعتیں:

اور ایک حدیث میں بے پردہ عورتوں کے لیے یہ وعید آئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت میں آخری زمانہ میں دو جماعتیں ہوں گی، جن کو ابھی تک میں نے نہیں دیکھا (یعنی حضور ﷺ کے زمانہ میں وہ ظاہر نہیں ہوئیں، بلکہ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا) ان میں سے ایک جماعت تو وہ ہوگی کہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے اور وہ کوڑے لوگوں کو مارتے ہوں گے، یعنی ایک ظالموں کی جماعت ہوگی، جو لوگوں پر ظلم کرتے ہوں گے اور زیادتی کرتے ہوں گے اور ان کو ناحق ستاتے ہوں گے۔

اور ایک جماعت عورتوں کی ہوگی، جو بظاہر لباس پہننے کے باوجود ننگی اور برہنہ ہوں گی اور وہ خود بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور ان کے سر بختی اونٹ

کے ٹیڑھے کوہان کی طرح ہوں گے، فرمایا کہ یہ دونوں جماعتیں جنت کی خوشبو بھی سونگھ نہ سکیں گی، حالانکہ اتنے اتنے فاصلے سے خوشبو آجائے گی۔(۹۵)

چنانچہ بعض روایتوں میں ہے کہ سو سال کی مسافت سے خوشبو آنے لگے گی اور بعض روایتوں میں ہے کہ پانچ سو سال کی مسافت سے خوشبو آنے لگے گی، لیکن اس گناہ کی وجہ سے ان عورتوں کو جنت کی خوشبو تک نہ آئے گی۔(۹۶)

حدیث کا پہلا مطلب:

پھر یہ جو فرمایا کہ "جو بظاہر لباس تو پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں برہنہ ہوں گی" اس کی تشریح علماء کرام نے یہ فرمائی ہے کہ یا تو ان کے جسم پر لباس ہی اتنا چست ہوگا کہ لباس کے چست ہونے کی وجہ سے ان کے جسم کے اعضاء وجوارح کی جو ہیئت اور شکل ہے، وہ صاف اور بالکل نمایاں ہوگی، جبکہ لباس ایسا ہونا چاہئے جو کہ ان کے

(۹۵) صحیح مسلم، کتاب اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ، بَابُ النِّسَاءِ الْكَاسِيَاتِ الْعَارِيَاتِ الْمَائِلَاتِ الْمُمِيلَاتِ، الرقم:[۱۲۵] (۱۶۸۰/۳) ولفظہ: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا"۔

(۹۶)......سنن ابن ماجہ، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ، الرقم:[۲۶۱۱] (۸۷۰/۲) ولفظہ: "عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ لَمْ يَرَحْ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ"۔

......الموطأ، لإمام مالك، كِتَابُ اللِّبَاسِ، مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لِبَاسُهُ مِنَ الثِّيَابِ، الرقم:[۷] (۹۱۳/۲) ولفظہ: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ"۔

لیے پردہ پوشی کا باعث ہو، لباس کا مقصد ہوتا ہے ستر پوشی، جسم پوشی، جسم کو چھپانا مقصود ہوتا ہے اور خاص طور پر وہ اعضاء جن کو زیادہ سے زیادہ چھپانے کی ضرورت ہے، چنانچہ لباس ایسا ڈھیلا ڈھالا ہو کہ ان کی ہیئت اور ان کی شکل زیادہ سے زیادہ نمایاں نہ ہو، بلکہ کم سے کم نمایاں ہو، لیکن جب لباس چست ہوگا، تو ایسی صورت میں اس کے اندر لباس برائے نام ہی ہوگا، ورنہ اعضاء و جوارح جتنے ہیں وہ سارے کے سارے صاف اور نمایاں نظر آتے ہیں۔(۹۷)

حدیث کا دوسرا مطلب:

دوسرا مطلب اس کا یہ بتلایا کہ وہ لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، یعنی ان کے لباس میں اتنا باریک کپڑا ہوگا کہ اس کپڑے کے اندر سے جسم جھلک رہا ہوگا۔(۹۸)

اور یہ بات بھی ہمارے معاشرہ کے اندر عام ہے، جون و جولائی کے مہینہ میں خواتین ایسا باریک کپڑا استعمال کرتی ہیں کہ سر سے لے کر پیر تک جہاں تک بھی وہ لباس ہوتا ہے، ہر طرف سے جسم نمایاں ہوتا ہے، جالی کا کپڑا تو عام استعمال ہو رہا ہے، اسی طرح لان بھی عام استعمال میں آتی ہے اور بعض لان کے کپڑے تو اتنے باریک اور ہلکے ہوتے ہیں کہ ان کے اندر سے جسم صاف اور نمایاں نظر آتا ہے، لیکن خواتین

---

(۹۷) المنتقى شرح الموطا، كِتَابُ اللِّبَاسِ، مَا يُكْرَهُ لِلنِّسَاءِ لُبْسُهُ مِنَ الثِّيَابِ: (۲۲٤/۷)وقال فيه:"(فَرْعٌ) قَالَ مَالِكٌ بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهَى النِّسَاءَ أَنْ يَلْبَسْنَ الْقَبَاطِيَّ قَالَ وَإِنْ كَانَتْ لَا تَشِفُّ فَإِنَّهَا تَصِفُ قَالَ مَالِكٌ مَعْنَى تَصِفُ أَيْ تَلْصَقُ بِالْجِلْدِ، وَسَأَلَ مَالِكٌ عَنِ الْوَصَائِفِ يَلْبَسْنَ الْأَقْبِيَةَ فَقَالَ مَا يُعْجِبُنِي ذَلِكَ، وَإِذَا شَدَّتْهَا عَلَيْهَا ظَهَرَ عَجُزُهَا، وَمَعْنَى ذَلِكَ أَنَّهُ لِضِيقِهِ يَصِفُ أَعْضَاءَهَا عَجُزَهَا وَغَيْرَهَا مِمَّا شُرِعَ سِتْرُهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ"۔

(۹۸) عمدة القارى شرح صحيح البخارى، كِتَابُ الْأَدَبِ، بَابُ التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ، الرقم:[٦٢١٨](٢٢٣/٢٢)وقال فيه:"وَالْمرَاد، أَن اللَّاتِي تلبس رَقِيق الثِّيَاب الَّتِي لَا تمنع من إِدْرَاك لون الْبشرَة معاقبات فِي الْآخِرَة بفضيحة التعري"

ایسا باریک لباس پہن کر گھر سے باہر نکلتی ہیں، تقریبات اور شادی بیاہ میں شرکت کرتی ہیں اور وہاں ایسے ہی لباس کے اندر نامحرم مردوں کے سامنے آتی جاتی ہیں، ان کے ساتھ بیٹھتی ہیں، ان سے باتیں کرتی ہیں، اس حال میں کہ ان کا جسم کپڑے کے اندر سے جھلکتا نظر آتا ہے اور نمایاں ہوتا ہے، یہ دونوں باتیں اس کے اندر داخل ہیں، میری امت کی یہ دونوں جماعتیں جہنم کی جماعتیں کہلائیں گی۔

یہ عورتیں ملعون ہیں:

ایک طرف تو ان کا جہنمی ہونا بتلایا، دوسری طرف روایت میں ان کے بارے میں فرمایا کہ میری امت میں ایسی عورتیں ہوں گی، جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، ایسی عورتوں پر لعنت کرنا، کیونکہ وہ ملعون عورتیں ہوں گی۔ (۹۹)

لعنت کے معنی ہیں اللہ تعالی کی رحمت سے دور، اور یہ کسی جائز اور حلال کام پر نہیں ہو سکتی، جو اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا اور یہ دونوں جہاں کے سردار جناب رسول اللہ ﷺ بتلا رہے ہیں، لہٰذا جس کام پر یہ لعنت ہو اور جس کام کی وجہ سے سر کے بال سے جہنم میں لٹکائی جائیں، جس کام کی وجہ سے جہنم کی جماعت میں شمولیت واقع ہو، اللہ بچائے! وہ کیسے جائز کام ہو سکتا ہے؟ اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی شادی بیاہ کی تقریبات میں اپنی خواتین کو سمجھائیں۔ (۱۰۰)

---

(۹۹) المعجم الكبير للطبراني، أبو قبيل، عن عبد الله بن عمرو، الرقم: [١٦٤] (٦٧/١٣) ولفظه: "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُونَ نِسَاؤُهُمْ عَلَى سُرُوجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ عَلَى رُؤُوسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ فَالْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ، لَوْ كَانَتْ وَرَاءَكُمْ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ خَدَمْتَهُمْ كَمَا تَخْدُمُكُمْ لِنِسَاءِ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ"۔

(۱۰۰) سبل السلام، باب الربا، لعن الراشي: (٥٩/٢) ونصه: "وَحَقِيقَةُ اللَّعْنِ الْبُعْدُ عَنْ مَظَانِّ الرَّحْمَةِ وَمَوَاطِنِهَا، وَقَدْ ثَبَتَ اللَّعْنُ عَنْهُ ﷺ لِأَصْنَافٍ كَثِيرَةٍ تَزِيدُ عَلَى الْعِشْرِينَ"۔

تقریبات میں ان باتوں کا اہتمام کریں:

لہٰذا جو بھی کسی تقریب کا اہتمام کرے، وہ سب سے پہلے اس بات کا اہتمام کرے کہ مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع بالکل نہ ہو، عورتوں اور مردوں کے آنے جانے کا راستہ بالکل جدا جدا ہو، اسی طریقہ سے ان کے بیٹھنے کی جگہیں بھی بالکل الگ الگ ہوں، عورتوں کے حصہ میں مردوں کے آنے کا کوئی عمل دخل نہ ہو، نہ مرد آئیں اور نہ قریب البلوغ لڑکے آئیں۔

بالغ لڑکے یا بالغ ہونے کے قریب لڑکے بھی مرد ہوتے ہیں، ان کے سامنے آنا جانا یا ان سے باتیں کرنا یہ بھی ناجائز ہے، اور اسی طریقہ سے جو ہالوں کے منتظمین ہوتے ہیں، عام طور پر تو ان کی پرواہ ہی نہیں کی جاتی، نہ مرد پرواہ کرتے ہیں اور نہ ہی عورتیں پرواہ کرتی ہیں، وہ مرد ہی عورتوں کی جگہ میں گھس کر کھانے کا اور دوسری چیزوں کا انتظام کرتے ہیں اور عورتیں بھی ان کے سامنے بے حس بیٹھی رہتی ہیں، یہ بھی گناہ اور بے پردگی کے اندر داخل ہے۔(۱۰۱)

---

(۱۰۱) رد المحتار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ شُرُوطِ الصَّلَاةِ:(۴۰۷/۱)ونصه:"قَالَ فِي التَّاتَرْخَانِيَّةِ: وَفِي شَرْحِ الْكَرْخِيِّ النَّظَرُ إلَى وَجْهِ الْأَجْنَبِيَّةِ الْحُرَّةِ لَيْسَ بِحَرَامٍ، وَلَكِنَّهُ يُكْرَهُ لِغَيْرِ حَاجَةٍ......اهـ"

......الدر المختار مع رد المحتار، كِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ:(۳۶۹/۶)ونصه:"وَلَا يُكَلِّمُ الْأَجْنَبِيَّةَ إلَّا عَجُوزًا عَطَسَتْ أَوْ سَلَّمَتْ فَيُشَمِّتُهَا لَا يَرُدُّ السَّلَامَ عَلَيْهَا وَإِلَّا لَا انْتَهَى، وَبِهِ بَانَ أَنَّ لَفْظَةَ لَا فِي نَقْلِ الْقُهُسْتَانِيِّ، وَيُكَلِّمُهَا بِمَا لَا يَحْتَاجُ إلَيْهِ - زَائِدَةٌ فَتَنَبَّهْ۔ وقال الشامي:(قَوْلُهُ وَإِلَّا لَا) أَيْ وَإِلَّا تَكُنْ عَجُوزًا بَلْ شَابَّةً لَا يُشَمِّتُهَا، وَلَا يَرُدُّ السَّلَامَ بِلِسَانِهِ وَفِي الذَّخِيرَةِ: وَإِذَا عَطَسَ فَشَمَّتَتْهُ الْمَرْأَةُ فَإِنْ عَجُوزًا رَدَّ عَلَيْهَا وَإِلَّا رَدَّ فِي نَفْسِهِ اهـ وَكَذَا لَوْ عَطَسَتْ هِيَ كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ (قَوْلُهُ فِي نَقْلِ الْقُهُسْتَانِيِّ) أَيْ عَنْ بَيْعِ الْمَبْسُوطِ (قَوْلُهُ زَائِدَةٌ) يُبْعِدُهُ قَوْلُهُ فِي الْقُنْيَةِ رَامِزًا وَيَجُوزُ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ مَعَ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ اهـ وَفِي الْمُجْتَبَى رَامِزًا، وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَكَلَّمَ مَعَ النِّسَاءِ بِمَا لَا يَحْتَاجُ إلَيْهِ، وَلَيْسَ هَذَا مِنَ الْخَوْضِ فِيمَا۔

ملازم اور نوکر سے بھی پردہ:

چاہے ملازم ہو، چاہے نوکر ہو، چاہے قریب البلوغ لڑکا ہو، یا بالغ لڑکا ہو، یا کوئی ادھیڑ عمر کا ہو، یا بڑی عمر کا ہو، یہ سارے نامحرم مرد ہیں، عورتوں کو چاہئے کہ ان سب سے پردہ کریں، ان کے سامنے بے پردہ اور بے حجابانہ ہوکر آنے جانے سے پرہیز کریں۔

اور شادی بیاہ کی تقریب کرنے والوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا پورا پورا انتظام اور اہتمام کریں، ورنہ وہ خود ذمہ دار ہوں گے اور ایسی تقریب منعقد کرنا ہی گناہ ہے اور ایسی تقریب میں شرکت کرنا بھی گناہ ہے اور ایسی تقریب کہ جس کے اندر مخلوط اجتماع ہو، شادی بیاہ تو درکنار تعلیم وتعلم میں بھی جائز نہیں۔ (۱۰۲)

تعلیم وتعلم کے وقت پردہ:

اور دنیاوی تعلیم بھی اسی طریقہ سے ہوتی ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں مخلوط تعلیم ہوتی ہے اور مخلوط تعلیم بھی ناجائز ہے اور اگر خدانخواستہ کسی دینی مدرسہ میں ایسا ہونے لگے کہ وہاں بھی بغیر پردہ کے استاذ بیٹھا ہوا ہے اور سامنے طالبات بیٹھی ہیں اور استاد ان کو پڑھا رہا ہے، تو یہ بھی گناہ ہے، اور ناجائز ہے اور یہ آج کل کی مخلوط تعلیم ناجائز ہے

- لَا يَعْنِيهِ إِنَّمَا ذٰلِكَ فِي كَلَامٍ فِيهِ إِثْمٌ اهـ فَالظَّاهِرُ أَنَّهُ قَوْلٌ آخَرُ أَوْ مَحْمُولٌ عَلَى الْعَجُوزِ تَأَمَّلْ، وَتَقَدَّمَ فِي شُرُوطِ الصَّلَاةِ أَنَّ صَوْتَ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ عَلَى الرَّاجِحِ وَمَرَّ الْكَلَامُ فِيهِ فَرَاجِعْهُ"۔

(۱۰۲) تفسير ابن كثير، سُورَةُ النُّورِ، تحت تفسير الآية: [۳۱] (۶/۴۹) ونصه: "وَقَوْلُهُ: ﴿أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ﴾ يَعْنِي: لِصِغَرِهِمْ لَا يَفْهَمُونَ أَحْوَالَ النِّسَاءِ وَعَوْرَاتِهِنَّ مِنْ كَلَامِهِنَّ الرَّخِيمِ، وَتَعَطُّفِهِنَّ فِي الْمِشْيَةِ وَحَرَكَاتِهِنَّ، فَإِذَا كَانَ الطِّفْلُ صَغِيرًا لَا يَفْهَمُ ذٰلِكَ، فَلَا بَأْسَ بِدُخُولِهِ عَلَى النِّسَاءِ. فَأَمَّا إِنْ كَانَ مُرَاهِقًا أَوْ قَرِيبًا مِنْهُ، بِحَيْثُ يَعْرِفُ ذٰلِكَ وَيَدْرِيهِ، وَيُفَرِّقُ بَيْنَ الشَّوْهَاءِ وَالْحَسْنَاءِ، فَلَا يُمَكَّنُ مِنَ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ"۔

اور شادی بیاہ کے اندر ایسا مخلوط اجتماع ناجائز اور گناہ ہے، یہ اس لیے کہ عورتوں پر نامحرم مردوں سے پردہ کرنا فرض ہے، اور بے پردگی گناہ ہے، جب یہ چیزیں گناہ ہیں، تو سب جگہ گناہ ہیں، چاہے شادی ہال میں ہو، چاہے اسکول وکالج میں ہو، چاہے مدرسہ ومسجد میں ہو، جہاں بھی بے پردگی ہوگی گناہ ہوگا اور یہ گناہ عذاب اور وبال کو دعوت دینے والا ہے۔(۱۰۳)

بدنگاہی کا گناہ:

اور پھر یہ بے پردگی تو گناہ ہے ہی، لیکن اس گناہ سے نہ جانے کتنے گناہ وجود میں آتے ہیں، سب سے بڑا گناہ جو وجود میں آتا ہے، وہ بدنگاہی کا گناہ ہے، بری نیت سے کسی عورت کو دیکھنا، یا کسی عورت کا کسی مرد کو دیکھنا یہ ایک الگ گناہ ہے، یعنی عورت کا بے پردہ ہونا الگ گناہ ہے اور اس کے بے پردہ ہونے کی وجہ سے اس کا یا دوسروں کا بدنگاہی اور بدنظری میں مبتلا ہونا یہ الگ گناہ ہے۔

حدیث شریف میں اس کو فرمایا گیا ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور آنکھوں کا زنا بدنظری اور بدنگاہی ہے۔(۱۰۴)

---

(۱۰۳) المبسوط للسرخسي، كِتَابُ الْإِجَارَاتِ، بَابُ إِجَارَةِ الرَّقِيقِ فِي الْخِدْمَةِ: (۵۲/۱٦) ونصه: "وَيُكْرَهُ لَهُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ امْرَأَةً حُرَّةً أَوْ أَمَةً يَسْتَخْدِمُهَا وَيَخْلُو بِهَا لِقَوْلِهِ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ مِنْهَا بِسَبِيلٍ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، وَلِأَنَّهُ لَا يَأْمَنُ مِنَ الْفِتْنَةِ عَلَى نَفْسِهِ، أَوْ عَلَيْهَا إِذَا خَلَا بِهَا، وَلَكِنَّ هَذَا النَّهْيَ لِمَعْنًى فِي غَيْرِ الْعَقْدِ فَلَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الْإِجَارَةِ وَوُجُوبَ الْأَجْرِ إِذَا عَمِلَ كَالنَّهْيِ عَنِ الْبَيْعِ وَقْتَ النِّدَاءِ".

(۱۰٤) صحيح البخاري، كِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ، بَابُ زِنَا الجَوَارِحِ، الرقم:[٦٢٤٣] (٥٤/٨) ولفظه: "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا العَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ المَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي، وَالفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ".

وہ خواتین خاص طور پر سوچیں جن کا بے پردہ رہنے کا ایک معمول اور دستور بن چکا ہے اور جن کی عادت بن گئی ہے کہ جب وہ گھر سے نکلیں گی، چاہے سارا دن گھر سے باہر رہیں، یا چاہے شادی میں شرکت کے لیے گئی ہوں، وہ جہاں بھی رہیں گی، بے پردہ رہیں گی اور بے پردہ رہنے کی وجہ سے کتنے ہی مردوں نے ان کو بری نیت سے دیکھا ہوگا اور بدنظری اور گناہ میں مبتلا ہوئے ہوں گے، تو جتنے مردوں نے ان کو دیکھا اور بدنظری اور بدنگاہی کا گناہ کیا، وہ تو سب ہی اس گناہ کی وجہ سے گنہگار ہوئے، لیکن ان سب کے برابر یہ عورت بھی گناہگار ہوئی، اس لیے کہ ان سب کے گناہ کا ذریعہ یہ عورت بن گئی ہے، تو اگر خدانخواستہ کوئی عورت گھر سے بے پردہ ہو کر نکلی، یا کسی شادی بیاہ کی تقریب میں اس نے شرکت کی اور وہاں پردہ کا کوئی انتظام نہ تھا اور وہ خود بھی بے پردہ تھی، پھر اگر ایک ہزار مردوں نے اس کو بری نظر سے دیکھا اور اس کو دیکھ کر بدنگاہی کا عمل کیا، تو اس کی وجہ سے وہ ایک ہزار مرد گنہگار ہوئے اور اس کے برابر گناہ اس عورت کو الگ ہوا، اور اپنی بے پردگی کا گناہ الگ ہوا اور ایک ہزار نامحرم مردوں کی بدنظری اور بدنگاہی کا گناہ بھی اس کو ہوا، کیونکہ یہ ذریعہ بنی۔

گناہ کا ذریعہ بننے والا بھی گنہگار ہے:

اور جو شخص کسی گناہ کا ذریعہ بن جائے، تو اس کو بھی گناہ ہوتا ہے، جس طرح کوئی آدمی نیکی کا ذریعہ بن جائے، تو نیکی کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے، جیسے نیک کام کا راستہ بتانے سے آدمی کو کرنے کا ثواب ملتا ہے، ایسے ہی برائی کے راستے میں کسی کو ڈالنے سے برائی کا بھی عذاب اور وبال آتا ہے۔(۱۰۵)

---

(۱۰۵) التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی:[۲/۲۹۲] ونصه:"(لعن الله الرِّبَا و آكله و موكله و كاتبه وَشاهده)لرضاهما بِهِ واعانتهما عَلَيْهِ (وهم)أي وَالْحَال انهم (يعلمُونَ)انه رِبًا لِأَن مِنْهُم الْمُبَاشر للمعصية والمتسبب فِيهَا وَكِلَاهُمَا آثم ......الخ

ایک حدیث میں فرمایا کہ جس شخص نے اسلام میں اور دین میں کوئی اچھا طریقہ جاری کردیا، نیکی اور بھلائی کا کام کیا اور وہ مسلمانوں کے اندر جاری ہوگیا، تو اس کو تو اس کا ثواب ملے گا، لیکن جتنے مسلمان اس کام کو کریں گے اور جب تک کرتے رہیں گے، ان سب کو بھی ثواب ملے گا اور ان سب کے برابر ثواب اس کو بھی ملے گا۔

اور اگر خدانخواستہ کسی نے دین کے اندر کوئی گناہ کا کام جاری اور ساری کردیا کہ خود بھی اس نے گناہ کا کام کیا اور لوگ بھی اس کے دیکھا دیکھی گناہ کرتے چلے جارہے ہیں، تو اللہ بچائے اللہ بچائے، اس کو اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے لوگوں نے اس گناہ کو کیا تو اس کو کرنے کی وجہ سے وہ سب بھی گناہ گار ہوں گے اور ان سب کے برابر اس کو بھی گناہ ہوگا۔ (۱۰۶)

خواتین گناہ کا ذریعہ بننے سے بچیں:

اس لیے خواتین کے واسطے یہ بات سوچنے کی ہے کہ وہ دنیا کی تھوڑی سی سہولت کی خاطر ذرا سے ایک فیشن کی خاطر ایک ذرا سی اپنی طبیعت کی چاہت کی خاطر وہ بے پردگی اختیار کرکے خود تو فرض چھوڑ رہی ہیں اور بے پردگی کا گناہ کر رہی ہیں، لیکن ان کی دیکھا دیکھی دوسری عورتوں نے بھی بے پردگی اختیار کرلی اور ان کی بے پردگی کی وجہ سے نہ جانے کب تک وہ بے پردہ رہیں اور اس تمام عرصہ میں نہ جانے کتنے نامحرم

(۱۰۶) صحیح مسلم، کتاب العِلْمِ، بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً، الرقم: [۱۰۱۷] (۲۰۵۹/٤) ولفظه: "عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمُ الصُّوفُ فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَبْطَئُوا عَنْهُ حَتَّى رُئِيَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ. قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ بِصُرَّةٍ مِنْ وَرِقٍ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، ثُمَّ تَتَابَعُوا حَتَّى عُرِفَ السُّرُورُ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ".

مردوں نے اس کو دیکھا اور گناہ کے اندر مبتلا ہوئے، تو یہ وبال اور سارا گناہ ان خواتین کے کھاتے میں بھی لگ جائے گا، جنہوں نے بے پردگی کا آغاز کیا اور اسے اختیار کیا۔

سبق آموز حدیث:

اور ایک عجیب و غریب حدیث ہے، جس کا خلاصہ بڑا ہی جامع ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شب معراج میں جہنم کا مشاہدہ کیا، آپ ﷺ نے جہنم کے معاینہ کے دوران یہ دیکھا کہ میری امت کی عورتیں بنسبت مردوں کے زیادہ جہنم کے اندر ہیں اور دوسری احادیث میں ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے وجہ بھی بیان فرمائی ہے، لیکن یہاں جو وجہ بیان فرمائی وہ بڑی ہی عجیب و غریب اور بڑی ہی جامع ہے، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ چار وجہ سے میری امت کی عورتیں زیادہ جہنم میں داخل ہوں گی۔ (۱۰۷)

پہلی وجہ:...... اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کمی

۱)...... ان عورتوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا مادہ کم پایا جاتا ہے، نیک صالح پابند صوم وصلاۃ خواتین بہت کم ہوتی ہیں، آزاد بے دین و آخرت سے بیگانہ ہو کر زندگی بسر کرنے والی خواتین زیادہ ہوتی ہیں، یہ مشاہدہ ہم نے اپنی آنکھوں سے کیا ہے۔

دوسری وجہ:...... رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کمی

۲)...... سرکار دو عالم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کا جذبہ بھی ان کے اندر

---

(۱۰۷) الزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيتمي، بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ، الْكَبِيرَةُ الثَّمَانُونَ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ نُشُوزُ الْمَرْأَةِ:[۲/۷۸]وقال فيه :"قَالَ ﷺ:اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ ، وَذَلِكَ بِسَبَبِ قِلَّةِ طَاعَتِهِنَّ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَزْوَاجِهِنَّ وَكَثْرَةِ تَبَهْرُجِهِنَّ"۔

کم پایا جاتا ہے۔

یہ سب ارشادات وہ ہیں جو عورتوں کے بے پردہ ہونے کے سلسلے میں ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ اپنے ارشادات کے ذریعہ مسلمان خواتین سے یہ فرما رہے ہیں کہ تم شرعی پردہ کا اہتمام کرو، بے پردگی سے پرہیز کرو، جس خاتون کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ ہوگا، تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس کے بعد وہ بے پردگی کر سکتی ہے، لیکن اگر کرتی ہے، تو اس کے اندر اللہ اور رسول کی اطاعت کا جذبہ یا تو ہے ہی نہیں، یا برائے نام ہے، ورنہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ جو مرد و عورت مؤمن ہوں، بس اس کے اندر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ماننے اور ان کی تابعداری کا جذبہ سب سے زیادہ ہونا چاہئے۔

تیسری وجہ:......شوہر کی اطاعت میں کمی

۳)......ان کے اندر اپنے شوہر کی تابعداری کا جذبہ بھی کم پایا جاتا ہے، خاص طور سے اگر شوہر دین کی بات کہے، یا شریعت کی بات کہے، یا سنت کی بات کہے، تو بہت جلدی مخالفت کرتی ہیں اور خاص طور سے شادی بیاہ کے موقع پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور خاوند اگر یہ بات کہیں کہ تم وہاں ذرا پردہ سے رہنا، پردہ میں آنا، پردہ میں جانا، تو اس کے لیے ماننے کو واقعی تیار نہیں ہوتیں، اللہ بچائے! عام طور پر تینوں کو ٹھکرا دیتی ہیں، یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اپنے آپ کو جہنم میں دھکیلنے والی بات ہے۔

چوتھی وجہ:......عورتوں کا بن سنور کر باہر نکلنا

۴)...... چوتھی بات جو ارشاد فرمائی، وہ یاد رکھنے کی ہے اور وہ اس وقت ان کے حال کے عین مطابق ہے، جس میں ان کی دکھتی ہوئی رگ پر آپ ﷺ نے ہاتھ رکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورتوں کے اندر بن ٹھن کر آراستہ پیراستہ ہو کر، میک اپ کر کے، بے پردہ ہو کر

نامحرم مردوں کے سامنے نکلنے کا جذبہ زیادہ پایا جاتا ہے، یہ عورتوں کا وہ جذبہ ہے جس نے ان کو بے پردہ کیا، جس نے ان کو ننگا کر کے باہر نکالا ہے، جس نے ان کو لباس پہننے کے باوجود ننگا کر دیا ہے، یہ وہ جذبہ ہے جس میں سر کھلا ہے، بانہیں کھلی ہیں، گردن کھلی ہے، گلا کھلا ہے، بازو کھلے ہیں، پنڈلی کھلی ہے اور جسم پر کپڑا وہ بھی اتنا باریک اور اتنا چست کہ نہ ہونے کے برابر ہے، اس کے بعد ان کو گھر سے نکلنے میں نہ کوئی حجاب محسوس ہوتا ہے، نہ کوئی عیب محسوس ہوتا ہے، بلکہ یہ سمجھتی ہیں کہ دور حاضر کا فیشن ہے۔ ایسا ہی نکلنا چاہئے، یہ جذبہ ان کے اندر پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ان کی طبیعت یہ چاہتی ہے کہ ہم نکلیں، تو بے پردہ ہو کر ہی نکلیں، تا کہ لوگ ہمیں دیکھیں۔ اللہ بچائے!

یہ چار وجوہات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں، اور فرمایا کہ ان کی وجہ سے میری امت کی عورتیں زیادہ جہنم میں ہوں گی، خواتین ان ارشادات اور ان وجوہات کو سن کر اپنی زندگی کو بدلیں اور اس ناپاک اور آلودہ زندگی سے اپنے آپ کو بچائیں اور پاکیزہ زندگی اختیار کریں۔ (١٠٨)

عورت کا خوشبو لگانا:

ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی خوشبو لگا کر نامحرم مردوں کے پاس سے گزرے، تا کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں، تو آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسی عورت بدکار ہے اور وہ نظر بھی بدکار جو بری نیت سے اس کو دیکھے۔ (١٠٩)

---

(١٠٨) الكبائر ،للذهبي ،الكبيرة السابعة والأربعون نشوز المرأة على زوجها، فصل: (ص:١٧٦) ولفظه :"وقال النبي ﷺ:اطلعت في النار فرأيت أكثر أهلها النساء وذلك بسبب قلة طاعتهن لله ورسوله ولأزواجهن وكثرة تبرجهن".

(١٠٩) سنن النسائي، كتاب الزينة، ما يكره للنساء من الطيب، الرقم: [٥١٢٦] (١٠٣/٨) ولفظه: "عن الأشعري قال:قال رسول الله ﷺ أيما امرأة استعطرت فمرت على قوم ليجدوا من ريحها فهي زانية".

مرد اپنی نظروں کی حفاظت کریں:

اور مردوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت کریں اور قصداً کسی نامحرم عورت پر ہرگز اپنی نظر نہ ڈالیں، اچانک چلی جائے، تو فوراً ہٹالیں، اسی طرح عورتوں کو بھی چاہئے کہ نامحرم مردوں کو نہ دیکھیں، جہاں تک ہو سکے ان سے اپنی نظر کو بچائیں، اچانک نظر چلی جائے، تو اپنی نظر ہٹالیں، قرآن کریم دونوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ اپنی نظر نیچے رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں، اصل طریقہ یہ ہے، اور خواتین نظر بچانے کے ساتھ ساتھ شرعی پردہ کا بھی اہتمام کریں اور بے پردہ ہو کر گھر سے نکلنے اور شادی بیاہ کے اندر شریک ہونے سے پرہیز کریں۔(١١٠)

گلگت کا ایک عبرتناک واقعہ:

گلگت کا ایک واقعہ یاد آیا اور اس واقعہ کی میں نے وہاں کے اکابر علماء سے بھی تصدیق کی، انہوں نے بھی کہا کہ یہ واقعہ ہمارے گلگت میں اتنا مشہور تھا کہ ہر آدمی جانتا تھا کہ یہ پراسرار واقعہ ہوا ہے اور یہ سچ ہے اور اللہ تعالیٰ عبرت کے واقعات دکھاتے ہیں اور اس لیے دکھاتے رہتے ہیں، تاکہ لوگ عبرت لیں اور ان گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں، وہ واقعہ یہ ہے:

---

(١١٠) سورۃ النور، الآیۃ: [٣٠، ٣١] ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

ایک حدیث میں فرمایا کہ جس شخص نے اسلام میں اور دین میں کوئی اچھا طریقہ جاری کر دیا، نیکی اور بھلائی کا کام کیا اور وہ مسلمانوں کے اندر جاری ہو گیا، تو اس کو تو اس کا ثواب ملے گا، لیکن جتنے مسلمان اس کام کو کریں گے اور جب تک کرتے رہیں گے، ان سب کو بھی ثواب ملے گا اور ان سب کے برابر ثواب اس کو بھی ملے گا۔

اور اگر خدانخواستہ کسی نے دین کے اندر کوئی گناہ کا کام جاری اور ساری کر دیا کہ خود بھی اس نے گناہ کا کام کیا اور لوگ بھی اس کے دیکھا دیکھی گناہ کرتے چلے جا رہے ہیں، تو اللہ بچائے اللہ بچائے، اس کو اپنے عمل کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے لوگوں نے اس گناہ کو کیا تو اس کو کرنے کی وجہ سے وہ سب بھی گناہ گار ہوں گے اور ان سب کے برابر اس کو بھی گناہ ہوگا۔(۱۰۶)

خواتین گناہ کا ذریعہ بننے سے بچیں:

اس لیے خواتین کے واسطے یہ بات سوچنے کی ہے کہ وہ دنیا کی تھوڑی سی سہولت کی خاطر ذرا سے ایک فیشن کی خاطر ایک ذرا سی اپنی طبیعت کی چاہت کی خاطر وہ بے پردگی اختیار کر کے خود تو فرض چھوڑ ہی رہی ہیں اور بے پردگی کا گناہ کر رہی ہیں، لیکن ان کی دیکھا دیکھی دوسری عورتوں نے بھی بے پردگی اختیار کر لی اور ان کی بے پردگی کی وجہ سے نہ جانے کب تک وہ بے پردہ رہیں اور اس تمام عرصہ میں نہ جانے کتنے نامحرم

---

(۱۰۶) صحيح مسلم، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة، الرقم: [۱۰۱۷] (۲۰۵۹/٤) ولفظه: "عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمِ الصُّوفُ فَرَأَى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَبْطَئُوا عَنْهُ حَتَّى رُئِيَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ. قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ بِصُرَّةٍ مِنْ وَرِقٍ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ، ثُمَّ تَتَابَعُوا حَتَّى عُرِفَ السُّرُورُ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ".

کوئی شخص گلگت کے قبرستان سے گزر رہا تھا، یکایک اس کو قبر سے یہ آواز آئی کہ میں زندہ ہوں مجھے نکالو، ایک دو مرتبہ اس نے اسے اپنا خیال سمجھا، لیکن جب مسلسل یہ آواز آئی، تو یہ متوجہ ہوا اور جب اس کو یہ یقین ہو گیا کہ واقعتاً یہ آواز قبر میں سے آرہی ہے، میرا وہم نہیں ہے، تو وہ گاؤں گیا اور وہاں سے دو چار آدمیوں کو بلا کر لایا، انہوں نے بھی یہ آواز سنی کہ قبر میں سے میت کہہ رہی ہے کہ میں زندہ ہوں۔ مجھے نکالو، اس کے بعد وہ اپنے امام صاحب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اس طرح سے قبر میں سے آواز آرہی ہے اور میت کہہ رہی ہے کہ میں زندہ ہوں، مجھے قبر میں سے نکالو، آپ بتائیں کہ کیا کریں۔

انہوں نے کہا کہ جب زندہ ہے تو نکالو، چنانچہ یہ لوگ گئے اور جا کر مٹی ہٹائی، تختے ہٹائے، دیکھتے ہیں کہ ایک برہنہ عورت بیٹھی ہوئی ہے اور اس کا کفن بالکل خراب ہو چکا ہے، اس نے کہا کہ جلدی سے میرے گھر جاؤ اور اس نے اپنے گھر کا پتہ اور محلہ بتایا اور کہا کہ جلدی سے میرے کپڑے اور چادر لے کر آؤ، میں کپڑے اور چادر پہن کر یہاں سے نکلوں گی۔

چنانچہ وہ لوگ دوڑ کر اس کے گھر گئے اور اس کے کپڑے لائے اور اس کی قبر کے اندر پھینکے، اس نے وہ کپڑے پہنے اور چادر اوڑھی اور بجلی کی طرح قبر میں سے نکلی اور سیدھے اپنے گھر گئی اور اپنے گھر کے اوپر جو کمرہ تھا، اس کے اندر جا کر اس نے اندر سے کنڈی لگالی، لوگ پیچھے بھاگے اور تھوڑی دیر کے بعد یہ سب لوگ وہاں پہنچ گئے، انہوں نے جا کر دستک دی کہ تم کنڈی کھولو، کیا بات ہے تم کیسے زندہ ہو گئیں؟ تمہیں تو مرے ہوئے عرصہ گزر گیا تھا، پھر کیسے زندہ ہو کر یہاں پر آئیں؟

اس نے کہا دروازہ میں بعد میں کھولوں گی، پہلے تم یہ فیصلہ کرو کہ اندر کون کون آئے گا، اس لیے کہ ہر آدمی میرے پاس نہیں آسکتا، اس لیے کہ ہر آدمی کے اندر مجھے دیکھنے کی طاقت نہیں، میری حالت ایسی خوفناک ہے کہ اگر کوئی معمولی برداشت والا آدمی

دیکھے گا، تو وہ بے ہوش ہو جائے گا، لہٰذا جو بہت ہی مضبوط دل والے ہیں اور جو میری حالت دیکھ کر اپنے ہوش وحواس میں رہ سکتے ہیں، تو وہی لوگ اندر آئیں اور کوئی نہ آئے، اس کے بعد دو چار آدمیوں نے ہمت کی اور حوصلہ کیا کہ چلو ہم چل کر دیکھتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم دو تین آدمی اندر آئیں گے اور کوئی نہیں آئے گا، تم کنڈی کھولو۔

سر کے بال کھولنے کا عذاب:

اس نے دروازہ کھولا اور اپنے آپ کو اس نے چادر میں چھپایا ہوا تھا، اس کے بعد اس نے ان کے سامنے تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر کھولا، تو سر کیا تھا خالی کھوپڑی تھی، نہ بال، نہ کھال، دونوں غائب تھے، ایک دم ان کو بھی دیکھ کر خوف آیا، لیکن انہوں نے برداشت کیا اور کہا کہ تیرے سر کا یہ کیا حال ہوا، اور یہ سر کے بال کہاں چلے گئے، کھال کہاں اتر گئی، اس نے کہا کہ جب میں قبر کے اندر اتاری گئی اور لوگ مجھے دفنا کر چلے گئے اور سوال و جواب ہو چکے، تو عذاب کے فرشتے عذاب دینے کے لیے اندر آئے، اور سب سے پہلے انہوں نے سر سے عذاب دینا شروع کیا اور یہ کہا کہ تو جس طریقہ سے دنیا کے اندر بے پردہ سر کھول کر نامحرم مردوں کے سامنے نکلا کرتی تھی، آج ہم تجھے اس کا مزا چکھائیں گے، اور پھر انہوں نے میرا ایک ایک بال کھینچنا شروع کیا اور جہاں تک بال کھال کے اندر پیوست تھا، وہاں تک کھال سمیت وہ بال باہر نکلتا تھا، اور میری چیخیں نکلتی تھیں، میں چلاتی تھی چیختی تھی، ہائے ہائے کرتی تھی لیکن وہاں کوئی سننے والا نہیں تھا، اور پھر دوسرا بال نکالتے اور اس طرح نکالتے کہ اس کے ساتھ ساتھ کھال بھی نکل جاتی، اس طریقہ سے انہوں نے میرا ایک ایک بال نوچا اور سارے سر کے بال انہوں نے نوچ لیے اور بالوں کے ساتھ ساتھ کھال بھی چلی گئی، اس لیے میرے سر پر نہ کوئی بال ہے، اور نہ کھال ہے، اتنا خوفناک اور ہولناک عذاب مجھے ننگے سر گھر سے نکلنے اور نامحرم مردوں کے سامنے آنے جانے کی وجہ سے ہوا ہے۔

لپ اسٹک لگانے کا عذاب:

اس کے بعد اس نے اپنا منہ کھولا تو بتیس کے بتیس دانت نظر آئے اس نے کہا کہ اس کے بعد میرے ساتھ یہ سلوک ہوا کہ انہوں نے قینچی سے میرے ہونٹ کاٹے، اس لیے میرے ہونٹ غائب ہیں اور دانت باہر ہیں، اور یہ خوفناک عذاب مجھے لپ اسٹک لگا کر نامحرموں کے سامنے آنے جانے کی وجہ سے ہوا ہے۔

نیل پالش لگانے کی سزا:

اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کپڑے سے باہر کیں تو ہم نے دیکھا کہ انگلیاں تھیں لیکن ان میں ایک بھی ناخن نہیں تھا، ہم نے پوچھا کہ ناخن کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ چونکہ میں نیل پالش لگا کر گھومنے پھرنے کی عادی تھی، اس لیے جب میں قبر کے اندر رکھی گئی تو فرشتے زمبور اور پلاس لے کر آئے اور انہوں نے میرا ایک ناخن کھینچا اور کہا کہ مزا چکھ اس نیل پالش کا جو تو نامحرم مردوں کے سامنے لگا کر نکلتی تھی، تا کہ وہ تیرے ناخن پالش کو دیکھیں اور تیری تعریف کریں تیری لپ اسٹک کو دیکھیں اور تیری تعریف کریں، تیرے سر کے بالوں کو دیکھیں اور تیری تعریف کریں، انہوں نے میرا ایک ایک ناخن کھینچ لیا، اس لیے میرا کوئی ناخن باقی نہیں بچا، میری چیخیں نکلتی تھیں لیکن میں اپنے کیے کی سزا بھگت رہی تھی یہ کہہ کر وہ پھر دوبارہ مردہ ہوگئی، انہوں نے دوبارہ کفن دے کر اس کو قبر میں دفنا دیا۔

عذاب قبر حق ہے:

اللہ تعالی کبھی کبھی ایسے عبرت کے واقعات دکھا دیتے ہیں، کیونکہ قبر کا عذاب برحق اور سچا ہے، قبر میں سوال وجواب بالکل برحق ہے، نیک آدمیوں کو وہاں آرام وراحت

نصیب ہوتا ہے اور بدکار مرد وعورت کو وہاں پر عذاب ہوتا ہے، عذاب کے واقعات اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اس طریقہ سے مختلف علاقوں میں دکھاتے رہتے ہیں، جب سے یہ دنیا چلی ہے، اس وقت سے یہ واقعات ہو رہے ہیں، علماء کرام نے ان واقعات کے اوپر موٹی موٹی کتابیں لکھی ہیں، جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ فلاں دن فلاں قبر میں فلاں وقت یہ عذاب ہوتا ہوا دیکھا۔(۱۱۱)

یہ عذاب کن عورتوں کو ہوگا؟

یہ عذاب جو اس واقعہ کے اندر بتایا گیا ہے، یہ انہی عورتوں کا عذاب اور وبال ہے جو بے پردہ گھومتی پھرتی ہیں، شادی بیاہ کے اندر بے پردہ آتی جاتی ہیں، نامحرم مردوں کے سامنے اٹھتی بیٹھتی ہیں اور جو مخلوط اجتماع میں ہوتی ہیں، ان عورتوں کا یہ بیان ہے۔

محرم کے سامنے بناؤ سنگھار کی اجازت:

ورنہ اگر کوئی اپنے شوہر اور اپنے محرم کے سامنے لپ اسٹک لگائے، یا ناخنوں کے اوپر پالش لگائے اور نماز کے اوقات میں اس کو صاف کرلے، یا شوہر کے سامنے سر کے بال کھلے ہوئے ہوں، یا والد کے سامنے سر کھل جائے، تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے، بے پردگی تو نامحرم مردوں کے سامنے ناجائز ہے، اپنے باپ سے، اپنے بیٹے سے، اپنے سگے بھائی سے تو کوئی پردہ نہیں ہے، ان کے سامنے اگر سر کھل بھی جائے، تو کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر گھر کے اندر اس نے باپ بھائی یا شوہر کے سامنے ناخنوں پر پالش لگائی، یا کوئی جائز

---

(۱۱۱)سنن النسائی، کِتَابُ السَّهْوِ، بَابُ التَّعَوُّذِ فِی الصَّلَاةِ، نَوْعٌ آخَرُ، الرقم: [۱۳۰۸] (۵۶/۳) ولفظہ: "عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّی صَلَاةً بَعْدُ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"۔

فیشن کر لیا، تو اس میں کوئی حرج نہیں، گھر میں تو کوئی منع نہیں کرتا۔ (۱۱۲)

غیر محرم کے سامنے بے پردہ ہونا:

ممانعت تو اس بات کی ہے کہ یہ کام کر کے بے پردہ اور بے حجابانہ گھر سے نکلے، جیسا کہ آج کل کا دستور ہے اور پھر شادی بیاہ میں شرکت کرے، جہاں اللہ بچائے دونوں طرف مرد وعورتیں ہوتی ہیں، نامحرم مرد نامحرم عورتوں کی طرف مائل ہیں، نامحرم عورتیں نامحرم مردوں کی طرف مائل ہیں، مرد عورتوں کو دیکھ رہے ہیں، عورتیں مردوں کو دیکھ رہی ہیں، جس کے نتیجہ میں بدنظری اور بدنگاہی کا ارتکاب بھی ہوتا ہے جو کہ بڑے عذاب اور وبال کی چیز ہے۔

اور اللہ بچائے ہماری شادی بیاہ کے اندر یہ گناہ بھی بہت زبردست ہو رہا ہے، جس سے ہمیں بھی بچنا چاہیے اور اپنی خواتین کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہیے اور بھی اس

---

(۱۱۲) رد المحتار، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ شُرُوطِ الصَّلَاةِ، مَطْلَبٌ فِي سَتْرِ الْعَوْرَةِ: (۴۰۴/۱) ونصه: "......يَدُلُّ عَلَيْهِ مَا فِي بَابِ الْكَرَاهِيَةِ مِنَ الْقُنْيَةِ، حَيْثُ قَالَ: وَفِي غَرِيبِ الرِّوَايَةِ يُرَخَّصُ لِلْمَرْأَةِ كَشْفُ الرَّأْسِ فِي مَنْزِلِهَا وَحْدَهَا فَأَوْلَى لَهَا لُبْسُ خِمَارٍ رَقِيقٍ يَصِفُ مَا تَحْتَهُ عِنْدَ مَحَارِمِهَا اهـ لَكِنْ هَذَا ظَاهِرٌ فِيمَا يَحِلُّ نَظَرُهُ لِلْمَحَارِمِ أَمَّا غَيْرُهُ كَبَطْنِهَا وَظَهْرِهَا هَلْ يَجِبُ سَتْرُهُ فِي الْخَلْوَةِ؟ مَحَلُّ نَظَرٍ، وَظَاهِرُ الْإِطْلَاقِ نَعَمْ فَتَأَمَّلْ"۔

......المبسوط للسرخسي، كِتَابُ الِاسْتِحْسَانِ، باب نَظَرُ الرَّجُلِ إِلَى الْمَرْأَةِ: (۱۴۹/۱۰) ونصه: "وَجَاءَ فِي الْحَدِيثِ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا دَخَلَا عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ وَهِيَ تَمْتَشِطُ فَلَمْ تَسْتَتِرْ وَلِأَنَّ الْمَحَارِمَ يَدْخُلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْ غَيْرِ اسْتِئْذَانٍ وَلَا حِشْمَةٍ وَالْمَرْأَةُ فِي بَيْتِهَا تَكُونُ فِي ثِيَابِ مِهْنَتِهَا عَادَةً وَلَا تَكُونُ مُسْتَتِرَةً فَلَوْ أَمَرَهَا بِالتَّسَتُّرِ مِنْ ذَوِي مَحَارِمِهَا أَدَّى إِلَى الْحَرَجِ"۔

موقع پر بڑے بڑے گناہ ہورہے ہیں، سب کا بیان کرنا تو مشکل ہے، ان میں سے بس اہم اہم ہی میں آپ کی خدمت میں بیان کر رہا ہوں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ ہمیں بچنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

......وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ......

باب سوم

جہیز اور نیوتہ کی حقیقت
اور
شادی میں ہونے والے گناہ

باب سوم

جہیز اور نیوتہ کی حقیقت

شادی میں ہونے والے گناہ

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جِهَازُ فَاطِمَةَ خَمِيلَةً وَوِسَادَةً مِنْ أُدُمٍ حَشْوُهُمَا لِيفٌ أَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔(زرقانی)(۱۱۳)

حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو جو جہیز دیا، اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں، وہ یاد رکھنے کی ہیں۔

حیثیت کے مطابق جہیز دیں:

۱)......پہلی بات جو معلوم ہوئی وہ یہ کہ جو شخص اپنی بیٹی کو جہیز دے، تو حسب استطاعت دے، یعنی جس کی جتنی طاقت ہو، اس کے اندر اندر دے، جس کی ماہوار پانچ ہزار روپے آمدنی ہے، وہ اس کے مطابق دے، جس کی دس ہزار روپے آمدنی ہے، وہ اس کے مطابق دے، اور جس کی پچاس ہزار روپے آمدنی ہے، وہ اس کے

---

(۱۱۳) المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، مغازيه وسراياه وبعوثه ﷺ، غزوة قرقرة الكدر:(۲۳٦/۱)

مطابق دے، اپنی اپنی حیثیت کے اندر رہ کر دے، اس کے اندر بڑے فوائد پوشیدہ ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کو کہیں بھی ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا۔

جہیز دینے کے لیے زکوۃ مانگنا:

آج ہمارے معاشرے کے اندر زکوۃ جس طریقہ سے مدارس کے اندر لی جاتی ہے، اسی طرح کتنے ہی لوگ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کے لیے، رشتہ اور شادی کے لیے زکوۃ مانگتے پھرتے ہیں، یہ کیوں مانگتے ہیں؟ اس لیے مانگتے ہیں کہ ان کو جہیز اتنا دینا ہوتا ہے جتنا (۱،۰۰،۰۰۰) ایک لاکھ روپے آمدنی والا دے رہا ہے، اپنے ذہن میں جہیز کا ایک معیار مقرر کرلیا ہے، اب امیر وغریب سب اس کے پابند ہو گئے ہیں۔

پھر اس میں بھی مقابلہ جاری ہے، خلاصہ یہ ہے کہ غریب آدمی یا تو اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرسکتا، اور اگر کرے، تو اس کے لیے وہ سمجھتا ہے کہ میں جب تک اس معیار کے مطابق جہیز کی تمام شرائط پوری نہیں کروں گا، میری بیٹی کی شادی نہیں ہوسکتی، ورنہ تو لوگ مجھے برا بھلا کہیں گے، ملامت کریں گے، لعن طعن کریں گے، میری ناک کٹ جائے گی، تو اپنی ناک کے پیچھے فخر کے طور پر، نمود ونمائش کے لیے، دکھاوے کے لیے، معاشرہ کا پیٹ بھرنے کے لیے وہ بھی اس معیار کے مطابق شادی کرتا ہے اور جہیز دیتا ہے اور پھر اس کے لیے بھیک مانگتا ہے، اللہ بچائے، اللہ بچائے، پہلی بات جو ہمارے واسطے ہدایت اور تعلیم ہے، وہ یہ ہے کہ نکاح کے اندر جہیز دینا ہے، تو اپنی حیثیت کے مطابق دیں۔

ضرورت کی چیز دیں:

۲)...... دوسری بات جو معلوم ہوئی ہے، وہ یہ کہ ایسی چیزیں دیں جس کی اس کو وہاں ضرورت ہو، یعنی جہیز میں وہ چیزیں دیں جو ضرورت کی ہوں، مثلاً پلنگ کی ضرورت ہے، تکیہ کی ضرورت ہے، گدے کی ضرورت ہے، پیالہ کی ضرورت ہے،

چادر کی ضرورت ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے بھی ضرورت کی چیزیں دیں، سجانے کے لیے کوئی چیز نہیں دی۔

جہیز کی لعنت:

آج ہمارے معاشرے کے اندر جہیز ایک لعنت کی صورت اختیار چکا ہے، اور اب تو اللہ بچائے لڑکے والے خود فہرست پیش کرتے ہیں، اور درخواست کرتے ہیں کہ جہیز کے اندر فلاں فلاں چیز دینا ضروری ہے، جب تو رشتہ منظور ہے، ورنہ ہمیں منظور نہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ شادی تو نہ ہوئی دکان داری ہوگئی، سودے بازی ہوگئی، گویا عورت اصل مقصود نہیں جہیز اصل مقصود ہے، لڑکے والوں کا جہیز سے کیا تعلق؟ جہیز تو باپ اپنی بیٹی کو دینا چاہتا ہے، وہ اپنی حیثیت کے مطابق کم دے یا زیادہ دے، لڑکے والوں کو اس سے کوئی غرض ہی نہیں ہونی چاہیے۔

لیکن اب الٹا معاملہ ہے کہ رشتہ بعد میں ہوتا ہے، پہلے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ جہیز میں کیا دیں گے؟ بلکہ لڑکے والے باقاعدہ شرطیں لگاتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز بھی دینی ہوگی، یہاں تک کہ یہ باتیں سننے میں آتی ہیں (اللہ بچائے) کار بھی دینی ہوگی، دکان اور بنگلہ بھی دینا ہوگا، یعنی کہ بالکل ہی انسان انسانیت سے نکل چکا ہے اور جانور سے بدتر ہوگیا، جانور بھی اس سے بہتر ہے، اس معاملہ میں نہ حیاء رہی، نہ شرم رہی، نہ غیرت رہی، اور نہ کسی چیز کا پاس رہا، معلوم ہوتا ہے کہ بالکل ہی دنیا کے پجاری بن گئے ہیں۔

پھر وہاں کوئی شادی کامیاب بھی نہیں ہوتی، اس لیے کہ وہاں شادی اور نکاح مقصود ہی نہیں ہوتا، پیسہ مقصود ہے اور جب پیسہ مل گیا، تو جہاں پیسہ پر شادی ہوتی ہو، وہ کہاں کامیاب ہوتی ہے اور اس میں کیسے خیر ہو سکتی ہے؟ اور کہاں دل مل سکتے ہیں؟

اس میں تو بس طعن وتشنیع کی بارش ہوتی ہے، پہلے ہی دن سے لڑکے والے جہیز کے اندر عیب نکالنے شروع کر دیتے ہیں کہ اچھا تو یہ دیا ہے، وہ دیا ہے اور ہم تو سمجھ رہے تھے کہ اتنا ملے گا، حالانکہ اتنا سا دیا ہے اور لاؤ، وہ لاؤ، یہ دو، وہ دو اور جو کچھ دیا اس میں بھی دس عیب نکالتے ہیں کہ فرنیچر خراب ہے، یہ بہت گھٹیا ہے، یہ بہت سستا ہے، اور تمہارے ماں باپ نے دیا ہی کیا ہے، رات دن طعن وتشنیع بہو پر ہوتی رہتی ہے، شوہر کی بہنیں بھی، اس کی ماں بھی، باپ بھی، اور خاندان والے بھی اس پر لعن طعن کرتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کا ایک دن بھی زندگی گذارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اور اگر لڑکے والے یہ شرطیں نہ بھی لگائیں، تو زیادہ سے زیادہ جہیز دینے کا چونکہ اب فیشن بن چکا ہے، لہٰذا لڑکی والے بھی اپنی حیثیت سے بڑھ کر دیتے ہیں۔

جہیز کے لیے سودی قرض لینا:

جہاں تک مجھے معلوم ہے بعض لوگ سودی قرض لے کر جہیز دیتے ہیں، زکوۃ مانگ مانگ کر دینے کا تو عام رواج ہو گیا ہے کہ جو معیار ہمارے معاشرے نے ایجاد کیا ہے، اس سے اگر اس کی مالی حیثیت کم ہے، فوراً زکوۃ مانگنے کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، عزیزوں اور رشتہ داروں سے رجوع کیا جاتا ہے کہ جناب! ہماری بچی کی شادی ہو رہی ہے اور ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہزار افراد کی دعوت کر سکیں اور پانچ یا دس لاکھ کا جہیز دے سکیں اور جب زکوۃ نہ ملی، تو دکان بیچ دی، مکان بیچ دیا، سودی قرض لے لیا، اور پورے گھر میں جھاڑو پھیر دی، پھر یہاں بھی لعنت کی بارش ہوتی ہے۔ (۱۱۴)

---

(١١٤) تفسیر روح المعاني، سورة الروم، الآية: [٣٩] (٤٥/١١) وقال فيه: "﴿وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّهِ﴾ (سورة الروم، الآية: [٣٩] وعن ابن عباس ومجاهد، وسعيد بن جبير، والضحاك، ومحمد بن كعب القرظي، وطاوس وغيرهم أنه أريد به العطية التي يتوقع بها مزيد مكافأة وعليه فتسميتها ربا مجاز، لأنها سبب للزيادة، وقيل: لأنها فضل لا يجب على المعطي".

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے شریعت کی حدود کو پامال کر دیا اور ہم نے راہ سنت کو ترک کر دیا، پھر اس کا تو یہ وبال ہی آئے آئے گا، پھر شادی خانہ آبادی نہیں، بلکہ شادی خانہ بربادی ہوتی ہے، جب چاہیں جہاں چاہیں یہ حال دیکھ لیں، اس لڑکی کی زندگی اپنے ماں باپ کے گھر لاکھ درجہ بہتر تھی کہ اس نے اپنے گھر سے جا کر یہ دن دیکھے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں:

اول تو جب آپ سودی قرض لے کر جہیز دیں گے، تو وہ کیسے راس آئے گا؟ نمائش کے لیے جب آپ جہیز دیں گے، تو اس میں کیا خیر و برکت آئے گی؟ اور جب لڑکے والے لڑکی والوں سے شرطیں لگا لگا کر جہیز لیں گے، تو اس سے کیا راحت آئے گی؟ لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں یہ باتیں عام ہو چکی ہیں، جس کی وجہ سے بچیوں کے رشتے نہیں ہوتے، شادیاں نہیں ہوتیں اور جو ہو جاتی ہیں ہفتے دو ہفتے، مہینے دو مہینے کے بعد طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے، تو وہ شادی ناکامی کا شکار ہو جاتی ہے۔

جو کچھ دینا ہے اپنی حیثیت اور سنت کے مطابق دیں، اس سے کون منع کرتا ہے؟ شریعت نے جہیز کی جو حدود بتلائی ہیں ان کے مطابق دیں ضرورت کی چیزیں دیں۔

نمائش نہ کریں:

٣)...... تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ دکھاوے کے طور پر نہ دیں اور جہیز دکھاوے کے لیے دیا جاتا ہے، تو پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اس کی نمائش بھی کتنی زبردست ہوتی ہے، اگر کسی نے اپنی حیثیت کے مطابق اور ضرورت کے لیے دیا، تو پھر اس کے اندر نمائش کیوں کرتے ہیں؟ باقاعدہ اس کو کمرہ کے اندر سجانا اور پھر لڑکے والوں کا آنا اور پھر ایک ایک چیز کو اٹھا اٹھا کر دیکھنا، اس پر تبصرہ کرنا، اس کو دیکھتے ہی نہ جانے کتنی نظریں اس سے پار ہوتی ہیں اور پھر وہ نظر لگا ہوا جہیز بہت ہی کم راس آتا ہے۔

یہ ساری مصیبتیں اس لیے ہیں کہ ہم نے شادی بیاہ کے اندر بہت بڑے بڑے

گناہوں کا چسکا پڑا ہوا ہے، اور ہمارے معاشرے میں یہ چیزیں رواج پا گئی ہیں، لیکن یاد رکھئے کہ جتنا کوئی گناہ رواج پاتا ہے، اتنا ہی وہ سنگین ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی ناراضگی اور زیادہ اس کے اندر بھر جاتی ہے۔ اللہ بچائے

نیوتہ یا سلامی کی رسم:

زمانۂ دراز سے ایک بڑی بدترین رسم شادی بیاہ میں چلی آرہی ہے، جس کو ہمارے علاقہ میں ''نیوتہ'' یا ''سلامی'' کی رسم کہتے ہیں اور سرحد اور کشمیر میں ''نندرہ'' کی رسم کہتے ہیں، یہ رسم آج بھی شادی بیاہ کے موقع پر ہوتی ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جس شخص نے شادی کے موقع پر دلہا یا دلہن والوں کی جتنی مدد کی ہے، اس کو باقاعدہ رجسٹر میں نام کے ساتھ لکھا جاتا ہے، جس میں شادی کی تاریخ پڑی ہوئی ہوتی ہے اور دینے والے کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے اور سامنے اس کی رقم لکھی ہوتی ہے کہ فلاں بنت فلاں کی شادی پر اتنی رقم دی۔

اس کو آپ نے بھی دیکھا ہوگا، میں نے تو کراچی میں کئی جگہ دیکھا ہے کہ اس رقم کو لکھنے کے لیے شادی ہال کے باہر ایک آدمی ایک ٹیبل پر باقاعدہ رجسٹر لیے بیٹھا ہوا ہوتا ہے، اس کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ یہ اتنی پرانی رسم آج بھی موجود ہے، پہلے زمانے میں تو ہوتی تھی، مگر کراچی جیسے شہر میں آج بھی یہ رسم موجود ہے، یہاں آدمی کو کچھ نہ کچھ تو الف ب آتی ہے، کچھ تو پڑھے لکھے ہیں۔

پڑھے لکھے جاہل:

مگر اس تعلیم سے کیا فائدہ جس میں جہالت ہی جہالت بھری ہوئی ہو، پھر یہ تو پڑھے لکھے جاہل ہو گئے، پڑھ لکھ کر بھی جہالت دور نہ ہوئی، تو پھر کب ہوگی؟ یہاں طور طریقے تو سارے ہی جدید اختیار کر لیے، لیکن گلے کا کانٹا نہ نکالا، گلے میں جو کانٹا ہے، وہ

ویسے کے ویسے ہی چھپتا چلا آرہا ہے۔

تو جس کے بیٹے یا بیٹی کی شادی ہے، وہ شادی ہال کے باہر رجسٹر کھول کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی شخص آکر اس کو رقم دیتا ہے، تو وہ رجسٹر میں اس کا کھاتا دیکھتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں نے آپ کو اتنی رقم دی تھی اور آپ اتنی دے رہے ہیں، کم دے دو تو راضی ہی نہیں ہیں، مثلاً آپ نے اس کو پچاس روپے دیے، اس نے آپ کو سو روپے دیے تھے، تو پچاس روپے لینا تو ممکن ہی نہیں، آپ تو اندر جا نہیں سکتے، گیٹ پر کھڑے رہیں، یا تو سو روپے پر ایک سو دس، یا ایک سو بیس، یا پانچ سو روپے تک دو تو ٹھیک ہے، فائدہ ہو گیا ایک سو روپے دیئے تھے اور ایک سو بیس روپے مل رہے ہیں، شکریہ! تشریف لے جائیے۔ مفت میں تھوڑی کھانا کھانا ہے، اور اب تو کھانا بھی نہیں ہے، لہٰذا اور بھی معاملہ مہنگا ہو گیا، صرف بوتل بہت مہنگی پڑتی ہے۔ تو رجسٹر دیکھا جاتا ہے کہ ہم نے اتنے دیے تھے آپ کتنے دے رہے ہیں، برابر سرابر میں بھی وہ غصہ کے ساتھ رکھ لے گا، لیکن آپ نے دس بیس کم دیئے، تو پھر آپ کی خیر نہیں، ناراض ہوگا، خفا ہوگا، قطع تعلق ہوگا، بول چال بند ہو جائے گی، سلام ودعا ختم ہو جائے گی۔

اس طریقہ سے ہر ایک اپنا حساب دیکھتا ہے اور اپنا کھاتہ کھول کر بیٹھ جاتا ہے، لالہ جی کی طرح کہ کتنے دیے تھے اور کتنے آئے، زیادہ آگئے تو پھر صحیح، کم آئے تو پھر لڑائی، اللہ بچائے۔

نیوتہ کا شرعی حکم:

علماء کرام نے فرمایا کہ یہ سودی معاملہ ہے، اس لیے کہ اگر یہ ہدیہ ہوتا تو ہدیہ میں واپسی کا کوئی سوال ہی نہ ہوتا، یہ تو قرض لیا تھا تو قرض واپس کیا جاتا ہے، اس میں برابر سرابر ہو تو آدمی کو کچھ گناہ نہیں ہوتا، سو دیے تھے تو سو لے گا، دو سو دیے تھے تو دو سو لے گا اور کم پر اس لیے راضی نہیں ہوتا کہ سو دیے ہیں، اس سے کم پر کیسے راضی ہو جائے؟

ہاں! زیادہ ملے، پھر وہ نفع ہے۔

اور شرعی لحاظ سے سو کے بدلے سو لینا تو ٹھیک ہے اور وہ بھی اس وقت جب واقعی ضرورت ہو، یہاں کیا ضرورت ہے؟ قرض تو ضرورت کے موقع پر لیا دیا جاتا ہے اور وہ بھی قرض حسنہ، یعنی جتنا دیا ہے اتنا ہی واپس لینا ہے نہ کم نہ زیادہ، لیکن یہاں تو سرے سے کوئی ضرورت ہے ہی نہیں، بلاضرورت یہ لیا دیا جارہا ہے، اور شریعت کے اندر بلاضرورت قرض لینا یا بلاضرورت قرض مانگنا یہ بھی اچھا نہیں۔(۱۱۵)

پہلے کسی زمانے میں اس کی ضرورت ہوتی ہوگی، جب غربت کا زمانہ تھا، لیکن آج تو الحمدللہ جہاں یہ کام ہوتے ہیں، وہاں اس کی عام ضرورت بالکل نہیں ہوتی، لیکن بالفرض اگر ضرورت کے موقع پر قرض لے بھی لے، تو جتنا دیا ہے، اتنا ہی واپس لے سکتا ہے۔

سلامی......قرض کا معاملہ:

مگر یہاں تو ارادہ پہلے ہی سے یہ ہوتا ہے کہ جتنا دیا ہے، اس سے زیادہ واپس لینا ہے، یہ تصور پہلے ہی سے ہوتا ہے اور اس بات کی پہلے ہی سے کوشش ہوتی ہے، اس لیے برابر سرابر لینے پر وہ خوش نہیں ہوتا، اتنا تو ہم نے بھی دیا تھا، تم نے دے دیا تو کون سا کمال کر دیا؟ اور کم پر لڑنے مرنے کے لیے تیار ہیں، اس کے اندر نااتفاقی ہو جاتی ہے، اور طعن وتشنیع تو لازمی ہے۔ تو جتنا دیا تھا اس سے زیادہ جو لیا جارہا ہے یہ سود ہے، اس لیے کہ ہر وہ قرض جس کے اوپر ذرا سا بھی نفع لیا جائے، وہ سود ہے۔(۱۱۶)

---

(۱۱۵) مسند أحمد، الرقم:[۱۷۳۲۰] ولفظه :"عن شُعَيْبُ بْنُ زُرْعَةَ الْمَعَافِرِيُّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا تُخِيفُوا أَنْفُسَكُمْ بَعْدَ أَمْنِهَا۔ قَالُوا: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الدَّيْنُ۔

(۱۱۶) رد المحتار، كتاب الهبة:(۶۹۶/۵) ونصه:"وفي الفتاوى الخيرية سئل فيما يرسله الشخص إلى غيره في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم۔

سود کا گناہ:

اور سود کتنا سنگین گناہ ہے۔ تین حدیثوں کے اندر تین الفاظ آئے ہیں:

۱)......ایک حدیث میں ہے کہ سود میں ستر گناہ ہیں۔

۲)......دوسری حدیث میں ہے کہ سود کے اندر بہتر خرابیاں ہیں۔

۳)......تیسری روایت میں ہے کہ سود کے اندر تہتر وبال ہیں۔(۱۱۷)

= القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب :إن كان العرف بأنهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به مثليا فبمثله، وإن قيميا فبقيمته وإن كان العرف خلاف ذلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة، ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة في سائر أحكامه فلا رجوع فيه بعد الهلاك أو الاستهلاك، والأصل فيه أن المعروف عرفا كالمشروط شرطا...... اهـ

قلت: والعرف في بلادنا مشترك نعم في بعض القرى يعدونه قرضا حتى إنهم في كل وليمة يحضرون الخطيب يكتب لهم ما يهدى فإذا جعل المهدى وليمة يراجع المهدى الدفتر فيهدى الأول إلى الثاني مثل ما أهدى إليه۔

......الفتاوى الخيرية، كتاب الهبة:(٢/١٢٦)ونصه:"سئل فيما اعتاده الناس في الأعراس والأفراح والرجوع من الحج من إعطاء الثياب والدراهم وينتظرون بدله عندما يقع لهم مثل ذلك، ماحكمه؟أجاب :إن كان العرف شائعا فيما بينهم أنهم يعطون ذلك لياخذوا بدله كان حكمه حكم القرض، فاسده كفاسده وصحيحه كصحيحه،إذا المعروف كالمشروط شرطا،فيطالب به ويحبس عليه"۔

الفتاوى الهندية، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ ،فِي الْقَرْضِ وَالدَّيْنِ:(٥/٣٦٦)وفيه:"قَالَ الْفَقِيهُ:لَا بَأْسَ بِأَنْ يَسْتَدِينَ الرَّجُلُ إذَا كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ لَا بُدَّ مِنْهَا وَهُوَ يُرِيدُ قَضَاءَهَا وَلَوْ اسْتَدَانَ دَيْنًا وَقَصَدَ أَنْ لَا يَقْضِيَهُ فَهُوَ آكِلُ السُّحْتِ كَذَا فِي الْقُنْيَةِ"۔

(١١٧) سنن ابن ماجه،التِّجَارَاتِ ،التَّغْلِيظِ فِي الرِّبَا، الرقم:[٢٢٧٤](٢/٧٦٤) ولفظه :"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ"۔

......المعجم الأوسط،بَابُ الْمِيمِ،الرقم:[٧١٥١](٧/١٥٨)ولفظه:"عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ=

سود کا کم از کم گناہ:

اور کم سے کم اس کا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔(۱۱۸)

اور ایک حدیث میں سود کا ایک درہم تینتیس مرتبہ اور ایک حدیث میں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔(۱۱۹)

سود خور خون کی نہر میں:

اور اس کا عذاب جناب نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ایک مرتبہ خواب میں اور ایک مرتبہ شب معراج میں دیکھا ہے،خواب کے اندر آپ ﷺ نے اس طرح دیکھا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو آدمی آئے اور مجھے لے کر چلے، راستے میں ایک نہر پر سے گزر ہوا، دیکھا کہ وہ خون کی نہر ہے اور وہ خون سے بھری ہوئی ہے اور

-عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُونَ بَابًا، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ، وَأَرْبَى الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ أَخِيهِ"۔

......سنن ابن ماجه، كِتَابُ التِّجَارَاتِ، الرقم: [۲۲۷۵](۲/۷٦٤)ولفظه: "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: الرِّبَا ثَلَاثَةٌ وَ سَبْعُونَ بَابًا"۔

(۱۱۸) مصنف عبد الرزاق الصنعاني ، كِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابٌ: مَا جَاءَ فِي الرِّبَا، الرقم: [۱۵۳٤۵](۸/۳۱٤)ولفظه: "قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرِّبَا أَحَدٌ وَسَبْعُونَ أَوْ قَالَ: ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ حُوبًا، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَى الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ"۔

(۱۱۹) المعجم الكبير للطبراني، الْمَرَاسِيلُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ، الرقم: [٤۱۱] (۱۳/۱۷۱) ولفظه: "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: الدِّرْهَمُ يُصِيبُهُ الرَّجُلُ مِنَ الرِّبَا أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً يَزْنِيهَا فِي الْإِسْلَامِ"۔

......مسند أحمد ، حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ ابْنِ الرَّاهِبِ أَبِي عَامِرٍ الْغَسِيلِ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ، الرقم: [۲۱۹۵۷] (۳٦/۲۸۸)ولفظه: "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً"۔

اس کے بیچ میں ایک آدمی کھڑا ہوا ہے اور کنارے پر بھی ایک آدمی کھڑا ہوا ہے اور اس کے پاس بہت سارے بڑے بڑے پتھر ہیں، جب نہر کے درمیان کا آدمی باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے اور کنارے کی طرف آتا ہے، تو وہ باہر کھڑا ہوا آدمی اس کے سر پر اس زور سے پتھر مارتا ہے کہ وہ قلابازی کھاتا ہوا پھر نہر کے بیچوں بیچ پہنچ جاتا ہے اور پھر وہیں ٹھہر جاتا ہے، وہ پھر دوبارہ نہر سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، تو یہ پھر اس کے سر پر پتھر مارتا ہے۔

تو جو دو آدمی مجھے لے کر آئے تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ کون آدمی ہے جو خون کی نہر میں کھڑا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کا سود خور ہے، یہ سود کھانے والا آدمی ہے جو خون کی نہر میں کھڑا ہوا ہے اور یہ فرشتہ ہے جو اس کو عذاب دینے پر مقرر ہے۔ (۱۲۰)

سود خور کے پیٹ میں سانپ اور بچھو

اور شب معراج میں جب آپ ﷺ آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے، تو آپ ﷺ نے ایک مقام پر دیکھا کہ بجلی بڑی کڑک رہی ہے اور چمک رہی ہے، اور بڑی ہولناک کڑکنے کی آواز آرہی ہے، اور ساتھ یہ دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ مکانوں کے برابر ہیں، اللہ بچائے، اللہ بچائے، اتنے بڑے بڑے پیٹ جیسے ایک گھر

---

(۱۲۰) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب آکل الربا وشاهده وکاتبه، الرقم:[۲۰۸۵] (۵۹/۳) ولفظہ :"عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي، فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلَى وَسَطِ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهَرِ، فَإِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ، فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ، فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، فَقُلْتُ مَا هَذَا؟ فَقَالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُ الرِّبَا".

ہوتا ہے، اور ان کے پیٹ کی کھال اتنی باریک ہے کہ اندر کی چیزیں باہر سے نظر آرہی ہیں اور ان کے پیٹ میں سانپ بچھو بھرے ہوئے ہیں، صبح وشام ان کو دوزخ کے سامنے لے جایا جاتا ہے اور آل فرعون ان کو روندتے ہوئے گزرتے ہیں۔(۱۲۱)

اس سے آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ روندنے سے ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی، اس کے نتیجے میں وہ اللہ تعالی سے پناہ مانگتے ہیں کہ یا اللہ! قیامت برپا نہ فرما۔ قیامت برپا نہ فرما، جب یہیں ہمارے لیے اتنی بڑی قیامت ہے، تو آگے نہ جانے ہمارے لیے کتنا عذاب و وبال ہوگا۔

آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ لوگ سود کھانے والے ہیں، جو لوگ دنیا میں سود کھاتے ہیں، ان کا یہ حال اور عذاب ہے۔

سود کی حرمت قرآن وحدیث سے:

چنانچہ سود کا یہ لین دین معمولی گناہ نہیں ہے، بہت ہی خوفناک اور بہت ہی

---

(۱۲۱) الزواجر عن اقتراف الكبائر لابن حجر الهيتمي، كِتَابُ الْبَيْعِ ،الْكَبِيرَةُ السَّابِعَةُ وَالسَّبْعُونَ وَ الثَّمَانُونَ حَتَّى الرَّابِعَةَ وَالثَّمَانُونَ بَعْدَ الْمِائَةِ أَكْلُ الرِّبَا: (۱/۳۷۰) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ بُطُونُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ بَطْنُهُ مِثْلُ الْبَيْتِ الضَّخْمِ قَدْ مَالَتْ بِهِمْ بُطُونُهُمْ مُنَضَّدِينَ عَلَى سَابِلَةٍ: أَيْ طَرِيقِ -آلِ فِرْعَوْنَ -وَآلُ فِرْعَوْنَ يُعْرَضُونَ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَعَشِيًّا. قَالَ: فَيُقْبِلُونَ مِثْلَ الْإِبِلِ الْمَنْهُومَةِ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا يَعْقِلُونَ، فَإِذَا حَسَّ بِهِمْ أَصْحَابُ تِلْكَ الْبُطُونِ قَامُوا فَتَمِيلُ بِهِمْ بُطُونُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَبْرَحُوا حَتَّى يَغْشَاهُمْ آلُ فِرْعَوْنَ فَيَرُدُّونَهُمْ مُقْبِلِينَ وَمُدْبِرِينَ فَذَلِكَ عَذَابُهُمْ فِي الْبَرْزَخِ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .قَالَ ﷺ: فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ "۔

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ ﷺ: "لَمَّا عُرِجَ بِي سَمِعْتُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَوْقَ رَأْسِي رَعْدًا وَصَوَاعِقَ، وَرَأَيْتُ رِجَالًا بُطُونُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كَالْبُيُوتِ فِيهَا حَيَّاتٌ وَعَقَارِبُ تُرَى مِنْ ظَاهِرِ بُطُونِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ فَقَالَ :هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا"۔

خطرناک، بڑا ہی سنگین اور بڑا ہی حرام کام ہے، جس کا حرام ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے اور ایک نہیں دس آیتوں سے ثابت ہے، اور چالیس سے زیادہ احادیث اس کے حرام ہونے پر موجود ہیں، اور پوری امت اس کے حرام اور ناجائز ہونے پر متفق ہے، لہٰذا اب چاہے ساری دنیا حلال کہے، ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے، جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کہنے سے ہوتا ہے، جب انہوں نے اس کو حرام کر دیا، تو قیامت تک حرام ہے، چاہے ساری دنیا کھائے پیئے۔ بہر حال! نہایت سنگین اور خطرناک گناہ ہے۔ (۱۲۲)

شادی میں بے برکتی کی وجہ:

شادی کے موقع پر دیکھیں کہ یہ سودی معاملہ کس طریقہ سے کھلے عام ہو رہا ہے، جس شادی کے اندر سود کا لین دین ہوگا، بتایئے اس کے اندر کہاں سے خیر آئے گی؟ کہاں سے راحت آئے گی؟ کہاں سے اس میں برکتیں آئیں گی؟ کہاں سے اس میں سکون آئے گا؟ کہاں سے میاں بیوی میں جوڑ پیدا ہوگا؟ کیسے میاں بیوی میں اتفاق پیدا ہوگا؟ کیسے دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے؟ دونوں خاندانوں کے لیے کیسے وہ آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں گے؟

توڑنے کے سارے انتظامات ہم نے پہلے ہی کر رکھے ہیں، ایسے رشتہ کا کامیاب

---

(۱۲۲) الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، كِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ الرِّبَا: (۱/۲۱۲) و نصه: "وَالرِّبَا حَرَامٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، أَمَّا الْكِتَابُ فَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾، وَأَمَّا السُّنَّةُ فَقَوْلُهُ ﷺ: أَكْلُ دِرْهَمٍ وَاحِدٍ مِنْ الرِّبَا أَشَدُّ مِنْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً يَزْنِيهَا الرَّجُلُ وَمَنْ نَبَتَ لَحْمُهُ مِنْ حَرَامٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ آكِلُ الرِّبَا وَمُوكِلُهُ وَكَاتِبُهُ وَشَاهِدُهُ إذَا عَلِمُوا بِهِ مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَذَا فِي النِّهَايَةِ.

......مراتب الإجماع لابن حزم، كتاب البيوع: (۱/۸۹) و نصه: "وَاتَّفَقُوا أن الرِّبَا حَرَام".

رہنا مشکل ہے، اور اگر نہ ٹوٹا تو نکاح کے مقاصد سے تو محروم ہو ہی جائے گا، اور جو نکاح کے فوائد سے، نکاح کے ثمرات سے، نکاح کی برکات سے، اور اللہ کی رحمتوں اور نوازشوں سے خالی ہو گیا، اس کے اندر بے سکونی، بے قراری اور بے چینی کے علاوہ اور کیا ہو گا، اور اس گناہ کے اندر دین دار لوگ بھی مبتلاء ہیں، اللہ بچائے۔

آج کل کی دینداری:

ہمارے ایک استاد فرمایا کرتے تھے کہ آج کل دینداری کرتے ٹوپی تک رہ گئی ہے، بس ٹوپی سر پر رکھ لی، کرتا پہن لیا، ٹخنوں سے اوپر شلوار کر لی، بس اس کا نام ہے دینداری، یہ ہیں دیندار صاحب، چاہے سود لیں چاہے سود دیں، چاہے رشوت لیں یا رشوت دیں، اب چاہے وہ کچھ بھی کرتے رہیں، ان کی دینداری پر کوئی فرق نہیں آتا۔

سودی لین دین پر عذاب کا واقعہ:

ایک قصہ یاد آیا، تبلیغی جماعت کے ساتھی جب کہیں جاتے ہیں، تو واپسی پر بعض مرتبہ عجیب وغریب واقعات سناتے ہیں، چنانچہ ایک جماعت کہیں کسی محلہ میں سے گزر رہی تھی، انہوں نے دیکھا ایک گھر کے باہر بہت لوگ جمع ہیں اور بڑے پریشان ہیں، تو انہوں نے گزرتے ہوئے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا ہو گیا ہے؟ کیوں پریشان ہیں؟

انہوں نے کہا کہ ایک آدمی کا انتقال ہو گیا ہے اور گھر کے اندر اس کی میت موجود ہے، لیکن اس کے سینے پر ایک ناگ بیٹھا ہے، ہم نے اس کو ہٹانے کی بہت کوشش کی، مگر ہٹتا ہی نہیں، ڈر بھی لگ رہا ہے کہ کسی کو ڈنگ نہ مار دے، جبکہ ہمیں اسے غسل دینا ہے، کفن دینا ہے، نماز پڑھنی ہے، ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا کریں، اس لیے ہم پریشان ہیں، وہ عام سانپ اور ناگ کی طرح نہیں ہے کہ لکڑی سے وہ ہٹ جائے۔

جماعت والے سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب نازل کیا ہے، جو اس کے کسی گناہ کا وبال وعذاب ہے، جو اس شکل میں اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے، چنانچہ جماعت والوں نے بتایا کہ ہم اندر گئے اور دیکھ کر ہمیں یقین آگیا کہ یہ اس میت کا کوئی برا عمل ہے، کوئی ایسا گناہ ہے جو اس نے کیا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس شکل میں ظاہر کیا ہے، ہم اس کمرہ میں ایک طرف بیٹھ گئے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کی مغفرت کی دعا کرنے لگے اور پڑھ پڑھ کر ایصال ثواب کرنے لگے، گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گزرا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی شان وہ ناگ ایک دم غائب ہوگیا، پتہ نہیں کہیں اڑ گیا، پتہ نہیں کہیں گھس گیا، پتہ ہی نہیں چلا کہ کیسے غائب ہوا، حالانکہ سب دیکھ رہے تھے، دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہوگیا، وہ ناگ جیسے ہی وہاں سے ہٹا، تو انہوں نے جلدی سے اسے نہلایا، کفنایا اور نماز پڑھی، اور جلدی سے اسے قبرستان لے گئے، اور جب اس کو قبر میں رکھا تو رکھتے ہی وہ کالا ناگ پھر دوبارہ اس کے سینے پر آکر بیٹھ گیا، جب ہم نے اس کو دیکھا تو کہا کہ اب اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہے، ہم نے تختے رکھے، مٹی ڈالی اور خوف کے مارے ہم جلدی سے وہاں سے آگئے۔

پھر واپس آکر ہم نے اس کے گھر والوں سے پوچھا کہ بھائی! یہ کیا ایسا کام کرتا تھا جس کی وجہ سے اللہ پاک نے اس کا خوفناک حال ہمارے سامنے ظاہر کردیا، تو انہوں نے بتلایا کہ مرنے والا سودی لین دین کرتا تھا۔

توبہ توبہ!! مسلمانو! اس واقعہ سے عبرت لو اور سودی لین دین سے بچو، نیوتہ وسلامی سے توبہ کرو!

عجیب وغریب قصہ:

ایک اور عجیب وغریب قصہ یاد آیا، گزشتہ واقعہ تازہ ہے اور یہ واقعہ بہت پرانا ہے۔ عبداللہ بن احمد مدنی ایک بزرگ گزرے ہیں، انہوں نے اپنے بچپن کا واقعہ سنایا کہ

میں حافظ قرآن تھا، اور میرے والد کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا، میں روزانہ والد صاحب کے مزار پر جاتا تھا اور فاتحہ اور یٰسین شریف وغیرہ پڑھ کر ان کو ثواب پہنچانا میرا معمول تھا، اسی دوران رمضان شریف آگیا اور رمضان میں بھی میرا یہ معمول جاری رہا، ایک دن آخری عشرہ تھا اور طاق رات تھی، اس رات شب قدر بھی تھی، لیکن تاریخ یاد نہیں کہ ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹، میں سے کون سی رات تھی، چنانچہ رات گزار کر اور نماز فجر پڑھ کر میں سیدھا والد صاحب کی قبر پر چلا گیا، جس وقت میں گیا اس وقت ابھی قبرستان میں اندھیرا تھا، میں نے سوچا کہ سویرے سویرے فاتحہ پڑھ کر گھر جا کر سو جاؤں گا، میں والد صاحب کے مزار پر گیا اور جو میرا معمول تھا وہ میں بیٹھ کر اندھیرے میں پڑھنے لگا، ابھی میں نے تھوڑا سا ہی پڑھا تھا کہ مجھے ایسی آواز سنائی دینے لگی کہ جیسے کوئی آدمی ہے جو بہت زیادہ درد کے ساتھ کراہ رہا ہے، اور اس کی آواز ایسی نکل رہی تھی، جیسے کہ اس کا کلیجہ چیرا جا رہا ہے، اور اس کے اوپر نہ جانے کتنی مصیبت ڈالی جا رہی ہے اور نہ جانے اس کو کتنی تکلیف ہو رہی ہے، اور اس کی بڑی ہی دردناک اور دل دوز آواز مجھے سنائی دینے لگی، اور میں نے جب اندازہ لگایا کہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟ تو معلوم ہوا کہ قریب ہی ایک سفید رنگ کی پکی قبر ہے، اس میں سے یہ آواز آرہی ہے، تو میں پڑھنا پڑھانا سب بھول گیا اور خوف کے مارے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور میں پوری طرح اس آواز کی طرف متوجہ ہو گیا، پھر جیسے جیسے دن نکلنے لگا، آواز ہلکی ہونے لگی، یہاں تک کہ جب بالکل چاندنا ہو گیا، تو وہ آواز بالکل مدھم ہو گئی، اس کے بعد پھر بند ہو گئی۔

میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ لوگ آنا جانا شروع ہو گئے، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے فوراً نام بتلایا، میں اس شخص کو پہچان گیا جس کی یہ قبر تھی، وہ ہمارے محلہ کا رہنے والا تھا اور میں اس کو جانتا تھا، وہ بڑا ہی نیک نمازی اور بڑا خاموش اور دوسروں کے معاملوں میں دخل نہ دینے والا انسان تھا، پانچوں نمازیں باجماعت

پہلی صف کے اندر ادا کرتا تھا، مسجد کے اندر بھی کسی سے بحث ومباحثہ نہ کرتا تھا، بس اپنے ذکر وتلاوت اور دعا میں لگا رہتا تھا، اس کے علاوہ اس کا کوئی اور کام نہیں تھا، جب میں اس کو پہچان گیا اور اس کی نیکی مجھے یاد آئی، تو مجھے اس کا یہ عذاب بہت ہی زیادہ نا قابل برداشت معلوم ہوا کہ یا اللہ! اتنے نیک آدمی کے اوپر اتنا ہولناک عذاب ہے، تو ہمارا کیا ہوگا، وہ تو بڑا متقی آدمی تھا، طبیعت کا بہت ہی نرم تھا، لیکن اس کے اوپر اتنا خوفناک عذاب ہو رہا ہے، صبح ہو جانے کے بعد میں اس محلہ میں گیا جس میں اس کی رہائش تھی، اور میں اس کے دوستوں سے ملا اور سارا اپنا واقعہ انہیں سنایا۔

اس کے دوستوں نے مجھے بتلایا کہ بھائی! جیسے تمہارے ذہن میں اس کی نیکی کا روپ ہے، وہ ویسے ہی تھا، لیکن ایک کام اس سے بڑا غلط ہو گیا اور یہ کہ وہ بے اولاد تھا اس کی اولاد نہ تھی اور جب تک وہ جوان رہا اور جب تک وہ بڑھاپے میں بھی کاروبار کے قابل رہا، اس نے کاروبار کیا، تجارت کی، حلال کمایا، حلال پہنا، جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اولاد تو اس کی تھی نہیں جو کاروبار سنبھالتی۔

عذاب قبر کی وجہ:

تو اس کے نفس شریر نے اور اس کے نفس خبیث نے اس کو یہ سمجھایا کہ تو اکیلا ڈیوٹی دے نہیں سکتا، دکان سنبھال نہیں سکتا، اور زندگی پتہ نہیں کتنی باقی ہے، اگر تو نے ویسے ہی بیٹھ کر اپنا سرمایہ کھا لیا تو ہو سکتا ہے کہ پیسہ پہلے ہی ختم ہو جائے اور تیرا انتقال بعد میں ہو

لہٰذا ایسا کر کہ اپنی دکان بیچ، کاروبار ختم کر، اور جو پیسہ آئے اسے سود پر لگا دے، اور جو سود آئے اس سے اپنا گزارا کر اور مسجد میں اللہ اللہ کر، تیری رقم بھی محفوظ اور سود پر تیرا گزارا ہوتا رہے گا، اب چاہے تو سو برس زندہ رہ یا دو سو برس زندہ رہ، تجھے کیا فکر، تو اس کے نفس خبیث نے اسے یہ سبق سکھایا اور اسی پر اس نے عمل کر لیا، اللہ بچائے۔

لہٰذا وہ سودی کھانا کھاتا رہا اور سود ہی کھا کھا کر اس نے نمازیں پڑھیں اور مسجد کے اندر اس نے حاضری دی۔

حرام کے ایک لقمہ کا گناہ:

یاد رکھیے! حرام کا ایک لقمہ بھی اگر ہمارے حلق سے اتر جائے تو چالیس دن تک نہ فرض قبول ہوتے ہیں، نہ نفل قبول ہوتے ہیں اور نہ دعا قبول ہوتی ہے، حرام خوری کے اندر اتنا عذاب اور وبال ہے۔ (۱۲۳)

دیکھیے! اس آدمی کا کیا حال ہوا، اس کی نماز وغیرہ قبول نہیں ہوئیں، سود کا معاملہ ایسا خطرناک معاملہ ہے کہ اس سے ایسا عذاب اور وبال آتا ہے۔

چند سودی معاملات:

آج بھی کتنے مسلمان ہیں جن کے بینکوں کے اندر پیسے رکھے ہوئے ہیں، سیونگ اکاونٹ انہوں نے کھولے ہوئے ہیں، فکس ڈپازٹ ان کے موجود ہیں، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ لے رکھے ہیں، انعامی بانڈ حاصل کر رکھے ہیں، یہ سب سودی معاملے ہیں، یہ سب سود کے دائرے میں آتے ہیں، نیوتہ اور تنذرہ کی رسم بھی سود پر مشتمل ہے۔ (۱۲۴)

---

(۱۲۳) كنز العمال، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول:في الكسب، الفصل الأول:في فضائل الكسب الحلال، الرقم:[٩٢٦٦](١٥/٤)ولفظه:"من أكل لقمة من حرام لم تقبل له صلاة أربعين ليلة"۔

(۱۲٤) فقه البيوع،المبحث العاشر،التعامل مع البنوك الربوية:(١٠٦٣/٢) ونصه:"وحساب التوفير (Saving Account) حساب يُعطى الحق لصاحب الحساب أن يسحب حدا معينا من البالغ المودعة فيه، ويعطى البنك على ذلك فائدة ربوية بنسبة أدنى من النسبة التى تعطى لصاحب الوديعة الثابتة (Fixe Deposit) التى تودع فيها الأموال إلى ربوى بحت، والإيداع فى هذين الحسابين حرام شرعا، لكونه تعاقدا بالربوا"۔ (جاری ہے)

اس لیے اس گناہ سے فوری طور پر بچنے کی اور توبہ کرنے کی ضرورت ہے، اگر کسی نے یہ قرض دے رکھا ہے، تو جتنا دیا تھا اتنا ہی لے لیں بس، یا پھر اللہ کے لیے معاف کر دیں، اور ساتھ میں اس معاملے کے کرنے کا جو گناہ گردن پر چڑھا ہوا ہے، اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں اور عہد کریں کہ آئندہ سے یہ رسم نہیں ہوگی۔

اجتماعی گناہ سے بچنے کا طریقہ:

میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اجتماعی گناہ ہماری شادی بیاہ کے اندر ہوتے ہیں، ان سے بچنے کا راستہ بھی یہی ہے کہ اجتماعی طور پر ان کو ختم کیا جائے، برادری کے بڑے بڑے لوگ بیٹھیں اور بیٹھ کر ان گناہوں کی لسٹ بنائیں، نہ سمجھ میں آئے تو ہم سے آکر مشورہ کریں، اور پھر بیٹھ کر فیصلہ کر دیں کہ آج کے بعد سے ہماری برادری اور خاندان کے اندر یہ گناہ نہیں ہوں گے، ان کے بغیر شادی ہوگی، اور اگر کوئی شادی کے اندر یہ گناہ کرے گا، تو ہم شامل نہیں ہوں گے۔

۔۔۔۔۔فقه البيوع،المبحث الثالث، السندات (Bonds) : (۳۵۴،۳۵۳/۱)ونصه: "السندات التى "بونڈ"نوع من الأوراق المالية الرائجة فى السوق الرأسمالية وهى وثيقة يُصدرها المديون لمقرضه اعترافا منه بأنه استقرض من حاملها مبلغا معلوما يلتزم أداء ه فى وقت معلوم مع زيادة ربوية ولا شك أن هذه معاملات ربوية محرمة شرعا"۔

۔۔۔۔۔الفتاوى الخيرية، كتاب الهبة،مطلب فيما يدفعه الشخص لغيره فى الأعراس:(۱۲۶/۲)ونصه:"سئل فيما اعتاده الناس فى الأعراس والأفراح والرجوع من الحج من إعطاء الثياب والدراهم وينتظرون بدله عندما يقع لهم مثل ذلك، ماحكمه؟

أجاب:إن كان العرف شائعا فيما بينهم أنهم يعطون ذلك ليأخذوا بدله كان حكمه حكم القرض، فاسده كفاسده وصحيحه كصحيحه؛إذا المعروف كالمشروط شرطا،فيطالب به ويحبس عليه.والله أعلم"۔

دیکھئے! کتنی جلدی اصلاح ہوتی ہے، اتنی جلدی اصلاح ہوگی کہ اتنی جلدی اصلاح کسی چیز سے نہیں ہوسکتی، مگر ہم چاہیں تو سہی، علاج تو موجود ہے، دین تو بالکل آسان ہے، ہم نے اس کو مشکل بنا رکھا ہے، مشکل بنانے کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہے، دین تو کچھ مشکل نہیں، آج ہی خاندان والے فیصلہ کرلیں، تو دوسرے دن ہی رسم مٹ جائے گی، گناہ ختم ہو جائے گا۔

ہماری ذمہ داری:

لیکن اگر کسی کی برادری کسی کی قوم ان ناجائز رسموں اور کاموں کو ختم نہیں کرتی، تو ہم اس کے ٹھیکہ دار اور ذمہ دار نہیں ہیں، بلکہ گناہ سے بچنے کے ہم خود الگ الگ ذمہ دار ہیں۔ ہم میں سے ہر آدمی از خود گناہ سے بچنے کا ذمہ دار ہے، لہٰذا جہاں یہ گناہ ہوں وہاں نہ جائیں، جانے کے بعد پتہ چلے، تو وہاں سے واپس آجائیں، اور خود بھی نہ کریں اور نہ ایسی محفلوں میں جا کر شرکت کریں اور اصل ذمہ داری یہی ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی اس گناہ سے بچے، ان رسموں کے اندر اور بھی بہت ساری قباحتیں اور خرابیاں ہیں، سود کی خرابی ان کا صرف ایک پہلو تھا۔ (۱۲۵)

دارالعلوم کراچی کا مفصل ومدلل فتوی:

جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے اس کے بارے میں ایک مفصل اور مدلل

---

(۱۲۵) الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات: (۳٤۳/۵) ونصه: "مَنْ دُعِيَ إِلَى وَلِيمَةٍ فَوَجَدَ ثَمَّةَ لَعِبًا أَوْ غِنَاءً فَلَا بَأْسَ أَنْ يَقْعُدَ وَيَأْكُلَ، فَإِنْ قَدَرَ عَلَى الْمَنْعِ يَمْنَعُهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ يَصْبِرُ وَهَذَا إِذَا لَمْ يَكُنْ مُقْتَدًى بِهِ أَمَّا إِذَا كَانَ، وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى مَنْعِهِمْ، فَإِنَّهُ يَخْرُجُ، وَلَا يَقْعُدُ، وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ عَلَى الْمَائِدَةِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَقْعُدَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُقْتَدًى بِهِ وَهَذَا كُلُّهُ بَعْدَ الْحُضُورِ، وَأَمَّا إِذَا عَلِمَ قَبْلَ الْحُضُورِ فَلَا يَحْضُرُ؛ لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ حَقُّ الدَّعْوَةِ بِخِلَافِ مَا إِذَا هَجَمَ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ قَدْ لَزِمَهُ، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ"۔

فتوی جاری ہوا ہے، اگر کسی کو ضرورت ہو، تو وہاں سے لے سکتا ہے، تا کہ اسے اچھی طرح پڑھے اور سمجھے، تاہم اس میں جو بنیادی خرابی ہے، وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کردی۔

نمازیں قضاء ہونا:

ایک گناہ یہ ہوتا ہے شادی بیاہ کے موقع پر کہ دلہا اور دلہن کی کتنی ساری نمازیں قضاء ہوتی ہیں، منگنی کے اندر مردوں اور عورتوں کی کتنی نمازیں قضاء ہوتی ہیں، نکاح کی محفل میں کتنی نمازیں قضاء ہوتی ہیں، پھر لڑکی کی دعوت میں کتنی نمازیں قضاء اور برباد ہوتی ہیں اور آگے ولیمہ کے اندر اور پھر ولیمہ کے بعد۔

بلا عذر ایک نماز قضاء کرنے کا گناہ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے فضائل اعمال میں ایک حدیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ جس آدمی نے جان بوجھ کر بلا عذر شرعی ایک نماز بھی قضاء کردی، اب چاہے اس نے اس کی قضاء بھی پڑھ لی، تب بھی اس کو جہنم میں ایک حقب جلایا جائے گا، اور ایک حقب کا حساب حضرتؒ نے دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال بتلایا ہے، اللہ بچائے۔(۱۲۶)

اور جہاں دولہا دلہن سے لے کر اول تا آخر شریک ہونے والوں کی سینکڑوں نمازیں قضاء ہو رہی ہوں، اندازہ لگائیے کیا وہ شادی ہے یا تباہی ہے؟ یہ سب کچھ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کا راستہ چھوڑ دیا اور جس نے حضور ﷺ کا راستہ چھوڑ دیا، تو پھر دوسرا راستہ گمراہی کا راستہ ہوسکتا ہے اور گمراہی کے اندر پھر اسی طرح کی خرابی ہوتی ہے اور اسی طریقے کے اس میں گناہ ہوتے ہیں اور پھر ایسے ہی

(۱۲۶) فضائل اعمال، فضائل نماز، باب اول، فصل دوم، (ص: ۳۳۰)

گناہوں کا اس کے اندر عذاب و وبال ہوتا ہے۔

نمازیں قضاء ہونے کی وجہ:

نمازیں قضاء ہونے کی عام طور پر یہ وجہ ہوتی ہے کہ دلہن کا تو بیوٹی پارلر میں لے جا کر میک اپ کرادیا، اب وہ کوئی نماز نہیں پڑھ سکتی، وضو تھا ہی نہیں، اگر ہو بھی تو زیادہ دیر نہیں رہ سکتا ہے اور نہ تازہ ہو سکتا ہے، کیونکہ میک اپ خراب ہوگا، لہٰذا اس کی تو نہ جانے کتنی نمازیں قضاء و برباد ہوتی ہیں، اسی طرح دولہا کی بھی کتنی نمازیں قضاء ہوتی ہیں، ایک تو وہ بعض دفعہ خود بے نمازی ہوتا ہے اور اگر نہیں ہوتا تو بعض مرتبہ آدمی ایسے موقع پر تو ہو ہی جاتا ہے، اور پھر اس کے گھر والوں کی کتنی نمازیں قضاء ہوتی ہیں، اور جب راتوں کو جاگیں گے، تو فجر کی نماز یقیناً قضاء ہوگی، اور بارات کے اور مہمانوں کی آمد کے انتظامات میں منتظمین کی کتنی نمازیں قضاء ہوتی ہیں، جماعتوں کے فوت ہونے کا تو کوئی تصور ہی نہیں، وہ تو بے شمار و بے حد ہوتی ہیں، ان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں کہ جماعت نکل رہی ہے، یا نہیں نکل رہی۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ یہ ہماری شادی ہے؟ اس کا نام شادی ہوتا ہے؟ اگر آنکھ بند ہو جائے، تو معلوم ہو کہ سوائے غم کے کچھ نہیں، یہ شادی نہیں تباہی ہے، جس میں اتنے بڑے بڑے گناہوں کا ارتکاب ہو اور نماز جیسی اہم چیز اس کے اندر ترک کردی جائے، جو کہ ایسے معمولی عذر میں بالکل جائز نہیں۔

جماعت کی اہمیت سے متعلق ایک بزرگ کا قصہ:

ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا کہ وہ حج کرنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، اور حج ان پر فرض نہیں تھا، بس ایسے ہی بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں جماعت فوت ہوگئی، وہیں سے واپس آگئے، کیونکہ جب حج فرض نہیں تو پھر جانا بھی فرض نہیں ہے، لیکن نماز باجماعت پڑھنا تو واجب ہے، اور بلا عذر شرعی

کے جماعت چھوڑنا جائز نہیں، تو جب حج فرض نہیں اور جماعت پہلے ہی چھوڑ دی، تو فائدہ نہ ہوا، نقصان ہوگیا، گھاٹا ہوگیا اور یہاں عام حالات میں شادی فرض بھی نہیں ہوتی اور اس پر ہزاروں فرض قربان کردئے جاتے ہیں، کتنی بڑی تباہی کی بات ہے۔

لعنت کے دو کام:

* اور دو کام بڑے لعنت کے ہوتے ہیں، اللہ بچائے وہ عورتوں کے ساتھ ہوتے ہیں، دونوں کام تقریباً عام ہیں، اور جس زمانے میں ہم ہیں، اس میں تقریباً سارے گناہ ہی عام ہیں، کوئی نہ بھی چاہے تو دوسرے کروادیتے ہیں:

۱)...... ایک گناہ بھنویں بنانے کا ہے، شاید ہی کوئی گھر خالی ہوگا جس کے اندر خاتون اپنی بھنویں نہ تراشتی ہوں اور ان کو باریک نہ بناتی ہوں۔

۲)...... دوسرا گناہ یہ ہے کہ اگر عورت کے بال کم ہوجائیں، گر جائیں، جھڑ جائیں، تو ان کے ساتھ دوسرے بال لگائے جاتے ہیں۔

بھنویں تراشنے اور بال بنانے کا حکم:

یاد رکھئے!

بھنویں اگر منڈوا کر ان کو باریک کیا جائے، یا بال نوچ کر انہیں باریک کیا جائے، یہ بھی گناہ ہے، حدیث میں اس کے اوپر لعنت آئی ہے۔

اور ایسے ہی جس کے بال کم ہوں، اور وہ دوسری عورت کے بال اپنے بالوں میں ملا کر یہ ظاہر کرے کہ اس کے سر کے بال بہت گھنے ہیں اور بہت ہی زیادہ ہیں، بہت موٹی چٹیا ہے، حالانکہ بہت پتلی چٹیا ہے، تو یہ دھوکہ ہے اور حدیث میں اس پر بھی لعنت ہے اور یہ بھی ناجائز اور گناہ کی بات ہے۔ آج کل یہ ایسا منحوس فیشن ہے کہ دلہن کی بھنویں بنانا تو لازمی سمجھا جاتا ہے، اور جتنی عورتیں اس کی شادی میں شریک ہیں ۹۵٪

ان کی بھی بھنویں بنی ہوں گی، یہ ایک گناہ ہوا۔ (۱۲۷)

معنوعی بال لگوانے کا حکم:

البتہ بالوں کا مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کے بال کم ہوتے ہیں، بس وہی اس گناہ میں عموماً مبتلاء ہوتی ہے۔

لیکن اس میں ایک گنجائش بھی یاد رکھنی چاہیے، جس عورت کے سر کے بال کم ہوں، یا بال بالکل ہی نہ ہوں، یا بہت کم ہوں، تو وہ مصنوعی بال لگا سکتی ہے، مصنوعی بال پلاسٹک کے بنے ہوئے ہوتے ہیں، دور سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ مصنوعی ہیں، اسی طرح انسانی بال کے علاوہ کسی اور حیوان کے بال ہوں، وہ بھی مصنوعی بال کے ضمن میں ہیں، تو مصنوعی بال اگر کوئی لگائے، تو اس کی گنجائش ہے، وہ گناہ نہیں۔ (۱۲۸)

---

(۱۲۷) مسند البزار، مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، الرقم:[۱۶۰۰](۵/ ۳۹)، ولفظه: "عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ، وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمَوْشُومَةَ، وَالنَّامِصَةَ وَالْمُتَنَمِّصَةَ، وَنَهَى عَنِ النَّوْحِ۔

......التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي، حرف اللّام:(۲/ ۲۹۲)، وقال فيه: "(لعن اللّٰه الرِّبَا وآكله) متناوله (وموكله) معطيه ومطعمه (وكاتبه وشاهده) لرضاهما بِهِ وإعانتهما عَلَيْهِ (وهم) أَي وَالْحَال انهم (يعلمُونَ) انه رِبًا لأن مِنْهُم الْمُبَاشر للمعصية والمتسبب فِيهَا وَكِلَاهُمَا آثم (والواصلة) شعرهَا بِشعر أَجْنَبِي وَلَو أُنْثَى مثلهَا (وَالْمُسْتَوْصِلَة) أَي الَّتِي تطلب ذَلِك (والواشمة) فاعلة الوشم (والمستوشمة) الطالبة أن يفعل بهَا ذَلِك (النامصة) الناتفة شعر الْوَجْه مِنْهَا أَو من غَيرهَا (والمتنمصة) الطالبة أن يفعل بهَا ذَلِك وَالْمرَاد غير اللِّحْيَة كَمَا يَأْتِي۔

(۱۲۸) الفتاوى الهندية، كِتَابُ الْكَرَاهِيَةِ، الْبَابُ التَّاسِعَ عَشَرَ فِي الْخِتَانِ وَالْخِصَاءِ وَحَلْقِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا ووصلها شعر غَيْرِهَا:(۵/ ۳۵۸)، ونصه: "وَوَصْلُ الشَّعْرِ بِشَعْرِ الْآدَمِيِّ حَرَامٌ سَوَاءٌ كَانَ شَعْرَهَا أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ وَلَا بَأْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَجْعَلَ فِي قُرُونِهَا وَذَوَائِبِهَا شَيْئًا مِنَ الْوَبَرِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ"۔

حدیث کا مصداق:

حدیث میں جس عورت پر لعنت آئی ہے، اس کا مصداق مصنوعی بال نہیں ہیں، اسی طرح انسان کے علاوہ دیگر حیوان کے بال بھی اس کے مصداق نہیں ہیں، بلکہ حدیث میں جس پر لعنت آئی ہے اس سے مراد کسی دوسری عورت کے، یا کسی دوسرے انسان کے سر کے بال لے کر عورت کسی بھی طریقہ سے اپنے بالوں میں ملائے، اور اپنی چٹیا کو موٹا کر کے دکھائے، یہ حدیث کا مصداق ہے، اس پر لعنت ہے اور گناہ ہے اور ناجائز ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ (۱۲۹)

لیکن بھنویں باریک کرنے کا جو آج کل فیشن ہے، یہ بالکل ناجائز ہے، جس سے بچنا ضروری ہے، شادی کے موقع پر بھی شادی کے علاوہ بھی، مگر اب یہ فیشن بن گیا ہے، آج

---

(۱۲۹) تکملہ فتح الملهم، كِتَابُ اللِّبَاسِ وَالزِّينَةِ، باب تحريم فعل الواصلة و المستوصلة الخ: (۱۹۱/٤) ونصه: "والذى يظهر من كتب الحنفية أن الراجح عندهم القول الثانى، وهو تخصيص الحرمة بشعر الآدمى، قال فى الفتاوى الهندية: "وَوَصْلُ الشَّعْرِ بِشَعْرِ الْآدَمِيِّ حَرَامٌ سَوَاءٌ كَانَ شَعْرَهَا أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ. وَلَا بَأْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَجْعَلَ فِي قُرُونِهَا وَذَوَائِبِهَا شَيْئًا مِنَ الْوَبَرِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ" وبه يظهر أن اتخاذ القرامل (وهى خيوط حرير) للنساء جائز، وهو القول الأعدل إن شاء الله تعالى۔ وقال العينى فى عمدة القارى (وَنقل أَبُو عبيد عَن كثير من الْفُقَهَاء أَن الْمَنْع فِي ذَلِك وصل الشَّعْر بالشعر، وَأما إِذا وصلت شعرهَا بِغَيْر الشّعْر من خرقَة وَغَيرهَا فَلَا يدْخل فِي النَّهْي، وَبِه قَالَ اللَّيْث، وَقَالَ الطَّبَرِيّ: اخْتلف الْعلمَاء فِي معنى نَهْيه ﷺ عَن الْوَصْل فِي الشّعْر، فَقَالَ بَعضهم: لَا بَأْس عَلَيْهَا فِي وَصلهَا شعرهَا بِمَا وصلت بِهِ من صوف وخرقة وَغير ذَلِك، رُوِيَ ذَلِك عَن ابْن عَبَّاس وَأم سَلمَة أم الْمُؤمنِينَ وَعَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا) فإن صح عن هولاء الصحابة فإنه يدل على أن قول جابر الآتى: (زجر النبى ﷺ أن تصل المرأة برأسها شيئا) مطلق محمول على المقيد، وهو الوصل بشعر الآدمى، والله سبحانه أعلم"۔

کل اس سے بچنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ یہ دو گناہ ہمارے ہاں شادی کے موقع پر خاص طور سے ہوتے ہیں۔

عورتوں کا پٹھے بال رکھنا:

ایک گناہ یہ بھی ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے سر کے بال چٹیا کی شکل میں نہیں رکھتیں، بلکہ پٹھے بال کروالیتی ہیں، اور یہ بھی آج کل فیشن ہے کہ عورتیں اپنے بالوں کو کٹوا کر کتروا کر چھوٹے کر لیتی ہیں اور پھر وہ ایسی لگتی ہیں جیسے مرد ہوتے ہیں، یہ بھی ناجائز ہے۔

کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ (۱۳۰)

یہ ہیں وہ گناہ جو آج کل ہمارے ماحول میں شادی بیاہ کے موقع پر جی بھر کر کیے جاتے ہیں۔

میرے عزیزو! میرے بزرگو! ہمارے یہاں جمع ہونے کا مقصد صرف ایک ہے کہ کچھ دین کی باتیں خیر خواہی کے طور پر بیان کی جائیں، بیان کرنے والا بھی اور سننے والے بھی اس کو سنیں اور سمجھیں اور سمجھنے کے بعد جس گناہ کا تذکرہ ہوا ہے، اس سے توبہ کریں اور آئندہ بچنے کی کوشش کریں۔

اور اگر کسی کام کے کرنے کا تذکرہ ہو، تو اس کو اہتمام کے ساتھ اپنے معمول میں لانے کی کوشش کریں، تاکہ ہمارے ظاہر کی بھی اصلاح ہو اور ہمارے باطن کی بھی اصلاح ہو اور ہم دین کے اوپر، شریعت کے اوپر صحیح صحیح قائم ہو جائیں جس کا ہمارا ایمان ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔

---

(۱۳۰) صحيح البخاری، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابٌ: الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ، الرقم:[۵۸۸۵](۱۵۹/۷) ونقطه: "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ"۔

دین کا مطالبہ:

ہمارا دین ہر وقت ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اے مسلمانو! تم اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔(۱۳۱)

ہم پورے پورے داخل نہیں ہیں، لہٰذا ہم پورے پورے داخل ہو جائیں اور پورے پورے دین پر چلنے والے ہو جائیں، تاکہ اس کے نتیجے میں دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیں نصیب ہو جائے، صلاح اور فلاح ہم کو نصیب ہو اور ہماری زندگی دنیا میں بھی حیات طیبہ کی مصداق بن جائے اور مرنے کے بعد ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا معاملہ ہو، عذاب قبر سے بھی محفوظ رہیں، اور قیامت کے دن کی ہولناکی سے بھی ہماری حفاظت ہو، اور بغیر حساب و کتاب کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جنت میں داخل ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقصد میں ہمیں کامیابی عطا فرمائیں۔
آمین

---

(۱۳۱) سورۃ البقرۃ، آیت:[۲۰۸] ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

باب چہارم

طلاق کے نقصانات
اور
اس سے بچنے کا طریقہ

باب چہارم

طلاق کے نقصانات اور اس سے بچنے کا طریقہ

تمہید:

الحمد للہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کو ان کے خالق و مالک جل شانہ نے جہاں اور فرائض وواجبات کے طریقے بتائے ہیں، اسی طرح نکاح وطلاق کے طریقے بھی بتائے ہیں اور ان کے مطابق عمل کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے اور ان کے خلاف عمل کرنے میں جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہے، جو خود ایک مستقل گناہ اور سنگین جرم ہے، وہاں اس میں اور بھی طرح طرح کی خرابیاں ہیں اور قسم قسم کی دشواریاں ہیں، جو آئے دن ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں، خاص کر ایک عیالدار اور صاحب اولاد شخص کو جو الجھنیں پیش آتی ہیں، وہ ناقابل بیان ہیں۔

طلاق کا غلط طریقہ اور اس کے نقصانات:

یوں تو ہمارے معاشرے میں طلاق کے بے شمار غلط سلط طریقے رائج ہیں اور نت نئے غلط طریقے آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ غلط اور خلاف شرع طریقہ اور بے شمار آفات ومصائب سے بھرا ہوا وہ طریقہ ہے، جو ہمارے

یہاں بکثرت رائج ہے، اس کے بارے میں اگر یہ کیا جائے کہ یہ طریقہ سو فیصد رائج ہے، تو شاید مبالغہ نہ ہو اور پھر اپنی جہالت سے اس کو طلاق دینے کا واحد طریقہ سمجھا جاتا ہے، اس طریقے سے ہٹ کر طلاق دینے کو طلاق دینا سمجھا ہی نہیں جاتا، وہ نامراد طریقہ ایک دم تین طلاق دینے کا ہے۔

اسی بناء پر ہر خاص وعام، جاہل وپڑھا لکھا، امیر وغریب غصہ میں، یا غور وفکر کے بعد، زبانی یا تحریری جب طلاق دیں گے دفعۃً تین طلاقیں دیں گے، اس سے کم پر اکتفاء ہی نہیں کرتے، بلکہ اتفاق سے شوہر اگر ایک یا دو طلاقیں دینے پر اکتفاء کر بھی لے، تو اس کو تیسری طلاق دینے پر مجبور کیا جاتا ہے اور طرح طرح کے طعنے دے کر، یا دھمکی دے کر، یا کسی طرح مزید غصہ دلا کر تیسری طلاق بھی اسی وقت دلوائی جاتی ہے اور جب تک خاوند تین طلاقیں نہ دے دے، نہ خاوند کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے، نہ بیوی کا، نہ دیگر اہل خانہ کا، اور نہ دیگر اقرباء کا اور اس سے پہلے نہ بچوں کی بربادی کا خیال آتا ہے، نہ گھر اجڑنے کا، نہ دو خاندانوں میں عداوت ودشمنی کا، کوئی بھی اس وقت ہوش سے کام نہیں لیتا، اور جب خاوند بیوی کو طلاق کی تین گولیاں مار دیتا ہے، تو سب کو سکون ہو جاتا ہے اور ہوش آ جاتا ہے۔

پھر جب چھوٹے چھوٹے بچوں کا خیال آتا ہے اور ان کے کھوئے کھوئے معصوم چہرے سامنے آتے ہیں اور گھر اجڑا نظر آتا ہے، تو اوسان خطا ہونے لگتے ہیں اور ہر ایک کو اپنی اپنی غلطی کا احساس ہونے لگتا ہے، اور دونوں میاں بیوی اپنے کیے پر پشیمان ہوتے ہیں اور معافی تلافی کر کے بہت جلد صلح وآشتی پر تیار ہو جاتے ہیں، مگر سر سے پانی پھر جانے کے بعد یہ پشیمانی اور صلح وآشتی کچھ کام نہیں آتی، اور نہ رونے دھونے سے کچھ کام چلتا ہے، تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، حرمت مغلظہ ثابت ہو جاتی ہے اور بیوی خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، جس میں رجوع بھی نہیں ہو سکتا اور حلالہ کے بغیر باہم دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا اور طلاق دینے میں ناجائز طریقہ اختیار

کرنے کا گناہِ عظیم علیحدہ ہوا۔ (۱۳۲)

پھر اگر ناحق طلاق دی ہو، تو ناحق طلاق دینا ظلم ہے، جو خود گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے، اس کے بعد علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے دروازوں کو دستک دی جاتی ہے اور بڑی عاجزی کے ساتھ اپنی درد بھری داستان سنائی جاتی ہے، معصوم بچوں کی بربادی کا ذکر ہوتا ہے، آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہائے جاتے ہیں اور درخواست کی جاتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح کوئی گنجائش نکال کر ان کے گھر کو تباہی سے بچایا جائے، کوئی کفارہ بتلایا جائے، جس سے دی ہوئی تین طلاقیں کالعدم ہو جائیں اور ہم دوبارہ میاں بیوی بن جائیں، مگر اب میاں بیوی کہاں بن سکتے ہیں، دوبارہ میاں بیوی بننے کے جتنے راستے اور جو گنجائشیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے رکھی تھیں، وہ سب اپنی نادانی سے یک لخت ختم کر دیں۔ (۱۳۳)

اس وقت لے دے کر صرف یہی طریقہ رہ جاتا ہے کہ عدت گزارنے کے بعد مطلقہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے، پھر نکاح کے بعد یہ دوسرا شخص مطلقہ سے باقاعدہ جماع (ہمبستری) کرے اور جماع کے بعد اپنی خوشی سے اس کو طلاق دے اور پھر مطلقہ اس دوسرے شوہر کی بھی عدت طلاق گزارے، تب کہیں جا کر وہ پہلے خاوند کے

---

(۱۳۲) الفتاوى الهندية، الْبَابُ السَّادِسُ فِي الرَّجْعَةِ وَفِيمَا تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ وَمَا يَتَّصِلُ بِهِ، فَصْلٌ فِيمَا تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ وَمَا يَتَّصِلُ بِهِ: (۴۷۳/۱) ونصه: "وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ ثَلَاثًا فِي الْحُرَّةِ لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ نِكَاحًا صَحِيحًا وَيَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ يُطَلِّقَهَا أَوْ يَمُوتَ عَنْهَا كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَلَا فَرْقَ فِي ذَلِكَ بَيْنَ كَوْنِ الْمُطَلَّقَةِ مَدْخُولًا بِهَا أَوْ غَيْرَ مَدْخُولٍ بِهَا كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ"۔

(۱۳۳) الفتاوى الهندية، كِتَابُ الطَّلَاقِ، الْبَابُ الْأَوَّلُ فِي تَفْسِيرِ الطَّلَاقِ، الطَّلَاقُ الْبِدْعِيُّ: (۳۴۹/۱) ونصه: "(وَأَمَّا الْبِدْعِيُّ) فَنَوْعَانِ بِدْعِيٌّ لِمَعْنًى يَعُودُ إلَى الْعَدَدِ وَبِدْعِيٌّ لِمَعْنًى يَعُودُ إلَى الْوَقْتِ (فَالَّذِي) يَعُودُ إلَى الْعَدَدِ أَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ أَوْ بِكَلِمَاتٍ مُتَفَرِّقَةٍ أَوْ يَجْمَعَ بَيْنَ التَّطْلِيقَتَيْنِ فِي طُهْرٍ وَاحِدٍ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ بِكَلِمَتَيْنِ مُتَفَرِّقَتَيْنِ فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ وَقَعَ الطَّلَاقُ وَكَانَ عَاصِيًا"۔

لیے حلال ہو سکتی ہے اور اس سے نکاح کر سکتی ہے، مگر مطلقہ کا نکاح ثانی کرتے وقت یہ شرط لگانا کہ دوسرا شوہر نکاح کے بعد اس کو ضرور طلاق دے گا، خود موجبِ لعنت ہے، حدیث پاک میں ایسا کرنے اور کرانے والے پر لعنت آئی ہے۔ (۱۳۴)

بعض دفعہ شوہر ثانی بغیر جماع کیے طلاق دے دیتا ہے، بلکہ اسی کی کوشش کی جاتی ہے، اس طرح تو مطلقہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہی نہیں ہوتی، کیونکہ پہلے شوہر پر حلال ہونے کے لیے دوسرے شوہر کا وطی (ہمبستری) کرنا شرط ہے، پھر یہ طریقہ بھی کوئی شخص اپنی غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ہی کر سکتا ہے، یا بہت ہی سخت مجبوری میں اس کو گوارا کر سکتا ہے، سلیم الطبع اور غیرتمند آدمی اس کو اپنا نہیں سکتا۔ (۱۳۵)

اور بعض لوگ دوسرے طریقوں سے اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے یہ دوسرے طریقے بہت ہی بدتر ہوتے ہیں، کیونکہ مذکورہ طریقے میں صحیح طرز پر عمل کرنے سے مطلقہ بہر حال پہلے خاوند کے لیے حلال تو ہو جاتی ہے، مگر دوسری صورت اختیار کرنے سے مطلقہ پہلے خاوند پر حلال ہی نہیں ہوتی، بدستور حرام ہی رہتی ہے۔ (۱۳۶)

---

(١٣٤) سنن أبي داؤد، كِتَاب النِّكَاحِ، بَابٌ فِي التَّحْلِيلِ، الرقم: [٢٠٧٦] (٢٢٧/٢) ولفظه: "حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ، عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ: وَأُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ، وَالْمُحَلَّلَ لَهُ"۔

(١٣٥) الفتاوى الهندية، الْبَابُ السَّادِسُ فِي الرَّجْعَةِ وَفِيمَا تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ وَمَا يَتَّصِلُ بِهِ، فَصْلٌ فِيمَا تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ وَمَا يَتَّصِلُ بِهِ: (٤٧٣/١) ونصه: "وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ ثَلَاثًا فِي الْحُرَّةِ لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ نِكَاحًا صَحِيحًا وَيَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ يُطَلِّقَهَا أَوْ يَمُوتَ عَنْهَا كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَلَا فَرْقَ فِي ذَلِكَ بَيْنَ كَوْنِ الْمُطَلَّقَةِ مَدْخُولًا بِهَا أَوْ غَيْرَ مَدْخُولٍ بِهَا كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ الْإِيلَاجُ مُوجِبًا لِلْغُسْلِ وَهُوَ الْتِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ هَكَذَا فِي الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْكَنْزِ أَمَّا الْإِنْزَالُ فَلَيْسَ بِشَرْطٍ لِلْإِحْلَالِ"۔

(١٣٦) اللباب في شرح الكتاب، كتاب الرجعة: (٥٨/٣) وقال فيه: "(وإذا تزوجها–

رجوع کی خودساختہ ناجائز شکلیں:

چنانچہ بعض جگہ تمام احکام کو پس پشت ڈال کر عذابِ قبر، عذابِ آخرت اور قہرِ خداوندی سے بے خوف ہو کر صراحتاً تین طلاقیں دینے کے باوجود بغیر کسی حلالہ اور نکاح کے میاں بیوی میں رجوع کرا دیا جاتا ہے، گھر کے بڑے یا دیگر اہلِ محلہ یہ کہہ کر ان کی تسلی کر دیتے ہیں کہ:

...... غصہ میں طلاق نہیں ہوتی۔

...... یا گواہوں کے بغیر طلاق نہیں ہوتی۔

...... یا بالکل تنہائی میں طلاق نہیں ہوتی۔

...... یا دل سے طلاق دینے کا ارادہ نہ ہو، تو طلاق نہیں ہوتی۔

...... یا بیوی کو طلاق کا علم نہ ہو، تو طلاق نہیں ہوتی۔

...... یا بیوی طلاق نامہ کی رجسٹری واپس کر دے اور وصول نہ کرے، تو طلاق نہیں ہوتی

...... یا جب تک وہ طلاق کی تحریر نہ پڑھے اور قبول نہ کرے طلاق نہیں ہوتی۔

= بشرط التحليل) ولو صريحاً بأن قال: تزوجتك على أن أحلك (فالنكاح) صحيح و لكنه (مكروه) تحريماً؛ لحديث (لعن الله المحلل والمحلل له، فإن وطئها حلت للأول) لوجود الدخول في نكاح صحيح؛ إذ النكاح لا يبطل بالشرط وقال الإسبيجاني: إذا تزوجها بشرط التحليل بالقلب ولم يقل باللسان تحل للأول في قولهم جميعاً، أما إذا شرط الإحلال بالقول فالنكاح صحيح عند أبي حنيفة وزفر، و يكره للثاني، وتحل للأول، وقال أبو يوسف: النكاح الثاني فاسد، والوطء فيه لا يحلها للأول، وقال محمد: النكاح الثاني صحيح، ولا تحل للأول، والصحيح قول أبي حنيفة وزفر، واعتمده المحبوبي والنسفي والموصلي وصدر الشريعة.

...... تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، بَابُ الرَّجْعَةِ: (۲۵۸/۲) ونصه: "فَإِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ عَلَى أَنَّ الدُّخُولَ بِهَا شَرْطُ الْحِلِّ لِلْأَوَّلِ...... وَالشَّرْطُ الْإِيلَاجُ دُونَ الْإِنْزَالِ؛ لِأَنَّهُ كَمَالٌ فِيهِ وَنِهَايَةٌ فَكَانَ قَيْدًا وَيُشْتَرَطُ أَنْ يَكُونَ مُوجِبًا لِلْغُسْلِ وَهُوَ الْتِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ"۔

...... یا محض لکھ کر دینے سے جبکہ خاوند نے زبانی طلاق نہ دی ہو طلاق نہیں ہوتی۔

...... یا مطلقہ حمل سے ہو، تو طلاق نہیں ہوتی۔

یہ سب جاہلوں کی اپنی خودساختہ اور من گھڑت دلیلیں ہیں، جو بالکل لچر ہیں، از روئے شرع ان سب صورتوں میں بلاشبہ تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور ان کا رجوع محض حرام کاری کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس طرح ان کی ساری زندگی گناہ میں گزرتی ہے، جس میں یہ دونوں مرد وعورت تو گنہگار ہوتے ہی ہیں، ساتھ ہی وہ لوگ بھی گنہگار ہوتے ہیں، جنہوں نے ان دونوں کو اس حرام زندگی گزارنے پر آمادہ کیا۔ (۱۳۷)

مفتی اور عوام کو دھوکہ:

بعض لوگ تین طلاقیں دینے کے بعد تین کا اقرار نہیں کرتے، یا طلاق ہی سے منکر ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح طلاقیں واقع نہ ہوں گی، یا سفید جھوٹ بول کر بجائے تین طلاقوں کے دو لکھواتے اور بتلاتے ہیں اور مفتی کو دھوکہ دے کر رجوع کا فتوی لے لیتے ہیں اور لوگوں میں مشہور کر دیتے ہیں کہ فلاں بڑے مفتی صاحب کا، یا فلاں بڑے مدرسہ کا فتوی منگوالیا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، لہٰذا رجوع ہوسکتا ہے۔ اس طرح عوام کو بھی دھوکہ دیتے ہیں، تاکہ کسی کے سامنے رسوائی نہ ہو اور پھر ان عیاریوں سے وہ سمجھتے ہیں کہ بیوی حلال ہوگئی ہے، جو محض خود فریبی ہے۔ (۱۳۸)

---

(۱۳۷) الفتاوی الکبری لابن تیمیة، بَابُ الرَّضَاعِ: (۲۰۴/۳) ونصه: "وَهَؤُلَاءِ الْمُطَلِّقُونَ لَا يُفَكِّرُونَ فِي فَسَادِ النِّكَاحِ بِفِسْقِ الْوَلِيِّ إلَّا عِنْدَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ، لَا عِنْدَ الِاسْتِمْتَاعِ وَالتَّوَارُثِ، يَكُونُونَ فِي وَقْتٍ يُقَلِّدُونَ مَنْ يُفْسِدُهُ، وَفِي وَقْتٍ يُقَلِّدُونَ مَنْ يُصَحِّحُهُ؛ بِحَسَبِ الْغَرَضِ وَالْهَوَى، وَمِثْلُ هَذَا لَا يَجُوزُ بِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ"۔

(۱۳۸) العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة، کِتَاب الطَّلَاقِ: (۳۷/۱) ونصه: "وَقَالَ فِي الْخَانِيَّةِ لَوْ قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ أَنْتِ طَالِقٌ أَنْتِ طَالِقٌ وَقَالَ أَرَدْت بِهِ التَّكْرَارَ صُدِّقَ دِيَانَةً وَفِي الْقَضَاءِ طَلُقَتْ ثَلَاثًا اهـ .وَمِثْلُه فِي الْأَشْبَاهِ وَالْحَدَّادِيِّ وَ زَادَ الزَّيْلَعِيُّ أَنَّ الْمَرْأَةَ كَالْقَاضِي فَلَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تُمَكِّنَهُ إذَا سَمِعَتْ مِنْهُ ذَلِكَ أَوْ عَلِمَتْ بِهِ لِأَنَّهَا لَا تَعْلَمُ إلَّا الظَّاهِرَ .اهـ"

مفتی تحریر کا پابند ہے:

مفتی غیب داں نہیں، وہ تحریر و بیان کا پابند ہے، جو کچھ اس کو بتایا جائے گا، وہ اسی کے مطابق جواب لکھ کر دے گا، بیان و تحریر کی ذمہ داری صاحبِ واقعہ پر ہے، اصل حقیقت چھپا کر ایک یا دو طلاقوں کے حکم کو تین طلاقوں پر فٹ کرنے سے بیوی حلال ہرگز نہ ہوگی، بدستور حرام رہے گی، ایسے لوگ مفتی اور عوام کو تو دھوکہ دے سکتے ہیں، مگر اللہ جل شانہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے، وہ برابر حق تعالیٰ کے سامنے ہیں اور اس کے قہر و غضب سے نہیں بچ سکتے۔ (۱۳۹)

تین طلاقیں دیگر مذہب بدلنے کا حکم:

بعض لوگ تین طلاق سے بچنے کے لیے جب فقہ حنفی میں کوئی راستہ نہیں پاتے، تو اپنا مسلک حنفی چھوڑ کر غیر مقلدوں سے رجوع کرتے ہیں اور ان سے فتوی لے کر رجوع کر لیتے ہیں، ان کے مسلک میں ایک ہی مجلس کے اندر اگر کوئی شخص تین طلاقیں دفعۃً دے دے، تو ایک ہی طلاق ہوتی ہے اور دوبارہ رجوع ہو سکتا ہے، ان کا یہ مسلک قرآن حکیم، احادیثِ صحیحہ، صحابہؓ، تابعینؒ، چاروں ائمہ حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبل اور جمہور امت کے خلاف ہے اور علمی اعتبار سے بھی غلط ہے (اس سلسلہ میں چند حدیثیں آخر میں آرہی ہیں) ان کے

---

(۱۳۹) أدب المفتی والمستفتی لابن الصلاح، القول: فی کیفیة الفتوی وآدابها، مکتبة العلوم والحکم -المدینة المنورة: (ص: ۱٤٤) ونصه: "وإذا کان المکتوب فی الرقعة علی خلاف الصورة الواقعة وعلم المفتی بذلك، فلیفتِ علی ما وجد فی الرقعة ولیقل: هذا إن کان الأمر علی ما ذکر۔ وإن کان کیت وکیت، ویذکر ما علمه من "الصورة"، فالحکم کذا وکذا. قلت: وإذا زاد المفتی علی جواب المذکور فی السؤال ما له به تعلق ویحتاج إلی التنبیه علیه، فذلك حسن، والله أعلم"۔

مسلک پر عمل کر کے یہ لوگ حرام کاری کی زندگی بسر کرتے ہیں۔(۱۴۰)

بربادی کی بنیاد شریعت سے جہالت:

خلاصہ یہ کہ دفعۃً تین مرتبہ طلاق دینے میں مصیبت ہی مصیبت اور گناہ ہی گناہ ہے، اگر نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد ہی طلاق کے مسائل سیکھ لیے جاتے (جب کہ مسائل کو سیکھنا اس وقت فرض بھی تھا) اور پھر ان پر عمل کیا ہوتا، تو آج یہ روزِ بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا، گھر اور بچے برباد نہ ہوتے، سکون غارت نہ ہوتا، دو خاندانوں میں دشمنی پیدا نہ ہوتی، لہٰذا بیک وقت تین طلاق دینے سے مکمل اجتناب کرنا واجب ہے اور جہاں تک ممکن ہو غصہ میں ہرگز ہرگز طلاق نہ دی جائے، اگر کبھی غصہ میں ایسی نوبت آنے لگے، تو فوراً وہاں سے علیحدہ ہو جائیں اور جب غصہ ختم ہو جائے اور پھر بھی طلاق دینے کا ارادہ ہو، تو اس سلسلہ میں کم از کم قرآن وسنت کی ان مختصر مندرجہ ذیل تعلیمات کا ضرور مطالعہ کر لیں اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

میاں بیوی میں کشیدگی کی اصل بنیاد:

میاں اور بیوی میں تعلقات کشیدہ ہونے کی اصل بنیاد عام طور پر ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنا ہے، اسی سے جھگڑے ہوتے ہیں، اشتعال پیدا ہوتا ہے، اس لیے دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق پہچانیں اور پھر ان تمام حقوق کو ادا کرنے

---

(۱٤۰) عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ: (۲۳۳/۲۰) وقال فیه: "وَمذهب جَمَاهِیر الْعلمَاء من التَّابِعین وَمن بعدهمْ مِنْهُمَا: الْأَوْزَاعِیّ وَالنَّخعِیّ وَالثَّوْرِیّ وَأَبُو حنیفَة وَأَصْحَابه وَمَالك وَأَصْحَابه وَالشَّافِعِی وَأَصْحَابه وَأحمد وَأَصْحَابه، وَإِسْحَاق وَأَبُو ثَوْر وَأَبُو عبید وَآخرُونَ کثیرُونَ، علی أَن من طلق امْرَأَته ثَلَاثًا وقعن، وَلكنه یأثم، وَقَالُوا: من خَالف فِیهِ فَهُوَ شَاذ مُخَالف لأهل السّنة، وَإِنَّمَا تعلق بِهِ أهل الْبدع وَمن لَا یلْتَفت إِلَیْهِ لشذوذه عَن الْجَمَاعَة الَّتِی لَا یجوز عَلَیْهِم التواطؤ علی تَحْرِیف الْکتاب وَالسّنة"۔

کی پوری پوری کوشش کریں، جہاں کہیں کوتاہی ہو رہی ہے، کھلے دل سے اس کا اعتراف کریں اور جلد از جلد اس کا تدارک کرلیں، اگر ایسا کرنے لگیں، تو شاید ہی کوئی رنجش ہو، یہاں مختصراً دونوں کے چند شرعی حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خاوند پر بیوی کے حقوق:

خاوند پر بیوی کے یہ حقوق ہیں:

۱)...... بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔(۱۴۱)

۲)......اعتدال کے ساتھ اس کی ایذا پر صبر کرنا، یعنی اگر بیوی سے کوئی خلاف طبع اور ناگوار بات صادر ہو، تو اس پر صبر کرنا، برداشت کرلینا اور نرمی سے اس کو سمجھا دینا، تاکہ آئندہ وہ خیال رکھے اور معمولی معمولی بات پر غصہ کرنے سے پرہیز کرنا۔(۱۴۲)

۳)...... غیرت میں اعتدال رکھنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو خواہ مخواہ بیوی سے بدگمانی کرے اور نہ بالکل اس کی طرف سے غافل ہو جائے۔(۱۴۳)

---

(١٤١) سنن الترمذي، أَبْوَابُ الرَّضَاعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، الرقم:[١١٦٢](٤٥٨/٣)ولفظه:"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ"۔

(١٤٢)صحيح البخاري، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ،الرقم:[٥١٨٤] (٢٦/٧)ولفظه:"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:"الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ، إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَ إِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ"۔

......مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلٍّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْحُقُوقِ:(٢١١٧/٥)وفيه:"قَالَ النَّوَوِيُّ: فِيهِ الْحَثُّ عَلَى الرِّفْقِ بِالنِّسَاءِ وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِنَّ وَالصَّبْرِ عَلَى عِوَجِ أَخْلَاقِهِنَّ وَاحْتِمَالِ ضَعْفِ عُقُولِهِنَّ وَكَرَاهَةِ طَلَاقِهِنَّ بِلَا سَبَبٍ، وَأَنَّهُ لَا مَطْمَعَ فِي اسْتِقَامَتِهِنَّ"۔

(١٤٣)سنن النسائي، كِتَابُ الزَّكَاةِ، الِاخْتِيَالُ فِي الصَّدَقَةِ، الرقم:[٢٥٥٨] (٧٨/٥) عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ:مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْغَضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ،فَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يَبْغَضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ:فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ"۔

۴)......خرچ میں اعتدال کرنا، یعنی حد سے زیادہ تنگی نہ کرے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دے، میانہ روی اختیار کرے۔ (۱۴۴)

۵)......حیض ونفاس کے احکام سیکھ کر بیوی کو سکھانا۔

۶)......نماز پڑھنے اور دین پر چلنے کی تاکید کرتے رہنا۔

۷)......(بیوی کو) بدعات ورسومات سے منع کرنا۔ (۱۴۵)

۸)......اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں، تو ان میں حقوق برابر رکھنا۔ (۱۴۶)

۹)......بقدر ضرورت اس سے جماع (ہمبستری) کرنا۔ (۱۴۷)

---

(١٤٤) سورة الإسراء،الآية:[٢٩] ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾

......تفسير الرازي، الإسراء، تحت تفسير الآية:[٢٩]:(٢٠/٣٢٩) ونصه:"وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ أَيْ لَا تُمْسِكْ عَنِ الْإِنْفَاقِ بِحَيْثُ تُضَيِّقُ عَلَى نَفْسِكَ وَأَهْلِكَ فِي وُجُوهِ صِلَةِ الرَّحِمِ وَسَبِيلِ الْخَيْرَاتِ، وَالْمَعْنَى:لَا تَجْعَلْ يَدَكَ فِي انْقِبَاضِهَا كَالْمَغْلُولَةِ الْمَمْنُوعَةِ مِنَ الِانْبِسَاطِ:وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ أَيْ وَلَا تَتَوَسَّعْ فِي الْإِنْفَاقِ تَوَسُّعًا مُفْرِطًا بِحَيْثُ لَا يَبْقَى فِي يَدِكَ شَيْءٌ"۔

(١٤٥)شرح صحيح البخاري لابن بطال، كِتَاب الْعِلْم، باب تَحْرِيضِ النَّبِيِّ، (ﷺ) ، وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ ......:(١/١٦٧)ونصه:"وفيه:أنه يلزم المؤمن تعليم أهله الإيمان، والفرائض لعموم قوله (ﷺ):تمت وأخبروا به من وراء كم،ولقوله تعالى﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ ولأن الرجل راع على أهله ومسئول عنهم"۔

(١٤٦)سنن أبي داود، كِتَاب النِّكَاحِ، بَابٌ فِي الْقَسْمِ بَيْنَ النِّسَاءِ، الرقم:[٢١٣٣] (٢/٢٤٢)ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ"۔

(١٤٧) رد المحتار، باب القسم:(٣/٢٠٢)ونصه:"قَالَ فِي الْفَتْحِ:وَاعْلَمْ أَنَّ تَرْكَ جِمَاعِهَا مُطْلَقًا لَا يَحِلُّ لَهُ، صَرَّحَ أَصْحَابُنَا بِأَنَّ جِمَاعَهَا أَحْيَانًا وَاجِبٌ دِيَانَةً، لَكِنْ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقَضَاءِ وَالْإِلْزَامِ إلَّا الْوَطْأَةُ الْأُولَى وَلَمْ يُقَدِّرُوا فِيهِ مُدَّةً .وَيَجِبُ أَنْ لَا يَبْلُغَ بِهِ مُدَّةَ الْإِيلَاءِ إلَّا بِرِضَاهَا وَطِيبِ نَفْسِهَا بِهِ .اهـ قَالَ فِي النَّهْرِ:فِي هَذَا الْكَلَامِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّ الْجِمَاعَ بَعْدَ الْمَرَّةِ حَقُّهُ لَا حَقُّهَا اهـ .قُلْت:فِيهِ نَظَرٌ بَلْ هُوَ حَقُّهُ وَحَقُّهَا أَيْضًا، لِمَا عَلِمْت مِنْ أَنَّهُ وَاجِبٌ دِيَانَةً۔ (جاری ہے)

۱۰)...... بغیر اجازت عزل نہ کرنا، یعنی صحبت کرتے وقت بیوی کی مرضی کے بغیر باہر منی خارج نہ کرنا۔(۱۴۸)

۱۱)...... بغیر ضرورت کے طلاق نہ دینا۔(۱۴۹)

۱۲)...... بقدرِ ضرورت رہنے کے لیے مکان دینا۔(۱۵۰)

۱۳)...... کبھی کبھی بیوی کے محارم اور قریبی عزیزوں سے اس کو ملنے دینا۔(۱۵۱)

- قَالَ فِي الْبَحْرِ: وَحَيْثُ عُلِمَ أَنَّ الْوَطْءَ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْقَسْمِ فَهَلْ هُوَ وَاجِبٌ لِلزَّوْجَةِ وَفِي الْبَدَائِعِ: لَهَا أَنْ تُطَالِبَهُ بِالْوَطْءِ لِأَنَّ حِلَّهُ لَهَا حَقُّهَا، كَمَا أَنَّ حِلَّهَا لَهُ حَقُّهُ، وَإِذَا طَالَبَتْهُ يَجِبُ عَلَيْهِ وَيُجْبَرُ عَلَيْهِ فِي الْحُكْمِ مَرَّةً وَالزِّيَادَةُ تَجِبُ دِيَانَةً لَا فِي الْحُكْمِ عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِنَا وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ تَجِبُ عَلَيْهِ فِي الْحُكْمِ .اهـ"

(۱٤۸)البحر الرائق كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ نِكَاحِ الرَّقِيقِ:(۳/ ۲۱٤)ونصه:"وَالْإِذْنُ فِي الْعَزْلِ عَنِ الْحُرَّةِ لَهَا وَلَا يُبَاحُ بِغَيْرِهِ لِأَنَّهُ حَقُّهَا"۔

(۱٤۹)طرح التثريب في شرح التقريب، كِتَابُ الطَّلَاقِ وَالتَّخْيِيرِ، فَائِدَةُ الطَّلَاقِ بِغَيْرِ سَبَبٍ :(۹۲/۷) ونصه:"فِي سُنَنِ أَبِي دَاوُد وَغَيْرِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ، وَعَنْ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رِوَايَةٌ أَنَّهُ يَحْرُمُ لِغَيْرِ حَاجَةٍ، وَالْمَشْهُورُ عَنْهُ الْكَرَاهَةُ ثُمَّ قَدْ يَجِبُ أَوْ يَحْرُمُ لِعَارِضٍ، وَبِذَلِكَ صَرَّحَ أَصْحَابُنَا، وَحَمَلُوا هَذَا الْحَدِيثَ عَلَى الطَّلَاقِ بِلَا سَبَبٍ مَعَ اسْتِقَامَةِ الْحَالِ"۔

(۱۵۰)الفتاوى الهندية،الطلاق،الثاني في السكنى:(۵۵٦/۱) و نصه: "تجب السكنى لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها إلا أن تختار ذلك "۔

(۱۵۱)البحر الرائق،بَابُ النَّفَقَةِ :(۲۱۲/٤)ونصه:"وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ فِي النَّوَادِرِ تَقْيِيدُ خُرُوجِهَا بِأَنْ لَا يَقْدِرَ عَلَى إِتْيَانِهَا فَإِنْ كَانَا يَقْدِرَانِ عَلَى إِتْيَانِهَا لَا تَذْهَبُ وَهُوَ حَسَنٌ فَإِنَّ بَعْضَ النِّسَاءِ لَا يَشُقُّ عَلَيْهَا مَعَ الْأَبِ الْخُرُوجُ، وَقَدْ يَشُقُّ عَلَى الزَّوْجِ فَتَمْتَنِعُ، وَقَدْ اخْتَارَ بَعْضُ الْمَشَايِخِ مَنْعَهَا مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْهِمَا، وَقَدْ أَشَارَ إِلَى نَقْلِهِ فِي شَرْحِ الْمُخْتَارِ وَالْحَقُّ الْأَخْذُ بِقَوْلِ أَبِي يُوسُفَ إِذَا كَانَ الْأَبَوَانِ بِالصِّفَةِ الَّتِي ذُكِرَتْ وَإِنْ لَمْ يَكُونَا كَذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ يُؤْذَنَ لَهَا فِي زِيَارَتِهِمَا الْحِينَ بَعْدَ الْحِينِ عَلَى قَدْرٍ مُتَعَارَفٍ وَقَدْ اُسْتُفِيدَ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ أَنَّ لَهَا الْخُرُوجَ إِلَى زِيَارَةِ الْأَبَوَيْنِ وَالْمَحَارِمِ فَعَلَى الصَّحِيحِ الْمُفْتَى بِهِ تَخْرُجُ لِلْوَالِدَيْنِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ بِإِذْنِهِ وَبِغَيْرِ إِذْنِهِ وَلِزِيَارَةِ الْمَحَارِمِ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً بِإِذْنِهِ وَبِغَيْرِ إِذْنِهِ، وَأَمَّا الْخُرُوجُ لِلْأَهْلِ زَائِدًا عَلَى ذَلِكَ فَلَهَا ذَلِكَ بِإِذْنِهِ"۔

۱۴)......اس کے ساتھ ہمبستری کی باتیں دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔(۱۵۲)

۱۵)......ضرورت کے وقت بیوی کو مارنے اور تنبیہ کرنے کی جو حد شریعت نے بتلائی ہے، اس سے زیادہ مار پیٹ نہ کرنا (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)۔(۱۵۳)

بیوی پر شوہر کے حقوق:

بیوی پر شوہر کے یہ حقوق ہیں:

۱)...... ہر جائز کام میں خاوند کی اطاعت کرنا، البتہ خلاف شرع اور گناہ کے کام میں معذرت کردے۔(۱۵۴)

---

(۱۵۲) صحيح مسلم، بَابُ تَحْرِيمِ إِفْشَاءِ سِرِّ الْمَرْأَةِ، الرقم:[۱٤۳۷] (۱۰٦۰/۲) و لفظه: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا"۔

(۱۵۳) أحكام القرآن للجصاص، النَّهْيُ عَنِ النُّشُوزِ، النساء، الآية: [۳٤] (۱۵۰/۳) ﴿وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾ وقال الحسن ﴿فاضربوهن﴾ قَالَ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَغَيْرَ مُؤَثِّرٍ ......قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الحسن وَقَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ ﴿فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ قالا إِذَا خَافَ نُشُوزَهَا وَعَظَهَا فَإِنْ قَبِلَتْ وَإِلَّا هَجَرَهَا فِي الْمَضْجَعِ فَإِنْ قَبِلَتْ وَإِلَّا ضَرَبَهَا ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، ثُمَّ قَالَ ﴿فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا﴾ قَالَ لَا تَعْتَلُّوا عَلَيْهِنَّ بِالذُّنُوبِ"۔

(۱۵٤) البحر الرائق، النكاح، بَابُ الْقَسْمِ: (۲۳۷/۳) و نصه: "وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ مِنْ الْحَظْرِ، وَالْإِبَاحَةِ وَحَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ أَنْ تُطِيعَهُ فِي كُلِّ مُبَاحٍ يَأْمُرُهَا بِهِ ......اهـ"
......سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْجِهَادِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَابُ مَا جَاءَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، الرقم:[۱۷۰۷](۲۰۹/٤) ولفظه: "عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ عَلَيْهِ وَلَا طَاعَةَ"۔

۲)......خاوند کی حیثیت سے زیادہ نان ونفقہ کا مطالبہ نہ کرنا۔(۱۵۵)

۳)......شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دینا۔(۱۵۶)

۴)......شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلنا۔

۵)......شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دینا۔

۶)......اس کی اجازت کے بغیر نفل نماز نہ پڑھنا اور نفل روزہ نہ رکھنا۔(۱۵۷)

۷)......خاوند صحبت کے لیے بلائے، تو شرعی ممانعت اور رکاوٹ کے بغیر انکار نہ کرنا۔(۱۵۸)

۸)......خاوند کو اس کی تنگدستی یا بدصورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔(۱۵۹)

---

(۱۵۵) التوحید لابن خزیمة: (۲/۷۵۸) ولفظه: "عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَوْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ خُطْبَةً، فَأَطَالَهَا، وَذَكَرَ فِيهَا أَمْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، فَذَكَرَ أَنَّ "أَوَّلَ مَا هَلَكَ بَنُو إِسْرَائِيلَ أَنَّ امْرَأَةَ الْفَقِيرِ كَانَتْ تُكَلِّفُهُ مِنَ الثِّيَابِ أَوِ الصِّبْغِ، أَوْ قَالَ: مِنَ الصِّيغَةِ مَا تُكَلِّفُ امْرَأَةُ الْغَنِيِّ"۔

(۱۵۶) صحیح البخاری، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ لَا تَأْذَنِ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ، الرقم: [۵۱۹۵] (۷/۳۰) ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ"۔

(۱۵۷) مسند أبی داود الطیالسی، الرقم: [۲۰۶۳] (۳/۴۵۷) ولفظه: "عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى امْرَأَتِهِ؟ فَقَالَ: لَا تَمْنَعُهُ نَفْسَهَا وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ، وَلَا تُعْطِي مِنْ بَيْتِهِ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنْ فَعَلَتْ ذَلِكَ كَانَ لَهُ الْأَجْرُ وَعَلَيْهَا الْوِزْرُ، وَلَا تَصُومُ تَطَوُّعًا إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنْ فَعَلَتْ أَثِمَتْ، وَلَمْ تُؤْجَرْ، وَأَنْ لَا تَخْرُجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِنْ فَعَلَتْ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ مَلَائِكَةُ الْغَضَبِ وَمَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ حَتَّى تَتُوبَ أَوْ تُرَاجِعَ قِيلَ: وَإِنْ كَانَ ظَالِمًا؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَ ظَالِمًا"۔

(۱۵۸) صحیح البخاری، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا، الرقم: [۵۱۹۳] (۷/۳۰) ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ"۔

(۱۵۹) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، كِتَابُ النِّكَاحِ، فَصْلُ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ: (۲/۳۳۴) ولفظه: "وَمِنْهَا الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ، وَأَنَّهُ مَنْدُوبٌ إِلَيْهِ۔

۹)......اگر خاوند میں کوئی بات خلافِ شرع اور گناہ کی دیکھے، تو ادب کے ساتھ منع کرے۔(۱۶۰)

۱۰)......اس کا نام لے کر نہ پکارنا۔(۱۶۱)

۱۱)......کسی کے سامنے اس کی شکایت نہ کرنا۔(۱۶۲)

- وَ مُسْتَحَبٌّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ قِيلَ هِيَ الْمُعَاشَرَةُ بِالْفَضْلِ وَ الْإِحْسَانِ قَوْلًا وَفِعْلًا وَخُلُقًا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ـ وَقِيلَ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ هِيَ أَنْ يُعَامِلَهَا بِمَا لَوْ فُعِلَ بِكَ مِثْلُ ذٰلِكَ لَمْ تُنْكِرْهُ بَلْ تَعْرِفُهُ، وَتَقْبَلُهُ وَتَرْضَى بِهِ، وَكَذٰلِكَ مِنْ جَانِبِهَا هِيَ مَنْدُوبَةٌ إِلَى الْمُعَاشَرَةِ الْجَمِيلَةِ مَعَ زَوْجِهَا بِالْإِحْسَانِ بِاللِّسَانِ، وَاللُّطْفِ فِي الْكَلَامِ"۔

(۱٦۰) سنن الترمذی،أبوابُ تفسيرِ القرآنِ عن رسولِ اللهِ ﷺ،بابٌ :وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ، الرقم:[۳۰۹٤] (۲۷۷/٥)ولفظه:"عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ:لَمَّا نَزَلَتْ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ:أُنْزِلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، لَوْ عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهُ؟ فَقَالَ:أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ، وَقَلْبٌ شَاكِرٌ، وَزَوْجَةٌ مُؤْمِنَةٌ تُعِينُهُ عَلَى إِيمَانِهِ "۔

(۱٦۱) الفتاوی الهندية، كتاب الكراهية،فی تسمية الأولاد وكناهم و العقيقة: (۳٦۲/٥) ونصه:"يكره أن يدعو الرجل أباه والمرأة زوجها باسمه كذا فی السراجية"۔

(۱٦۲) سورة النساء،آيت:[۳٤]﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾

......تفسير البيضاوی ، النساء ،تحت تفسير الآية:[۳٤](۷۳/۲)ونصه:"حافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ لمواجب الغيب أی يحفظن فی غيبة الأزواج ما يجب حفظه فی النفس و المال، وعنه عليه الصلاة والسلام:خير النساء امرأة إن نظرت إليها سرتك، وإن أمرتها أطاعتك، وإن غبت عنها حفظتك فی مالها ونفسها وتلا الآية۔وقيل لأسرارهم بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ بحفظ اللّٰه إياهن بالأمر على حفظ الغيب والحث عليه بالوعد والوعيد"۔

۱۲)......اس کے سامنے زبان درازی اور بداخلاقی نہ کرنا۔(۱۶۳)

۱۳)......اس کے والدین کو اپنا مخدوم سمجھ کران کا ادب واحترام کرنا، ان کے ساتھ لڑ جھگڑ کر یا کسی طریقے سے ایذاء نہ پہنچانا۔(دین کی باتیں وحقوق الاسلام)(۱۶۴)

صالح بیوی:

قرآن کریم کی رو سے نیک بیوی وہ ہے، جو ہر مرد کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کی اطاعت کرے، اس کے تمام حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیٹھ پیچھے اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے، اپنی عصمت اور مال کی حفاظت جو امور خانہ داری میں سب سے اہم ہیں، ان کے بجالانے میں خاوند کے سامنے اور پیچھے کا حال بالکل برابر رکھے، یہ نہیں کہ خاوند کے سامنے تو اس کا اہتمام کرے اور اس کی عدم موجودگی میں لاپرواہی برتے۔

ایک حدیث میں اس کی مزید تشریح ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

"بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو، تو خوش ہو اور جب اس کو کوئی حکم دو، تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو، تو اپنے نفس اور مال کی

---

(١٦٣) الأدب المفرد للبخاري، بَابُ فُضُولِ الْكَلَامِ، الرقم:[١٣٠٨](ص:٤٤٣) و لفظه:"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: شِرَارُ أُمَّتِي الثَّرْثَارُونَ، الْمُشَدِّقُونَ، الْمُتَفَيْهِقُونَ، وَخِيَارُ أُمَّتِي أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا"۔

(١٦٤) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كِتَابُ النِّكَاحِ، فَصْلٌ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ: (٣٣٤/٢) ونصه:"وَمِنْهَا الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ، وَأَنَّهُ مَنْدُوبٌ إلَيْهِ، وَمُسْتَحَبٌّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ قِيلَ هِيَ الْمُعَاشَرَةُ بِالْفَضْلِ وَالْإِحْسَانِ قَوْلًا وَفِعْلًا وَخُلُقًا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ـ وَقِيلَ الْمُعَاشَرَةُ بِالْمَعْرُوفِ هِيَ أَنْ يُعَامِلَهَا بِمَا لَوْ فُعِلَ بِك مِثْلُ ذَلِكَ لَمْ تُنْكِرْهُ بَلْ تَعْرِفُهُ، وَتَقْبَلُهُ وَتَرْضَى بِهِ، وَكَذَلِكَ مِنْ جَانِبِهَا هِيَ مَنْدُوبَةٌ إلَى الْمُعَاشَرَةِ الْجَمِيلَةِ مَعَ زَوْجِهَا بِالْإِحْسَانِ بِاللِّسَانِ، وَاللُّطْفِ فِي الْكَلَامِ"۔

حفاظت کرے۔(۱۶۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ

"جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار اور فرمانبردار ہو، اس کے لیے ہوا میں پرندے، دریا میں مچھلیاں، آسمانوں میں فرشتے اور جنگلوں میں درندے استغفار کرتے ہیں۔(البحر المحیط)(۱۶۶)

نافرمان بیوی کی اصلاح کے تین طریقے:

جب کسی کی بیوی اس کی فرمانبرداری نہ کرے، اس کے حقوق ادا نہ کرے اور خوش اسلوبی کے ساتھ زندگی نہ گزارے، تو قرآن کریم نے اس کی اصلاح کے ترتیب وار تین طریقے بتلائے ہیں، طلاق دینے سے پہلے ان باتوں پر عمل کرنا چاہئے:

۱)...... پہلا طریقہ اور درجہ یہ ہے کہ خاوند نرمی سے بیوی کو سمجھائے، اس کی غلط فہمی دور کرے، اگر واقعی وہ جان کر غلط روش اختیار کیے ہوئے ہے، تو سمجھا بجھا کر صحیح روش اختیار کرنے کی تلقین کرے، اس سے کام حل ہو گیا، تو معاملہ یہیں ختم ہو گیا، عورت ہمیشہ کے لیے گناہ سے اور مرد قلبی اذیت سے اور دونوں رنج و غم سے بچ گئے۔

۲)...... دوسرا درجہ یہ ہے کہ ناراضگی ظاہر کرنے کے لیے بیوی کا بستر اپنے بستر سے علیحدہ کر دے اور اس سے علیحدہ سوئے، یہ ایک معمولی سزا اور بہترین تنبیہ ہے، اس سے عورت متنبہ ہو گئی، تو جھگڑا یہیں ختم ہو گیا اور اگر وہ اس شریفانہ سزا پر بھی نافرمانی

---

(۱۶۵) سنن النسائي، كتاب النكاح، أيّ النساء خير، الرقم:[۳۲۳۱][۶/۶۸] ولفظه: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ"۔

(۱۶۶) تفسير البحر المحيط، سورة النساء، تحت تفسير، الآية:[۳٤][۳/۶۲۵] ونصه: "رُوِيَ فِي الْحَدِيثِ: يَسْتَغْفِرُ لِلْمَرْأَةِ الْمُطِيعَةِ لِزَوْجِهَا الطَّيْرُ فِي الْهَوَاءِ، وَالْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ، وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ، وَالسِّبَاعُ فِي الْبَرَارِي"۔

اور کج روی سے باز نہ آئے، تو پھر تیسرے درجے کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔

۳)...... تیسرا درجہ یہ ہے کہ خاوند کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت دی گئی ہے ،جس کی حد یہ ہے کہ بدن پر اس مار کا اثر اور زخم نہ ہو، مگر اس تیسرے درجہ کی سزا کے استعمال کو رسول کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا، اس لیے اس درجہ پر عمل کرنے سے بچنا اولیٰ ہے۔

بہر حال! اگر اس معمولی مار پیٹ سے بھی معاملہ درست ہو گیا، صلح صفائی ہو گئی ، تعلقات بحال ہو گئے ، تب بھی مقصد حاصل ہو گیا، خاوند پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی بال کی کھال نہ نکالے اور ہر بات منوانے کی ضد نہ کرے، چشم پوشی اور درگزر سے کام لے اور حتی الامکان نبانے کی کوشش کرے۔ (۱٦۷)

باہمی صلح وصفائی کا ایک عمدہ طریقہ:

مذکورہ تین طریقے تو وہ تھے جن کے ذریعے گھر کا جھگڑا گھر ہی میں ختم ہو جائے ، لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جھگڑا طول پکڑ لیتا ہے، خواہ اس وجہ سے کہ بیوی

---

(١٦٧) سورة النساء، آیت:[٣٤] ﴿وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾

......فتح الباري، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ :(٣٠٢/٩) ونصه:" فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ ضَرْبَهُنَّ لَا يُبَاحُ مُطْلَقًا ، بَلْ فِيهِ مَا يُكْرَهُ كَرَاهَةَ تَنْزِيهٍ، وَفِي قَوْلِه أَنْ يَضْرِبَ جِيَارَكُمْ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ ضَرْبَهُنَّ مُبَاحٌ فِي الْجُمْلَةِ ، وَمَحِلُّ ذَلِكَ أَنْ يَضْرِبَهَا تَأْدِيبًا إِذَا رَأَى مِنْهَا مَا يُكْرَهُ فِيمَا يَجِبُ عَلَيْهَا فِيهِ طَاعَتُهُ ، فَإِنِ اكْتَفَى بِالتَّهْدِيدِ وَنَحْوِهِ كَانَ أَفْضَلَ ، وَمَهْمَا أَمْكَنَ الْوُصُولُ إِلَى الْغَرَضِ بِالْإِيهَامِ لَا يَعْدِلُ إِلَى الْفِعْلِ ، لِمَا فِي وُقُوعِ ذَلِكَ مِنَ النَّفْرَةِ الْمُضَادَّةِ لِحُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ الْمَطْلُوبَةِ فِي الزَّوْجِيَّةِ ، إِلَّا إِذَا كَانَ فِي أَمْرٍ يَتَعَلَّقُ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ".

کی طبیعت میں نافرمانی، سرکشی اور آزادی ہے، یا اس بناء پر کہ خاوند کا قصور ہے اور اس کی طرف سے بے جا تشدد اور زیادتی ہے۔

بہرحال! اس صورت میں گھر کی بات کا گھر سے باہر نکلنا لازمی ہے، لیکن عام عادت کے مطابق تو یہ ہوتا ہے کہ طرفین کے حامی ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں اور الزام لگاتے پھرتے ہیں، جس کے نتیجے میں جانبین میں اشتعال پیدا ہو جاتا ہے اور پھر دو شخصوں کی لڑائی خاندانی جھگڑے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

قرآن کریم نے اس فسادِ عظیم کو بند کرنے اور باہم صلح وصفائی کرانے کے لیے بہت ہی پاکیزہ طریقہ بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ برادری کے سربراہ اور معاملہ فہم حضرات یا ارباب حکومت یا فریقین کے اولیاء دو حَکَم (صلح کرانے والے) مقرر کریں، ایک مرد کے خاندان سے، دوسرا عورت کے خاندان سے اور دونوں حَکَموں میں یہ اوصاف موجود ہوں:

۱)......دونوں ذی علم ہوں۔

۲)......دیانت دار ہوں۔

۳)......نیک نیت ہوں اور دل سے چاہتے ہوں کہ ان میں صلح ہو جائے۔

اور پھر صلح وصفائی کی پوری کوشش کریں، جب ایسے حَکَم ان دونوں میاں بیوی کے درمیان اخلاص کے ساتھ صلح کی کوشش کریں گے، تو اللہ تعالی کی طرف سے ان کی غیبی امداد ہوگی اور یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے اور ان کے ذریعے دونوں میاں بیوی کے دلوں میں اللہ تعالی اتفاق ومحبت پیدا فرمائیں گے۔ (معارف القرآن)(۱۶۸)

---

(۱٦٨) تفسير معارف القرآن: (٤٠٣/٢) تحت هذه الآية: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾ (النساء: ٣٥)

نکاح کا مقصد طلاق دینا نہیں:

اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لیے ہو، اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی نوبت ہی نہ آئے، کیونکہ نکاح ختم ہونے کا اثر صرف میاں بیوی پر نہیں پڑتا، بلکہ نسل واولاد کی تباہی وبربادی اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک کی نوبت پہنچتی ہے اور پورا معاشرہ اس سے بری طرح متاثر ہوتا ہے، اسی لیے جو اسباب اور وجوہ اس رشتہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں، قرآن وسنت نے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔

زوجین کے ہر معاملہ اور ہر حال کے لیے جو ہدایتیں قرآن وسنت میں مذکور ہیں، ان سب کا یہی حاصل ہے کہ یہ رشتہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے، ٹوٹنے نہ پائے، نااتفاقی ہونے کی صورت میں جیسا کہ تفصیل سے ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ اول افہام وتفہیم کی، پھر زجر وتنبیہ کی ہدایتیں دی گئیں ہیں۔

اور اگر بات زیادہ بڑھ جائے اور اس سے بھی کام نہ چلے، تو خاندان ہی کے دو افراد کو حکم اور ثالث بنانے کا ارشاد کس قدر حکیمانہ ہے کہ اگر معاملہ خاندان سے باہر گیا، تو بات بڑھ جانے اور دلوں میں اور زیادہ بُعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

کاش! ہم بھی ان پاکیزہ تعلیمات پر صحیح طریقہ سے عمل پیرا ہوں، جذبات سے مغلوب ہونے کے بجائے خوب سوچ سمجھ کر اس بارے میں کوئی قدم اٹھائیں۔ (۱۶۹)

---

(۱۶۹) سنن ابن ماجۃ، كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ طَلَاقِ الْعَبْدِ، الرقم: [۲۰۸۱] (۶۷۲/۱) ولفظہ: "عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ سَيِّدِي زَوَّجَنِي أَمَتَهُ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَصَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُزَوِّجُ عَبْدَهُ أَمَتَهُ، ثُمَّ يُرِيدُ أَنْ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا، إِنَّمَا الطَّلَاقُ لِمَنْ أَخَذَ بِالسَّاقِ"۔

طلاق بالکل آخری مرحلہ ہے:

بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آجاتی ہیں کہ اصلاح حال کی تمام کوشش ناکام ہو جاتی ہیں، کسی طریقہ سے اتفاق نہیں ہوتا، ازدواجی زندگی سے مطلوبہ ثمرات حاصل ہونے کے بجائے میاں بیوی کا آپس میں مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے، ایسے سنگین حالات میں دونوں کے اس ازدواجی تعلق کو ختم کر دینا ہی طرفین کے لیے راحت اور سلامتی کا باعث ہوتا ہے، ایسے آخری اور انتہائی حالات میں شریعت نے خاوند کو طلاق کا اختیار دیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ اس اختیار کا استعمال کرنا بہت ہی ناپسندیدہ، مبغوض اور مکروہ ہے، صرف مجبوری میں اس کی اجازت ہے اور اس کا طریقہ بھی خود ہی بتلایا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی تاکید کی ہے، جس میں بے شمار دینی اور دنیاوی فوائد ہیں۔ (۱۷۰)

طلاق دینے کا احسن طریقہ:

چنانچہ قرآن وسنت کے ارشادات اور صحابہ وتابعین کے عمل سے طلاق دینے کے طریقے کے متعلق جو کچھ ثابت ہوتا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب میاں بیوی میں کسی طرح صلح وصفائی اور میل جول نہ ہوتا ہو اور طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ ہی نہ رہا ہو، تو طلاق دینے کا احسن (بہترین) طریقہ یہ ہے کہ جب بیوی ماہواری سے پاک ہو اور اس پاکی کے زمانہ میں خاوند نے بیوی سے صحبت بھی نہ کی ہو، تو خاوند صاف الفاظ میں بیوی کو صرف ایک طلاق دیدے، مثلاً یوں کہہ دے "میں نے تجھے ایک طلاق دی"۔
اس کے بعد عدت گزرنے دے، عدت کے دوران رجوع کرے تو بہتر ہے، ورنہ

---

(۱۷۰) سنن أبي داؤد، كِتَاب الطَّلَاقِ، بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ، الرقم: [۲۱۷۸] (۲۵۵/۲) ولفظه: "عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ"۔

اس طرح عدت ختم ہونے کے ساتھ ہی نکاح کا رشتہ خود بخود ٹوٹ جائے گا، بیوی شوہر سے بالکل جدا ہو جائے گی اور آزاد ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہوگا جہاں چاہے نکاح کرے۔

فقہائے کرام نے اس طرح طلاق دینے کو طلاق احسن کہا ہے اور صحابہؓ نے بھی اس کو طلاق کا بہترین طریقہ قرار دیا ہے، لہٰذا جب طلاق دینا بہت ہی ناگزیر ہو، تو اسی طریقہ کے مطابق طلاق دینا چاہئے۔(۱۷۱)

طریق احسن کے فوائد:

طلاق کے اس طریقہ میں یوں تو بے شمار فوائد ہیں، چند اہم فائدے یہ ہیں:

۱)......سب سے اہم فائدہ اس طریقہ میں یہ ہے کہ طلاق کے جتنے واقعات سامنے آتے ہیں، ان میں سے ننانوے فیصد واقعات میں میاں بیوی اس واقعہ سے بہت پچھتاتے اور شرمندہ ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح دوبارہ ان کا رشتۂ ازدواج بحال ہو جائے، لیکن چونکہ وہ تین طلاقیں دے چکے ہوتے ہیں اور رجوع کرنے یا بلا حلالہ دوبارہ نکاح کرنے کے تمام درجے عبور کر چکے ہوتے ہیں، اس لیے ان کا شرمندہ ہونا اور صلح پر آمادہ ہونا کچھ کام نہیں آتا۔

طلاق کے مذکورہ احسن طریقہ پر عمل کرنے میں طلاق دینے کے بعد تین ماہواریاں

---

(۱۷۱) المبسوط للسرخسی، کِتَابُ الطَّلَاقِ :(۳/۶)ونصہ:"فَالْأَحْسَنُ أَنْ يُطَلِّقَهَا وَاحِدَةً فِي وَقْتِ السُّنَّةِ، وَيَدَعَهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔هَكَذَا نُقِلَ عَنْ إبْرَاهِيمَ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ أَنْ لَا يَزِيدُوا فِي الطَّلَاقِ عَلَى وَاحِدَةٍ حَتَّى تَنْقَضِيَ الْعِدَّةُ وَأَنَّ هَذَا أَفْضَلُ عِنْدَهُمْ مِنْ أَنْ يُطَلِّقَ الرَّجُلُ ثَلَاثًا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ وَاحِدَةً وَلِأَنَّهُ مُبْغَضٌ شَرْعًا لَكِنَّهُ مُبَاحٌ لِمَقْصُودِ التَّفَصِّي عَنْ عُهْدَةِ النِّكَاحِ وَذَلِكَ يَحْصُلُ بِالْوَاحِدَةِ وَلَا يَرْتَفِعُ بِهَا الْحِلُّ الَّذِي هُوَ نِعْمَةٌ فَالِاقْتِصَارُ عَلَيْهَا أَحْسَنُ۔

گزارنے تک عدت ہے، بشرطیکہ حمل نہ ہو، ورنہ وضع حمل تک عدت ہے اور عدت کے دوران دونوں میاں بیوی کو علیحدگی اور اس پر مرتب ہونے والے اثرات پر غور وفکر کا اچھا خاصہ وقت مل جاتا ہے اور مستقبل کے سلسلہ میں صحیح فیصلہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔(۱۷۲)

اگر دوران عدت دونوں اس نتیجہ تک پہنچ جائیں کہ طلاق دینا اچھا نہیں ہے اور اپنے کیے پر نادم ہوں، بیوی خاوند کی فرمانبرداری کرنے اور اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کا عہد کرے، خاوند بھی گھر کی بربادی اور بچوں کی کفالت و پرورش کی دشواریوں کا اندازہ لگا کر خوش اسلوبی کے ساتھ زندگی گزارنے میں سلامتی دیکھے، تو ابھی کچھ نہیں بگڑا، دوبارہ میاں بیوی والے تعلقات خاص قائم کرلیں، بس رجوع ہو گیا، حسب سابق میاں بیوی کی طرح رہیں اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔(۱۷۳)

بہتر یہ ہے کہ کم از کم دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے خاوند کہے کہ "میں اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے نکاح میں لوٹاتا ہوں"، یا یوں کہے کہ "میں اپنی بیوی کو دوبارہ

(۱۷۲) الفتاوى الهندية، كِتَابُ الطَّلَاقِ، الْبَابُ الثَّالِثَ عَشَرَ فِي الْعِدَّةِ:(۵۲۶/۱) و نصه:"إذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَائِنًا أَوْ رَجْعِيًّا أَوْ ثَلَاثًا أَوْ وَقَعَتْ الْفُرْقَةُ بَيْنَهُمَا بِغَيْرِ طَلَاقٍ وَهِيَ حُرَّةٌ مِمَّنْ تَحِيضُ فَعِدَّتُهَا ثَلَاثَةُ أَقْرَاءٍ سَوَاءٌ كَانَتْ الْحُرَّةُ مُسْلِمَةً أَوْ كِتَابِيَّةً كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ......وَعِدَّةُ الْحَامِلِ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا كَذَا فِي الْكَافِي. سَوَاءٌ كَانَتْ حَامِلًا وَقْتَ وُجُوبِ الْعِدَّةِ أَوْ حَبِلَتْ بَعْدَ الْوُجُوبِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .وَسَوَاءٌ كَانَتْ الْمَرْأَةُ حُرَّةً أَوْ مَمْلُوكَةً قِنَّةً أَوْ مُدَبَّرَةً أَوْ مُكَاتَبَةً أَوْ أُمَّ وَلَدٍ أَوْ مُسْتَسْعَاةً مُسْلِمَةً أَوْ كِتَابِيَّةً كَذَا فِي الْبَدَائِعِ .وَسَوَاءٌ كَانَتْ عَنْ طَلَاقٍ أَوْ وَفَاةٍ أَوْ مُتَارَكَةٍ أَوْ وَطْءٍ بِشُبْهَةٍ كَذَا فِي النَّهْرِ الْفَائِقِ .وَسَوَاءٌ كَانَ الْحَمْلُ ثَابِتَ النَّسَبِ أَمْ لَا وَيُتَصَوَّرُ ذَلِكَ فِيمَنْ تَزَوَّجَ حَامِلًا بِالزِّنَا كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ"۔

(۱۷۳) الهداية في شرح البداية، كتاب الرجعة،(۲۵۴/۲) و نصه:"والرجعة أن يقول راجعتك، أو راجعت امرأتي ، وهذا صريح في الرجعة ، ولا خلاف فيه بين الأئمة۔قال:أو يطأها أو يقبلها أو يلمسها بشهوة أو ينظر إلى فرجها بشهوة وهذا عندنا"۔

رکھ لیتا ہوں"، یہ رجوع کا افضل طریقہ ہے، تاکہ دوسروں کو تعلقات کی بحالی سے کوئی غلط فہمی نہ ہو اور رجوع کرنا بھی طلاق کی طرح سب کے علم میں آ جائے۔(۱۷۴)

اور اگر عدت کے دوران خاوند نے رجوع نہ کیا اور عدت گزر گئی، تو اب مطلقہ اس کے نکاح سے پوری طرح آزاد ہو گئی، اب جہاں اس کا دل چاہے نکاح کرے، طلاق دینے والے سے اس کا کچھ تعلق نہیں رہا، دونوں بالکل اجنبی ہو گئے۔(۱۷۵)

۲)......طلاق کے اس احسن طریقے میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اگر رشتہ ازدواج سے آزاد ہونے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد کسی وجہ سے ایک دوسرے کی یاد ستانے لگے، کبیدگیوں اور رنجشوں کو بھلا کر ایک دوسرے کے محاسن، خدمات اور احسانات پر غور کرنے کا از سر نو موقع ملے اور پھر دوبارہ ایک دوسرے سے نکاح کرنے کے خواہشمند ہوں، تو طلاق اور عدت گزرنے کے بعد بھی بغیر کسی حلالہ کے دوبارہ آپس میں نئے مہر کے ساتھ باہمی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔(۱۷۶)

بالفرض دوبارہ نکاح ہو گیا اور بدقسمتی سے دوبارہ بھی اس کو کامیابی کے ساتھ نہ نباہ سکے اور خدانخواستہ پھر طلاق کی نوبت آ گئی، تو دوبارہ طلاق دینے سے پہلے اس باران تمام تفصیلات پر عمل کرنا چاہئے، جن کا ذکر اوپر ہوا ہے (یعنی پہلے افہام و تفہیم سے کام

---

(۱۷٤) المبسوط للسرخسی، كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ الرَّجْعَةِ :(۱۹/٦) ونصه:"وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُرَاجِعَهَا قَبْلَ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ فَأَحْسَنُ ذَلِكَ أَنْ لَا يَغْشَاهَا حَتَّى يُشْهِدَ شَاهِدَيْنِ عَلَى رَجْعَتِهَا وَالْإِشْهَادُ عَلَى الرَّجْعَةِ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَنَا"۔

(۱۷٥) بدائع الصنائع فی ترتيب الشرائع، كِتَابُ الطَّلَاقِ، الرَّجْعَةِ: (۱۸۳/۳) و نصه : "وَأَمَّا شَرَائِطُ جَوَازِ الرَّجْعَةِ فَمِنْهَا قِيَامُ الْعِدَّةِ، فَلَا تَصِحُّ الرَّجْعَةُ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ؛ لِأَنَّ الرَّجْعَةَ اسْتِدَامَةُ الْمِلْكِ، وَالْمِلْكُ يَزُولُ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْعِدَّةِ، فَلَا تُتَصَوَّرُ الِاسْتِدَامَةُ إذْ الِاسْتِدَامَةُ لِلْقَائِمِ لِصِيَانَتِهِ عَنْ الزَّوَالِ لَا لِلْمُزِيلِ"۔

(۱۷٦) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ الرَّجْعَةِ،فَصْلٌ فِيمَا تَحِلُّ بِهِ الْمُطَلَّقَةُ:(۲۵۷/۲)ونصه:"قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَيَنْكِحُ مُبَانَتَهُ فِي الْعِدَّةِ وَبَعْدَهَا) أَيْ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ الَّتِي أَبَانَهَا بِمَا دُونَ الثَّلَاثِ إذَا كَانَتْ حُرَّةً"۔

لے، پھر زجر و تنبیہ کرے، پھر خاندان کے دو افراد کو حکم اور ثالث بنائے) پھر بھی طلاق دینا ہی ناگزیر ہو، تو پھر احسن دی جائے (یعنی ماہواری سے پاک زمانے میں جس میں بیوی سے صحبت بھی نہ کی ہو، صاف الفاظ میں صرف ایک طلاق دے) جس میں دوبارہ خاوند کو اختیار ہے کہ وہ عدت کے دوران رجوع بھی کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بغیر کسی حلالہ کے باہمی رضامندی سے نئے مہر پر دوبارہ نکاح بھی کر سکتا ہے، لیکن اب طلاق دینے والا طلاق کے دو درجے عبور کر چکا ہے اور دو طلاقیں واقع ہو چکی ہیں، رجوع کرنے یا نکاح ثانی کرنے سے یہ دی ہوئی دو طلاقیں ختم نہیں ہوتیں، وہ تو واقع ہو چکی ہیں، البتہ دو طلاقوں تک شریعت نے یہ سہولت رکھ دی ہے کہ اگر ایک یا دو طلاقوں کے بعد شرمندہ ہوں اور ملاپ کرنا چاہیں، تو دو طلاقوں تک ان کے لیے اس کی گنجائش ہے۔ (۱۷۷)

اب اس کے بعد دونوں کے لیے بڑا اہم لمحہ فکر یہ ہے اور اب انہیں مستقبل میں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے بہت زیادہ فکر و نظر کی ضرورت ہے، کیونکہ وہ ازدواجی زندگی قائم کرنے کے دو درجے پہلے ہی عبور کر چکے ہیں، اب انہیں آئندہ کے لیے آخری مرتبہ پھر ایک حتمی فیصلہ کرنا ہے، وہ فیصلہ ایک آخری فیصلہ ہوگا، چنانچہ

(۱۷۷) یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ بیوی نے عدت گزارنے کے بعد کسی اور سے شادی نہ کی ہو، لیکن اگر عورت نے پہلے شوہر کی عدت پوری ہونے کے بعد کسی اور سے شادی کر لی، پھر اس سے طلاق ہو گئی اور اس کی عدت پوری کرنے کے بعد دوبارہ پہلے شوہر سے نکاح کیا ہو، تو اس صورت میں شوہر کو تین طلاقوں کا اختیار ہوگا اور پہلے نکاح کے بعد دی گئی طلاق کالعدم ہو جائے گی۔ ذیل میں حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

الآثار لأبي يوسف، أبوابُ الطَّلاقِ: (ص: ۱۳۸) ونصه: "قَالَ: حَدَّثَنَا يُوسُفُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ثنا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ قَالَ: إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَاحِدَةً أَوِ اثْنَتَيْنِ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا رَجُلٌ آخَرُ وَدَخَلَ بِهَا، وَفَارَقَهَا الْأَوَّلُ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا الْأَوَّلُ، فَهِيَ عِنْدَهُ عَلَى طَلَاقٍ مُسْتَقْبَلٍ ثَلَاثٍ، وَيَهْدِمُ الزَّوْجُ الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا الزَّوْجُ الْآخَرُ فَهِيَ عِنْدَ الزَّوْجِ الْأَوَّلِ عَلَى مَا بَقِيَ مِنَ الطَّلَاقِ".

اگر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے اور خوش سلوبی سے اپنا گھر بسا کر زندگی بسر کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں، تو دوسری طلاق کی عدت کے اندر رجوع کر سکتے ہیں، ورنہ عدت کے بعد باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح بھی بغیر کسی حلالہ کے ہوسکتا ہے، پھر اگر ان دونوں نے گرانقدر موقع ضائع کر دیا اور اپنی نادانی، نالائقی اور بداطواری سے اس دفعہ بھی طلاق کی نوبت آگئی اور خاوند طلاق دے بیٹھا، تو بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، جس میں نہ رجوع ہوسکتا ہے اور نہ حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔(۱۷۸)

احسن طریقے سے طلاق دینے میں دو مرتبہ طویل عرصے تک دونوں کو ایک دوسرے کی علیحدگی اور اس سے پیدا شدہ اثرات پر سنجیدگی سے غور وفکر کا موقع ملتا ہے اور دوبارہ رشتہ ازدواج کو بحال اور قائم کرنے کا راستہ بھی باقی رہتا ہے، دفعۃً تین طلاقیں دینے میں ایسا کوئی فائدہ نہیں ہے، میاں بیوی دونوں سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں اور سخت دشواری کا شکار ہوتے ہیں۔

طلاق کے اس احسن طریقے میں کہیں جلد بازی اور عجلت نہیں ہے، جلد بازی شیطانی عمل ہے، جس کا انجام پشیمانی ہے، چنانچہ آپ اندازہ لگائیں کہ شریعت نے اول یہ حکم دیا کہ میاں بیوی خود ہی اپنے معاملہ کو سلجھائیں، خاوند افہام وتفہیم سے کام لے، اس سے کام نہ چلے، تو بیوی کا بستر علیحدہ کر دے، اس سے بھی بیوی اپنی اصلاح نہ کرے، تو زجر وتوبیخ اور معمولی مار سے اس کی اصلاح کرے، یہ بھی مفید نہ ہو اور کوئی صورت حل کر رہنے کی نہ رہے، تو بیوی کو اگر ماہواری آرہی ہو، تو اس کے پاک ہونے کا انتظار کرے، ابھی طلاق نہ دے، جب حیض سے بالکل پاک ہو جائے، تو طلاق کے

---

(۱۹۷) تحفة الفقهاء، كتاب الطلاق:۱۸۵/۲) ونصه:"وان كانت البينونة بالثلاث بزول الملك، وحل المحلية جميعا، حتى لا يحل له وطئها، إلا بعد إصابة الزوج الثاني"۔

احسن طریقے کے مطابق اس کو صرف ایک طلاق زبانی یا تحریری دے دے۔(۱۷۹)

دیکھئے! ہر جگہ دونوں کو بار بار غور وفکر کا موقع دیا جا رہا ہے اور سوچ بچار کا پورا پورا وقت دیا جا رہا ہے اور پھر شریعت اسلامیہ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے ہر پہلو سے یہ نمایاں ہو رہا ہے کہ حتی الامکان نکاح برقرار رہے اور طلاق کا استعمال نہ ہو اور اگر سخت مجبوری میں طلاق دینا ہی پڑے، تو بھی اس کا استعمال کم سے کم ہو، تاکہ آئندہ بھی اگر وہ دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو نکاح کر سکیں۔

دفعۃً تین طلاقیں دینے سے تینوں کے واقع ہونے کی وجہ:

اگر کوئی نادان طلاق کے اس بہترین طریقہ کو اختیار ہی نہ کرے اور اس کو جاننے کی حد تک بھی معلوم نہ کرے، بے سوچے سمجھے محض جوش غضب میں تینوں طلاقیں دے بیٹھے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے، دین وشریعت پر کچھ الزام نہیں، وہ خود اپنے اوپر روئے اور اپنے کیے پر آنسو بہائے، غلط اور غیر مشروع طریقہ اختیار کرنے کی یہی سزا ہے، جب خود ہی اس نے اپنے سارے اختیارات اور شریعت کی دی ہوئی آسانیاں نظر انداز کر دیں اور بلا وجہ اور بلا ضرورت ختم کر دیں، تو اب اس کی سزا یہ ہے کہ نہ رجعت ہو سکے اور نہ بغیر دوسری شادی کے آپس میں نکاح ہو سکے۔

تین طلاقوں کے وقوع پر اعتراض:

بعض لوگ اس مشہور مثل ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کا مصداق ہوتے ہیں اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ دلی ارادہ کے بغیر غصہ میں دینے سے تینوں طلاقیں کیوں ہو گئیں؟ اس کے علاوہ بھی وہ طرح طرح کی باتیں اور اعتراضات کرتے ہیں اور عقل

---

(۱۹۸) المدخل إلى السنن الكبرى، للبيهقي، بَابُ التَّوَقِّي عَنِ الْفُتْيَا وَالتَّثَبُّتِ فِيهَا، الرقم:[۸۱۷](ص: ۴۳۷) ونصه:''...... قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، يَقُولُ: الْعَجَلَةُ فِي الْفَتْوَى نَوْعٌ مِنَ الْجَهْلِ وَالْخَرَقِ وَكَانَ يُقَالُ: التَّأَنِّي مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ''۔

سے کورا ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

عقلی اور عرفی جواب:

ان کا جواب عقلی اور عرفی طور پر تو یہی ہے کہ کسی فعل کا جرم وگناہ ہونا اس کے مؤثر ہونے میں کہیں بھی منع نہیں ہوتا، مثلاً کسی کو ناحق قتل کرنا جرم بھی ہے اور گناہ عظیم بھی ہے، لیکن اس کے باوجود کوئی شخص نادانی میں کسی کو تین گولیاں مار دے، یا غصہ میں تلوار سے مار کر قتل کر دے، تو جس کو گولی مار کر یا تلوار سے قتل کیا گیا، وہ تو قتل ہو ہی جاتا ہے، اس کی موت تو اس کا انتظار نہیں کرتی کہ یہ گولی جائز طریقہ سے ماری گئی ہے، یا ناجائز طریقہ سے اور تلوار غصہ میں چلائی گئی ہے یا محبت میں، سمجھ کر ماری ہے یا ناسمجھی میں۔

ایک اور مثال لے لو، چوری کرنا باتفاق مذاہب جرم وگناہ ہے، مگر جو مال اس طرح غائب کر دیا گیا، وہ تو ہاتھ سے نکل ہی جاتا ہے، یہی حال تمام معاصی اور جرائم کا ہے کہ ان کا جرم وگناہ ہونا ان کے اثر کرنے میں رکاوٹ نہیں بنتا، تو ایک دم تین طلاقیں دے دینا بیشک جرم وگناہ ہے، لیکن کوئی دے گا، تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (۱۸۰)

شرعی جواب:

شرعی جواب یہ ہے کہ متعدد صحیح حدیثوں میں اکٹھی دی جانے والی تین طلاقوں کو حضور اقدس ﷺ نے معتبر مانا ہے اور نافذ کیا ہے، اگرچہ اس نامشروع طریقے سے طلاق دینے پر سخت ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا ہے۔

---

(۱۸۰) أصول الشاشي، الفصل الحادي عشر: فصل في النهي، بحث النَّهي عَن الأَفعَال الحسية والشرعية (ص:۱۶۹) ونصه: "وَحُرمَةُ الفِعْل لَا تنَافِي تَرَتُّب الأَحكَام، كَطَلَاق الحَائِض وَالوُضُوء بالمياه المَغصُوبَة والإصطياد بقوس مَغصُوبَة وَالذَّبح بسكين مَغصُوبَة والصلوة فِي الأَرض المَغصُوبَة وَالبيع فِي وَقت النداء، فانه يَتَرَتَّب الحكم على هَذِه التَّصَرُّفَات مَعَ اشتمالها على الحُرمَة"۔

محمد بن لبیدؓ کی روایت:

چنانچہ امام نسائی نے بروایت محمد بن لبید نقل کیا ہے کہ

''حضور اکرم ﷺ کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی، جس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دی تھیں، آپ ﷺ غصہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے، حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، اتنے میں ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟'' (۱۸۱)

حدیث کی تشریح: یہ بڑی معتبر، صحیح اور مستند حدیث ہے، حافظ ابن القیم نے اسے صحیح علی شرط مسلم قرار دیا ہے۔ (زاد المعاد) اور جوہر نقی میں علامہ ماوردی نے اس کی سند صحیح اور علامہ ابن کثیر نے اسناد جید اور ابن حجر نے ''رَوَاهُ مُوَثَّقُوْنَ'' (یعنی با اعتماد لوگوں نے روایت کیا ہے) فرمایا ہے۔ (۱۸۲)

---

(۱۸۱) سنن النسائی، کتاب الطلاق، الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ، الرقم: [۴۳۰۱] (۱۴۲/۶) ولفظه: "......قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟"۔

(۱۸۲) زاد المعاد فی هدی خیر العباد، فَصْلٌ فِي حُكْمِهِ ﷺ فِيمَنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ: (۲۲۰/۶) ولفظه: "قَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُخْبِرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ مُغْضَبًا، ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ وَإِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ"۔

......الجوهر النقی، باب امضاء الثلاث وإن كن مجموعات: (۳۳۳/۷) ونصه: "وقد ورد في هذا الباب حديث صحيح صريح، فاخرج النسائي في باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ بسند صحيح عن محمود بن لبيد، قال أخبر رسول اللهِ ﷺ عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان فقال أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم فقام رجل فقال يا رسول اللهِ! الا أقتله"۔

اور اس حدیث میں تین طلاقیں بیک وقت دینے پر حضور اقدس ﷺ نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور بعض صحابہ نے اس شخص کو مستوجب قتل بھی سمجھا، مگر یہ کہیں منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے اس کی طلاقوں کو کالعدم یا تین کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر بیوی اس کے حوالے کر دی ہو، بلکہ قاضی ابوبکر ابن العربی نے یہ الفاظ بھی اس حدیث کے متعلق نقل کیے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تینوں طلاقوں کو نافذ فرما دیا تھا۔ (۱۸۳)

......تفسير ابن كثير ،سورة البقرة:(٦٢١/١) ونصه:"ويَعْزُوْنَ ذَلِكَ بِحَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الَّذِي رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي سُنَنِهِ حَيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانَ، ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ احَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟ فِيهِ انْقِطَاعٌ"۔

......نيل الأوطار، كِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي طَلَاقِ الْبَتَّةِ :(٢٦٩/٦) نصه: "وَرَوَى النَّسَائِيّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ ، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَقْتُلُهُ؟ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: إسْنَادُهُ جَيِّدٌ"۔

(١٨٣) الإشفاق في أحكام الطلاق الثلاث بلفظ واحد:(ص:٢٨) ونصه:"بل روى إمضاء الثلاث عليه أبو بكر بن العربي وهو من التوسع في الروايات على ما يعلمه أهل العلم"۔

......تكملة فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم، كتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، أدلة الجمهور في وقوع الثلاث معاً:(١٦٦/١) ونصه:"وقد مر ما أخرجه النسائي عن محمود بن لبيد فيمن طلق امرأته ثلاثاً فغضب عليه رسول الله ﷺ، و ذكره ابن العربي معارضاً لحديث ابن عباس في الباب، فقال:ويعارضه حديث محمود بن لبيد، فإن فيه التصريح بأن الرجل طلق ثلاثاً مجموعة، ولم يرده النبي ﷺ بل أمضاه۔قال العلامة الكوثري:لعله يريد رواية غير رواية النسائي (لأنه ليس في رواية النسائي ما يصرح بإمضائها)وأبو بكر بن العربي حافظ واسع الرواية جداً، أو أراد أنه لو كان رده لذكر في الحديث، وغضبه عليه السلام أيضاً يدل على وقوعها، و كفى هذا فيما يريده"۔

......كذا في عمدة الأثاث:(ص:٢٨،٢٧)

ایک روایت حضرت عویمر عجلانیؓ کی ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنی بیوی سے لعان کیا اور جب وہ دونوں (حضرت عویمرؓ اور ان کی بیوی) لعان سے فارغ ہو گئے، تو حضرت عویمر نے کہا اللہ کے رسول! میں اس پر جھوٹ بولنے والا ہوں گا، اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھ لیا، پھر حضرت عویمرؓ نے اس کو تین طلاقیں دیدیں، اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں حکم دیدیتے۔ (۱۸۴)

تشریح: بخاری شریف میں اس حدیث کا ہونا اس کی صحت کے لیے کافی ہے اور اس حدیث میں پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عویمرؓ کی بیک وقت تین طلاقوں کو تین ہی قرار دیکر نافذ فرمایا ہے۔ (۱۸۵)

اور محمود لبید کی سابقہ روایت میں بھی ابوبکر ابن عربی کی روایت کے مطابق تین

---

(١٨٤) صحيح البخاري، الطَّلَاق، اللِّعَان، الرقم: [٥٣٠٨] (٥٣/٧) ولفظه: "عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ، فَقَالَ: يَا عَاصِمُ، مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا، فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا، فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسْطَ النَّاسِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا، قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ".

(١٨٥) التقريب والتيسير للنووي: (ص: ٢٦) ونصه: "أول مصنف في الصحيح المجرد، صحيح البخاري، ثم مسلم، وهما أصح الكتب بعد القرآن، والبخاري أصحهما وأكثرهما فوائد، وقيل مسلم أصح، والصواب الأول".

طلاقوں کو نافذ کرنے کا ذکر موجود ہے اور بالفرض یہ نہ بھی ہوتا، تو یہ کہیں منقول نہیں کہ آپ نے بیک وقت دی جانے والی تین طلاقوں کو کالعدم یا تین کو ایک ہی طلاق رجعی قرار دیا ہو۔

حضرت حسنؓ اور عائشہ خثعمیہ کی روایت:

ایک اور روایت ہے کہ حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت حسن خلیفہ ہوئے، تو ان کی بیوی حضرت عائشہ خثعمیہ نے انہیں مبارکباد دی، اس پر حضرت حسن نے فرمایا کیا یہ مبارکباد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر ہے؟ اس پر تم خوشی کا اظہار کر رہی ہو، تجھ پر تین طلاقیں ہیں، جب عدت ختم ہوگئی، تو حضرت حسن نے بقیہ مہر اور مزید دس ہزار روپے بھیجے، جب حضرت عائشہ کو یہ رقم ملی، تو کہنے لگیں: ''جدا ہونے والے حبیب سے یہ مال کم ہے''، یہ سن کر حضرت حسن رو پڑے اور فرمایا:

"لَوْلَا أَنِّی سَمِعْتُ جَدِّی أَوْ حَدَّثَنِی أَبِی أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّی يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ إِمْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ لَرَاجَعْتُهَا۔ (۱۸۵)

یعنی اگر نانا جان کا یہ ارشاد نہ ہوتا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو ماہواری کے وقت مبہم (گول مول) تین طلاقیں دیدیں، تو وہ عورت نکاح ثانی کے بغیر اس کے لیے

---

(۱۸۵)...... السنن الكبرى للبيهقى، كِتَابُ الْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِمْضَاءِ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ وَإِنْ كُنَّ مَجْمُوعَاتٍ، الرقم:[۱٤۹۷۱][۷/ ۵٤۹) ولفظه: "...... فَلَمَّا قُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: لِتَهْنِئْكَ الْخِلَافَةُ، قَالَ: بِقَتْلِ عَلِيٍّ تُظْهِرِينَ الشَّمَاتَةَ اذْهَبِي فَأَنْتِ طَالِقٌ، يَعْنِي ثَلَاثًا قَالَ: فَتَلَفَّعَتْ بِثِيَابِهَا وَقَعَدَتْ حَتّٰى قَضَتْ عِدَّتَهَا فَبَعَثَ إِلَيْهَا بِبَقِيَّةٍ بَقِيَتْ لَهَا مِنْ صَدَاقِهَا وَعَشَرَةِ آلَافٍ صَدَقَةً، فَلَمَّا جَاءَهَا الرَّسُولُ قَالَتْ: مَتَاعٌ قَلِيلٌ مِنْ حَبِيبٍ مُفَارِقٍ، فَلَمَّا بَلَغَهُ قَوْلُهَا بَكٰى ثُمَّ قَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ جَدِّي أَوْ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ جَدِّي يَقُولُ: "أَيُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا عِنْدَ الْأَقْرَاءِ أَوْ ثَلَاثًا مُبْهَمَةً لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ "لَرَاجَعْتُهَا"۔

حلال نہیں ہوتی، تو میں رجوع کر لیتا۔

عبادہ بن الصامتؓ کی روایت:

امام طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے ڈالیں، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین طلاقیں تو واقع ہو گئیں، باقی نو سو ستانوے سے اس نے ظلم کیا، اگر اللہ چاہے اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف کرے۔ (۱۸۶)

فائدہ:

ان تمام احادیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں، مختلف حیلوں سے انہیں کالعدم کرنے کی کوشش کرنا یا تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینا محض جہالت ہے اور ایسا کرنے سے حرام حلال نہیں ہو سکتا۔

بے دھڑک طلاق کا استعمال باعثِ تشویش:

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح نکاح ایک اہم معاملہ ہے اور اس کے لیے عرصہ سے تیاریاں کی جاتی ہیں اور بڑے غور وفکر اور بہت سوچ سمجھ کر شرعی طریقہ سے کیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح طلاق کا معاملہ ہے اور شریعت اسلامیہ نے اس کا بھی طریقہ بتلایا ہے، اس طریقے کو اختیار کرنا لازم و واجب ہے، اس کو فراموش کر کے طلاق کے سلسلہ میں

---

(۱۸۶) هكذا ذكر في الإشفاق على الأحكام الطلاق:(ص:۳۱)، ولكن لم أجده في المعجم للطبراني، ولكن وجدته في مصنف عبد الرزاق الصنعاني،بَابُ الْمُطَلِّقِ ثَلَاثًا، الرقم:[۱۱۳۳۹] [(۳۹۳/۶)] ولفظه:"عَنْ دَاوُدَ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: طَلَّقَ جَدِّي امْرَأَةً لَهُ أَلْفَ تَطْلِيقَةٍ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَمَا اتَّقَى اللَّهَ جَدُّكَ، أَمَّا ثَلَاثٌ فَلَهُ، وَأَمَّا تِسْعُ مِائَةٍ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُونَ فَعُدْوَانٌ وَظُلْمٌ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ"۔

اپنے آپ کو آزاد سمجھنا اور بے سوچے سمجھے جوش و غضب میں بے دھڑک طلاق کا استعمال کرنا، نہ صرف ناجائز اور گناہ ہے، بلکہ معاشرتی طور پر بھی اس کے نتائج بڑے تشویشناک اور پریشان کن ہیں، سلامتی اور عافیت صرف اسی طریقہ میں ہے جو محسن انسانیت ﷺ نے تعلیم فرمایا ہے، ضرورت شدیدہ میں اسی طریقے پر عمل کرنا چاہئے اور غلط روش سے توبہ کرکے ہمیشہ کے لیے اجتناب کرنا چاہئے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

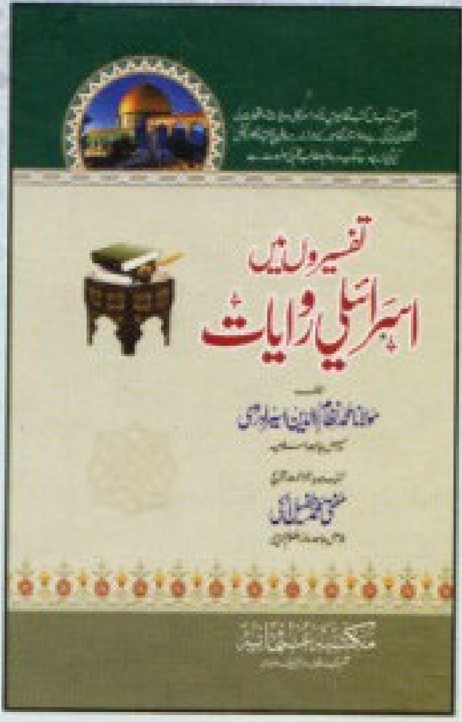

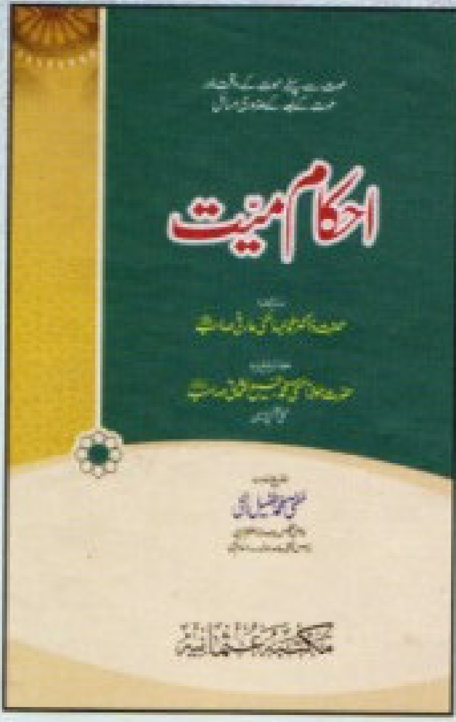

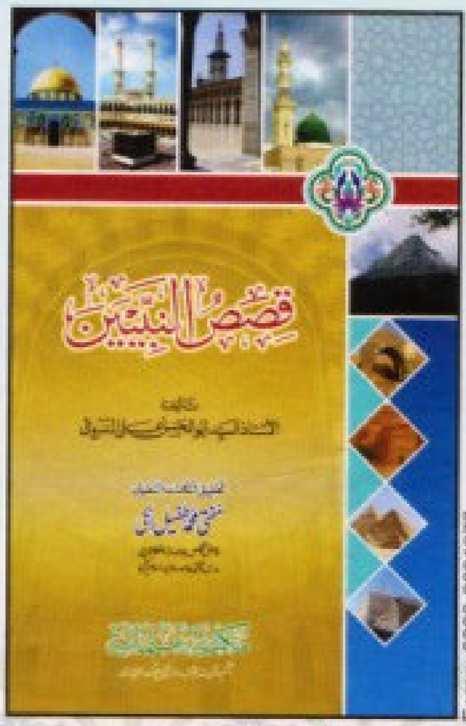

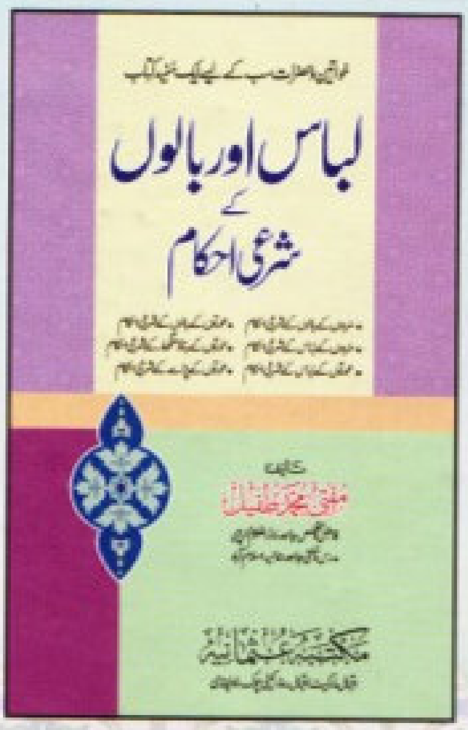

Faraz: 0302-2691277

مکتبہ عثمانیہ

MAKTABA USMANIA
RAWALPINDI

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

051-5534979, 0333-5141413